رُوحُ القُدُس

رُوحُ القُدس

اِکسیر یُوسف

۴۴۔ ایف سی کالج لاہور
قیمت 20/- روپے۔

طابع ———————— اکسیر تو یوسف

مطبع ———————— رپن پرنٹنگ پریس ۴۴ لیک روڈ۔ لاہور

بار ———————— اوّل

قیمت ———————— ۲۵ روپے

تعداد ———————— ۱۰۰۰

کتابت ———————— تاج مسیح

جولائی ۱۹۸۵ء

فہرست

اِنتساب

میں یہ کتاب تین خواتین کے نام منسوب کرتا ہوں۔

خاتونِ اوّل۔ جِس کے صدفِ بطن سے میں نے جنم لیا اور جِس نے مجھے خدا کے خوف کا درس دیا۔

خاتونِ دوم۔ جِس کے دامنِ الفت میں میں نے پرورش پائی اور جِس کی مروّت اور محبّت نے مجھے نکتہ داں بنایا۔

خاتونِ سوم۔ میری مونس و دَم ساز رضیہ جس کے غیر معمولی تعاون اور معاونت سے یہ کتاب پایۂ تکمیل کو پہنچی۔

نگاہِ اوّلین

زندگی کے سفر میں انسان کو کسی نہ کسی ایسے ساتھی اور مددگار کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جس کی ذات پر وہ بھروسہ کر سکے، جس پر اُسے پُورا پُورا اعتماد ہو، جو ہر ابتلا اور آزمائش میں اس کا دم ساز اور غمگسار اور ہر مشکل میں اُس کا مونس و مددگار ہو۔ مَیں کسی ایسے ہی ساتھی کی جستجو میں سرگرداں تھا جس کی صحبت و رفاقت مسکنِ التہابِ قلب ثابت ہو۔ اچھے اچھے دوست ملے لیکن ان کی نزہت آگیں صحبتوں میں بھی دلِ مضطرب نے وہ سکون نہ پایا جس کا مَیں جویاں تھا۔

آخر کار ایک شام مَیں نے اپنی کلبتلاتی ضرورت خالقِ حقیقی کے سامنے رکھ دی اور جبینِ نیاز اُس کے سامنے خم کر دی۔ یہ خشوع و خضوع کے لمحات بڑے بارور اور نتیجہ خیز ثابت ہوئے۔ میرے ذہن کے افق پر روشنی کی شعاع اُبھری جس سے میرا خانۂ دل نورِ سحر سے جگمگا اُٹھا۔ اضطراب کے بادل آن واحد میں چھٹ گئے اور میری دیرینہ آرزو پوری ہو گئی۔ مجھے ایک ساتھی مل گیا جس کے جمالِ دلفروز نے میرے اندر غیر معمولی انقلاب برپا کر دیا۔ یہ ایک تجربہ تھا' دوستی کا تجربہ، قوّت کا تجربہ، ذہنی تبدیلی کا تجربہ، نئی انسانیت کا تجربہ نادیدنی شخصیت کا تجربہ۔

اِس پیارے رفیق کی صحبتیں جہاں پُرلطف، کیف آور، ایمان افزا اور

بصیرت افروز تھیں وہاں اس کی شخصیت کے نئے نئے پہلو بھی میرے سامنے آئے۔ پس جب میں نے اس کی غیر معمولی قوت اور ہدایت و رہنمائی پر بھروسہ کرتے ہوئے "صلیبی کلمات" پر قلم اٹھایا تو اُس نے ان کے اسرار و رموز کو مجھ پر اس طرح کھولا کہ میں انگشت بدندان رہ گیا۔ پھر میں نے اس کی شخصیت اور کاموں کو حیطۂ تحریر میں لانے کا قصد کیا تو اس نے میری سوچ کو نئی بلندیوں سے روشناس کیا اور میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ یروشلیم کے بالاخانہ میں رُوح القدس کا نزول کوئی اتفاقی امر نہ تھا۔ بلکہ یہ عہدنامۂ عتیق کے انبیاء کی پیشنگوئیوں کی حسین تکمیل تھی۔ یہ کسی غیر شخصی، مخلوق کی طلسمہ سازی نہ تھا بلکہ الٰہی، ہمہ دان، ازلی اور نادیدنی شخصیت کا ظہور تھا، جس نے بزدل، سراسیمہ اور ڈرپوک شاگردوں کی کایا پلٹ دی۔ وہی پطرس جو لونڈی سے خائف تھا، رُوح القدس کے نزول کے بعد غیر معمولی جرات کا پیکر بن گیا، اور رُوح القدس کی قوت کے باعث اَن گنت لوگوں کی نجات و مخلصی کا سبب ہُوا۔ مسیحی زندگی کے لئے رُوح القدس کا بپتسمہ ایک بنیادی تجربہ ہے۔ لیکن لفظی تکرار، دلیل بازی اور متعصبانہ مُوشگافیوں نے اس تجربہ کو اُلجھا دیا ہے۔ یہاں تک کہ مسیحیوں کا ایک طبقہ رُوح القدس کے بپتسمہ اور رُوح القدس کی معموری کو ایک ہی تجربہ کے دو ناموں سے تعبیر کرتا ہے حالانکہ انجیلِ جلیل کا مطالعہ ہر دو تجربات کی الگ الگ حیثیت کا نقیب ہے۔

رُوح القدس کی معموری ایماندار میں رُوح القدس کی مسلسل شخصی سکونت کا نام ہے۔ اِس پر کسی مخصوص طبقہ کی اجارہ داری نہیں بلکہ یہ ہر مسیحی کا پیدائشی حق اور الٰہی حکم کی بجا آوری ہے۔ جس طرح شراب میں متوالا ہونا گناہ ہے۔ بعینہٖ رُوح کی معموری کے بغیر زندگی بسر

کرنا گناہ ہے۔ رُوح سے معمُور یسوع کی پیروی رُوح سے معمُور زندگی ہی کر سکتی ہے۔

روحانی نعمتیں کلیسیا جامع کے لئے خدائے ثالوث کا عظیم تحفہ ہیں۔ ان سے نہ صرف ایماندار کی شخصی ترقی ہوتی ہے۔ بلکہ کلیسیا من حیث المجموع روحانی ترقی کرتی ہے۔ بدیں بنا ہم نے ہر نعمت کی الگ الگ وضاحت کر دی ہے تاکہ ہر ایک کی اہمیت و افادیت غیر مبہم طور پر ظاہر ہو جائے۔

کتاب ہذا میں جہاں پُرانے عہدنامہ میں، رُوح القُدس کی حیثیت کو اُجاگر کیا گیا ہے۔ اِس کے بارے میں نئے عہدنامہ میں پائی جانے والی تعلیم کا بھی بھرپُور جائزہ لیا گیا ہے۔ اور اِس کے بارے میں اناجیل اربعہ اور خطوط میں پائے جانے والے اقتباسات کو واضح کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

خدا ایک بعید الفہم ہستی ہے، محدود اور حادث انسان اِسکے بارے میں حقیقی علم حاصل کرنے سے قاصر ہے۔ صرف رُوح القُدس ہی خدا کی تہہ کی باتیں دریافت کرتا ہے (۱۔کرنتھیوں ۲: ۱۰)۔ چونکہ پاک رُوح ایک ذی شعور اور اخلاقی ہستی ہے ہم نے اِس کی اقنومیت اور اشارت پر بحث کی ہے۔

رُوح سے معمور زندگی کا طرۂ امتیاز "رُوح کا پھل" ہے۔ ہم نے ہر پھل پر تفصیل سے لکھا ہے تاکہ قاری پر ان کی گہری معنویت کھل جائے۔

آخر میں رُوحانی زندگی اور جسمانی زندگی ہر دو کے خواص کو پیش کیا ہے تاکہ قاری پر یہ ظاہر ہو جائے کہ مسیحی زندگی مینڈک کی زندگی نہیں مینڈک ایک ایسا جانور ہے جو اپنی ضرورت کے مطابق پانی اور خشکی ہر دو میں رہ سکتا ہے۔ لیکن ایک مسیحی کے لئے ایسی دوہری زندگی کی

کوئی گنجائش نہیں۔ وہ یا تو روحانی زندگی بسر کر سکتا ہے۔ یا پھر جسمانی زندگی۔ دونوں کو بیک وقت نہیں اپنا سکتا۔

آخر میں اُن تمام شخصیتوں کی خدمت میں ہدیۂ تشکر پیش کرتا ہوں جنھوں نے اِس کتاب کی اشاعت و تکمیل میں میرا ہاتھ بٹایا اور اپنے نادر مشوروں سے اس کتاب کو سنوارا۔ میری دلی دُعا ہے کہ اس کا مُطالعہ بہتوں کی نجات و مخلصی اور رُوحانی ترقی کا سبب بنے۔

اِکیسر

پہلا باب

پاک رُوح کی تواریخی توضیح

رسُولی زمانہ

رسولوں کے اعمال سے یہ بات کھُل کر سامنے آجاتی ہے کہ رُوح اُلقدُس کے بپتسمہ نے عیدِ پنتکست کے موقع پر رسولوں کی زندگیاں بدل کر رکھ دیں۔ اُن کو خداوند کی زندہ جاوید گواہی کے لئے شعلۂ آتش بنا دیا اور مخالفوں کی ایذا رسانوں کے باوجود انجیلِ مُقدس دیارِ غیر میں پھیل گئی۔ ۷۰ء میں یروشلیم کی بربادی و خستہ سامانی کے بعد کلیسیائیں انطاکیہ اور قسطنطنیہ میں قائم ہوئیں۔ پھر ایک ایسا زمانہ بھی آیا۔ جبکہ ۱۳۵ء تا ۲۶۰ء مذاہب باطل کے تصورات اور غیر اقوام کی رسومات دبے پاؤں کلیسیا میں گھُس آئے۔ اِسی زمانہ میں عظیم بدعت ناسٹک عروج پر پہنچی۔ پولس رسُول نے کلسیّوں کی کلیسیا کو اِس بدعت سے آگاہ بھی کیا ہے "پس کھانے پینے یا عید یا نئے چاند یا سبت کی بابت کوئی تم پر الزام نہ لگائے۔" (کلسیّوں ۲: ۱۶) ناسٹک ازم والے علم و فلسفہ کو ایمان اور مکاشفہ سے اعلےٰ بتاتے تھے۔ انہوں نے مصر، یونان، کنعان، فارس اور ہندوستان کے مذاہب سے مختلف خیالات اخذ کر کے ایک فلسفیانہ مذہب جاری کیا۔ لیکن یہ طریقہ کامیاب نہ ہُوا۔ مسیح کی شخصیت کے بارے میں

ان کے خیالات بڑے عجیب و غریب تھے۔

اوّل:۔ یسوعؔ انسان پر مسیح کا نزول بپتسمہ کے وقت ہوا جس کی قوّت سے اس نے معجزات کئے۔ لیکن یہ مسیح اس کی مصلوبیت سے پہلے ہی اس سے جدا ہو گیا۔ اس کا پاک رُوح سے کوئی تعلق نہیں۔

دوم۔ مسیح کا تجسّم صوری (ظاہری) تھا نہ کہ حقیقی۔ یہ صرف وہم و خیال ہے کہ مسیح کا جسم ہے اور وہ کھاتا پیتا ہے۔ ان کا خیال تھا کہ جو شخص مادہ سے نجات دینے کو آیا ہے وہ خود مادی نہیں ہو سکتا۔

اُس زمانہ میں زیادہ تر توجہ مسیح خداوند کی الوہیت پر دی گئی۔ ناسٹک رُوح القدس کے بارے میں کلامِ مقدس کے تصوّر کو ماننے کے لئے تیار نہ تھے۔ لیکن پھر بھی انہوں نے رُوح القدس کے بپتسمہ اور اسکی زندگی میں کارکردگی کو کافی اہمیت دی۔

منطانیت۔ منطانی بدعت

یہ تحریک دراصل مسیحیت سے جُدا نہ تھی۔ یہ ناسٹک اِزم کی بالکل ضِد تھی۔ ان کا زورِ بیان رُوح اور خدمتِ رُوح پر تھا۔ اِس بدعت کا بانی منطانس تھا۔ اس نے اعلان کیا کہ "مَیں ہی رُوح القدس کا آلۂ کار ہوں جس کے وسیلہ سے رُوح القدس کام کرتا اور بولتا ہے"۔ اس کے بعد اس کے ساتھ دو نبیہ پرسکہ اور مکسملہ نے شرکت کر لی اور دنیا کے ختم ہونے کا دعویٰ کیا اور کہا کہ "عنقریب مسیح فروگیہ کے چھوٹے سے گاؤں بنام پیوزہ میں ظاہر ہو کر نیا یروشلیم آباد کرے گا"۔ اِن کے خیالات کی رو سے بائبل کا الہام نامکمل تھا، لیکن جو الہام منطانس کو ملا وہ کامل تھا اور اُس کی

بنوّت نہ صرف رسولوں کے برابر ہے بلکہ اُن سے افضل ہے۔ اِس تحریک کو ۲۳۳ء میں اکونیم کی کونسل میں ردّ کیا گیا۔

کلیمنٹ اور اگینش کا دور

اِس دَور میں رُوح اُلقدُس کے بارے میں شخصی اور تجرباتی تعلیم ملتی ہے۔ نظریاتی تعلیم محض ذیلی ہے، تاہم عبادتوں میں خدائے ثالوث باپ بیٹا رُوح اُلقدُس کا استعمال اِس حقیقت کی نشاندہی کرتا ہے کہ رُوح اُلقدُس کی شخصیّت اور الوہیت کو تسلیم کیا جاتا تھا اور اس پر کامل یقین تھا۔

طرطلیآن

اِس کی پیدائش کارتھیج کے غیر اقوام کے کھاتے پیتے گھرانے میں ۱۵۳ء تا ۱۵۵ء کے درمیان ہوئی۔ ۱۹۰ء تا ۱۹۵ء کے لگ بھگ اس کا دل مسیحیت کی طرف مائل ہوا۔ اُس نے الوہیت کی جو تعریف کی۔ وہ بعد میں عقیدہ ناسبہ میں شامل ہوگئی۔ طرطلیآن اور اس کے حامیوں کا خیال تھا کہ مسیح خداوند کلیسیا میں رُوح اُلقدُس کے وسیلہ سے سرگرم عمل ہے۔

مانی اور اُس کی تعلیم

تیسری صدی عیسوی میں ایک مشہور ایرانی مسیحی عالم نے فارقلیط یعنی رُوح اُلقدُس ہونے کا دعویٰ کیا۔ یہ ایک کسدی تھا اور مسوپتامیہ میں پیدا ہوا۔ اِس نے ارژنگ مانی ایک کتاب بھی تحریر کی اُس کا دعویٰ تھا کہ مذکورۃ الصدر کتاب اُس پر آسمان سے نازل ہوئی ہے اور ایسی ہے کہ

کوئی اس کی مانند لانے پر قادر نہیں، لیکن شہنشاہ بہرام اوّل نے اس کی کتاب اور اُس کے دعویٰ کو مردود قرار دیتے ہوئے اُسے قید کر دیا جہاں نہایت کسمپرسی کی حالت میں اس کی رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

ناسیہ کی کونسل

۳۲۰ء تا ۳۲۱ء میں قسطنطین رُومی سلطنت کا شہنشاہ بن کر جلوہ افروز ہُوا۔ تو اُس نے ایک کونسل بِتھونیہ کے شہر ناسیہ میں بلائی۔ یہ ہر لحاظ سے کونسل عمیم تھی۔ اس کونسل میں تقریباً ۱۵۰۰ نمائندوں اور ۳۰۰ بشپوں نے شرکت کی۔ یہ کونسل تین مہینے تک جاری رہی۔ اِس میں تین پارٹیاں تھیں۔

اِس کونسل میں رُوح اُلقدُس پر بھی قرار دادیں پاس کی گئیں کہ اِس کا رشتہ الوہیت کے ساتھ کیا ہے۔ اِس کونسل نے مندرجہ ذیل عقیدہ پر زور دیا:

ا۔ خدا کا اکلوتا بیٹا اِس تشریح کے ساتھ کہ وہ باپ کے جوہر سے ہے۔

ب۔ مصنوع نہیں بلکہ مولود۔

ج۔ اس کا اور باپ کا جوہر ایک ہی ہے۔

اگرچہ اِس عقیدہ میں بیٹے کی الوہیت تسلیم کی گئی۔ لیکن بالواسطہ رُوح اُلقدُس کی الوہیت کا بھی فیصلہ ہو گیا۔ لیکن بیٹے کی الوہیت پر اقرار کے بعد یہ الفاظ درج تھے۔ "اور رُوح اُلقدُس پر"۔

اِس کے بعد ایرین بدعت نے کلیسیا کی توجہ رُوح اُلقدُس کی الوہیت کی طرف مبذول کروائی۔ ایرین بدعت کی کوکھ سے دو بدعتوں نے جنم لیا۔

اوّل - اپولینیرین ازم -
دوم - مے سیڈونین ازم -

اپولینیرین ازم : (APOLLINARIANISM)

ایریس نے یہ کہتے ہوئے کہ باپ اور بیٹے کی ذات ایک نہیں بیٹے کی الوہیت مشتبہ کردی - اس مسئلہ پر تقریباً سو سال بحث ہوتی رہی - اپولنار مسیح کی الوہیت کو ثابت کرتے ہوئے جوش میں یہاں تک حد سے گزر گیا کہ کہ اس نے مسیح کی انسانیت سے انکار کردیا -

مے سیڈونین ازم :- MACEDONIANISM

یہ بدعت بھی ایرین بحث و تمحیص کا نتیجہ تھی - اس کا تعلق مسیح کی شخصیت سے تو نہ تھا - مگر رُوح القدس سے تھا - ایریس کی تعلیم تھی کہ رُوح القدس پہلے خلق کیا گیا اور بیٹے سے نکلا - یہ مخلوق ہے اور بیٹے سے کم تر درجہ پر ہونے کی وجہ سے خدا کا خادم ہونے کے سبب الٰہی خطاب کے لائق نہیں، اور رُوح القدس خُدا سے بالکل الگ ہے - اس کے مُعتقد اس سے بھی بڑھ گئے - وہ کہتے تھے کہ عالم اسباب میں رُوح القدس محض ایک طاقت یا تاثیر ہے -

قسطنطنیہ کی کونسل

یہ کونسل ۲ مئی ۳۸۱ء کو فراہم ہوئی - مشرقی کلیساؤں کے ۱۵۰ بشپ اس کونسل میں حاضر تھے - جو سب کے سب نائسین عقیدہ کے حامی

تھے۔ انطاکیہ کا بشپ میلیٹیس (MELITIUS) اِس کونسل کا میر مجلس مقرر ہوا۔ لیکن پہلے ہی اجلاس میں بیمار ہوگیا اور دوران کونسل ہی فوت ہو گیا۔ اس کی جگہ فازین کا گریگوری میر مجلس مقرر ہُوا۔ اس کونسل نے ایرین تعلیم کو بدعت قرار دے کر بالکل رَدّ کر دیا۔ اور عقیدہ میں رُوح اُلقدُس کی نسبت ان الفاظ کا اضافہ کر دیا۔

ا۔ جو خداوند اور زندگی دینے والا۔

ب۔ جو باپ اور بیٹے سے صادر ہے۔

ج۔ اس نے نبیوں کے وسیلے کلام کیا۔

موجودہ عقیدے میں یہ الفاظ ہیں "وہ نبیوں کی زبانی بولا"۔

کیلسڈون کی کونسل

۴۵۱ء اس کونسل میں ۶۳۰ بشپوں نے شرکت کی۔ اِس کا پہلا اجلاس ۱۸ اکتوبر ۴۵۱ء کو ہوا۔ اِس میں افسس کی کونسل کے فیصلے منسوخ کئے گئے۔ فلیوین کا عقیدہ آرتھوڈکس مانا گیا۔ دوسرے اجلاس میں عقیدہ نائیسس مع اُن زائد فقروں کے جو قسطنطنیہ کی کونسل میں منظور کئے گئے۔

تیسرے اجلاس میں ڈایوسکیورس اور ایوٹی کیس کو مجرم قرار دیا گیا چوتھے اور پانچویں اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ مسیح یسوع میں ایک شخصیت اور ۲ دو ذاتیں ہیں یعنی الٰہی اور انسانی۔ اور یہ کسی طرح بھی ایک دوسرے میں جذب نہیں ہوتیں۔ اس کونسل نے خداوند یسوع مسیح کی انسانیت کا فیصلہ کیا۔ اِس کونسل میں رُوح رُوح اُلقدُس کی الوہیت بھی تسلیم کر

لی گئی۔ اور باپ اور بیٹے کے رشتہ کو بیان کرنے کے لئے "پیدائش کی اصطلاح مستعمل ہوئی۔ جبکہ باپ اور روح کے باہمی تعلق کو ظاہر کرنے کے لئے صدور (PROCESSION) کی اصطلاح چُنی گئی۔ غرضیکہ کیلسڈون کی کونسل میں رُوح کی الوہیت کو تسلیم کرلیا گیا۔ لیکن مشرقی کلیسیاؤں میں رُوح اُلقدُس کو بیٹے سے کم تر سمجھا جانے لگا۔ مغربی کلیسیاؤں کا عقیدہ اس کے برعکس تھا۔ وہ کہتی تھیں کہ رُوح اُلقدُس کے لئے "خدا کا رُوح" اور "مسیح کا رُوح" دونوں اصطلاحیں درست ہیں۔ ورنہ اقانیم ثلاثہ میں برابری نہ ہوگی۔

ٹولڈو کی کونسل

یہ کونسل ۵۸۹ء میں منعقد ہوئی۔ اس میں پیشرو کونسلوں کے فیصلوں کو تسلیم کیا گیا۔ اور یہ طے پایا کہ رُوح اُلقدُس الوہیت میں باپ اور بیٹے کے برابر ہے۔

قرونِ وسطیٰ

گریگوری اعظم کے بعد قرونِ وسطیٰ کا آغاز ہوتا ہے اِس عرصہ میں رُوح القدُس کے مروجہ عقیدہ میں کوئی اہم یا قابلِ قدر اضافہ نہیں ہوا۔ بارہویں صدی میں دو مختلف مکتبِ فکر منظرِ عام پر آئے۔

۱۔ عالمانہ

۲۔ صوفیانہ

صوفیانہ اندازِ فکر نے مسیحی دنیا میں ہلچل مچادی۔ اِس ہلچل کا سبب

گناہ کا شعور اور کلیسیا میں گناہ سے نجات کی قوت کا فقدان تھا۔ اس لئے اس بات پر زور دیا گیا کہ رُوح اُلقدُس کے طفیل مسیح کے ساتھ شخصی وابستگی کا تجربہ ہر مسیحی کے لئے ناگزیر ہے۔ یہی بات بعد میں اصطلاحِ مذہب کا پیش خیمہ بنی۔ اِس دور میں تصوف کا عنصر نمایاں نظر آتا ہے۔

اِصلاحِ مذہب

قرونِ وسطیٰ میں رُوح القدُس کی شخصیت اور الوہیت پر تو زور دیا گیا۔ لیکن فرد اور کلیسیا کے تعلق سے اس کے کام پر شاید ہی کچھ کہا گیا ہو۔ مشرقی مسیحیت تو ایک روشن خیال طبقہ تھا جس میں رُوح اُلقدُس پر بہت کم زور دیا گیا۔ لیکن مغربی کلیسیائیں پاپائیت کی بدولت مسیحیت کو محض ذہنی اور اخلاقی نظم و ضبط نہ سمجھتی تھیں۔ اِن کے خیال میں گناہ سے نجات کے لئے خدا کے فضل کی ضرورت تھی۔ اگرچہ کلیسیائیں کیلسڈون کے عقیدہ کی معتقد تھیں لیکن رُوح اُلقدُس کے بارے میں اُن کے عقیدہ میں تبدیلی آ گئی۔ کلامِ مُقدّس اُن کے لئے محض کلیسیائی قواعد و ضوابط کی کتاب نہ تھی جس کی حفاظت کا فریضہ مذہبی پیشواؤں کے کندھوں پر ہو۔ بلکہ یہ خدا کا لازوال کلام تھا جس کی توضیح رُوح اُلقدُس کرتا ہے۔ اور ایمان سے انسان اِسے قبول کرتا ہے۔ اِس سے مذہبی پیشواؤں کی اہمیت تو کم ہو گئی۔ لیکن رُوح القدُس کو اُس کا صحیح مقام مل گیا یعنی وہ فضل کا رُوح ہے۔ اصلاحِ مذہب تک علمِ الٰہیات کی شکل یہ تھی "کلیسیا کے وسیلہ مسیح تک"، لیکن اصطلاحِ مذہب نے بدل دیا "مسیح کے وسیلہ سے کلیسیا

بلکہ اس دور میں کیلون اور لوتھر نے رُوح القدس کے کام پر زیادہ زور دیا۔ لہٰذا ہم یہ کہتے ہیں کہ رُوح القدس کے کام کا عقیدہ اصلاحِ مذہب کے مرہونِ منت کلیسیا کے سامنے آیا۔

سترہویں اور اٹھارویں صدیاں

یہ امر افسوسناک ہے کہ اصلاحِ مذہب کا تجربہ بہت سی کلیسیاؤں میں روبہ انحطاط ہو گیا جس نے رُوح القدس کی شخصیت پر گہرے اثرات چھوڑے۔

لوتھرن کلیسیاؤں میں اختلاف پیدا ہو گیا جس کو سنرگ ازم SYNERGISM کہتے ہیں۔ لوگوں نے الٰہی فضل اور رُوح القدس کو پسِ پشت ڈال کر فطری طاقتوں اور انسان کی آزاد مرضی پر زیادہ زور دیا۔ بعد ازاں رُوح القدس اور انسانی مرضی کے تعلق کی وضاحت سے یہ اختلاف فرو ہو گیا۔

جن کلیسیاؤں پر اصلاحِ مذہب اثر انداز ہوئی ان میں ایک اور مشکل کھڑی ہو گئی جسے ارمینین ازم ARMINIANSM کہا جاتا ہے۔ ایک ولندیزی ماہرِ علم الٰہیات نے سولہویں صدی کے اواخر میں اس بات پر زور دیا کہ گناہ سے نجات خدا کی طرف سے نہیں بلکہ انسان اپنی مرضی اور کوشش سے حاصل کرتا ہے۔ بہت سے لوگ اس کے مؤید بھی ہو گئے لیکن ۱۶۱۸-۱۹ء کی ڈاٹ سنڈ میں اس پر غور و خوض ہوا اور اُسے مسترد کر دیا گیا۔

ایک اور اختلاف اِن لوگوں کی طرف سے پیدا ہوا۔ جو مقدس صحائف اور رُوح القدس کے مابین پائے جانے والے اہم گہرے اور

نہ ٹوٹنے والے تعلق کو سمجھنے سے قاصر تھے۔ ایک طرف تو انتہا پسند یہ کہتے کہ اصلاحِ مذہب، رُوح القدس کا کام ہے اور کلام مقدس کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ یہ لوگ جذبات کی رو میں بہہ کر رُوح القدس ہی کو سب کچھ سمجھنے لگے۔ لیکن کچھ عقلیت پسندوں نے کلامِ مقدس اور رُوح القدس دونوں کو خیرباد کہہ دیا۔ اور نظریۂ معقولیت (مذہب کی بنیاد عقل پر ہے) کو اپنا لیا۔

سترھویں صدی کے اوائل ہیں۔ کلیسیائی رجحان روائتی اصولوں کی اندھی تقلید کی طرف تھا۔ جو بظاہر تو عالمانہ دکھائی دیتے، لیکن انکا اُس شخصی تجربہ سے جو اصلاحِ مذہب کے مرہون منت ملا۔ دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔

اِس دور کی دو شہرہ آفاق ہستیوں ٹامس گڈون۔(THOMAS GOOD WIN) اور جان اوون (JOHN OWEN) نے رُوح القدس کے عقیدہ کی وضاحت کی۔ اوّل الذکر نے رُوح القدس اور مسیحی زندگی کے تعلق کو بیان کر کے شہرتِ دوام پائی۔ پھر جرمنی اور انگلستان میں بیداری آئی۔ جرمنی کی تحریکِ تقویٰ (PIETIST) نے رُوح القدس پر خاصی توجہ دی۔ اس کا بڑا لیڈر کاؤنٹ زنیڈراف تھا۔ جان ویسلی نے روح کی گواہی پر زور دیا۔

انیسویں صدی

انگلستان میں ایک بار پھر اٹھارویں صدی کی بیداری روبہ انحطاط ہو گئی۔ جرمنی تو نظریہ معقولیت (مذہب کی بنیاد عقل پر ہے) پر سختی سے کاربند

تھا۔ امریکہ جانتھن ایڈورڈ Jonathan Edward کے علم الٰہیات کو
کو اپنائے ہوئے تھا۔ ان حالات سے رُوح اُلقدُس اور کلیسیا کے تعلق
کو دھچکا لگا۔

جرمنی میں شلائر ماخر (SCHLEIERMACHER) نے ایک تحریک
نظریۂ معقولیت کے خلاف شروع کر دی۔ اور شخصی مذہب پر زور دیا لیکن
اس کا بڑا نقصان اس صورت میں سامنے آیا کہ لوگوں نے تجسّم، صلیب اور
پنتکست سے انکار کرنا شروع کر دیا۔ کیونکہ شلائر ماخر سبیلی (SABELLIAN)
نظریۂ تثلیث کا حامی تھا۔ اس نظریہ کی رو سے اقانیم ثلاثہ محض خدا کے
ظہور کے طریقے ہیں اور رُوح اُلقدُس کے بارے میں یہ کہا جاتا تھا کہ یہ باپ
اور بیٹے سے الگ اقنوم ہیں۔ رُوح اُلقدُس کے کام کے سلسلہ میں یہ کہا
گیا کہ رُوح اُلقدُس اس اتحاد کا نام ہے۔ جو الوہیت اور انسانی رُوح میں
ہوتا ہے اور اس سے ایماندار کی زندگی میں سرگرمی پیدا ہوتی ہے۔ اس سے
یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے شلائر ماخر زندہ مسیح اور زندہ رُوح اُلقدُس
کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔

ٹریکٹیرین۔ TRACTARIAN

یہ مسیحیت میں لیبرل ازم کے خلاف تحریک تھی جسمیں رُوح اُلقدُس اور فرد اور
جماعت کے تعلق سے کچھ نہیں کہا گیا۔ انہوں نے رسولی کلیسیا کے عقائد کو جاری
رکھنے پر زور دیا۔

اروِنگ ازم (URVINGISM)

یہ سکاٹ لینڈ کے ایڈورڈ اروِنگ کا عقیدہ تھا۔ یہ پھیلتے پھیلتے

انگلستان تک آ گیا۔ رُوح القدس کے بارے میں اُن کا نظریہ مونٹن ازم سے ملتا جلتا ہے۔

پلائی ماؤتھ برادرن ازم

PLY MOUTH BRETHRENISM

یہ تحریک رُوح کی یگانگت کو قائم رکھنے کے حامی تھی۔ ان کے خیال میں دنیا کی واحد اُمید خداوند یسوع مسیح ہے۔ اور خدا کے لوگوں میں اتحاد رُوح القدس کی بدولت پیدا ہوتا ہے۔ اس تحریک کے حامیوں نے کلام مُقدس کو بھی مقدم درجہ دیا۔ لیکن بعدازاں اِس میں بھی انتہا پسند آ گئے۔

امریکہ اور انگلستان میں ۱۸۵۶ء سے بیسویں صدی کے آغاز تک رُوح القدس اور فرد کے تعلق کو ظاہر کیا گیا۔ ڈی۔ ایل۔ موڈی نے بھی اِس پر زور دیا۔ اس زمانے میں مُبشر اعظم چارلس فنی (۱۷۹۲ء تا ۱۸۷۵ء) منظرِ عام پر رہا۔ اِس زمانہ کے دوران بہت سی کلیسیاؤں نے مشنری سوسائٹیاں قائم کیں۔ اور انہوں نے بہت سے مشنریوں کو دنیا کے مختلف حصّوں میں بھیجنا شروع کر دیا۔ اِن کلیسیاؤں کے درمیان مختلف تعلیموں کے باعث بعض اوقات انتشار بھی پیدا ہو گیا۔

بیسوی صدی

بیسوی صدی کے پہلے سالوں میں بہت سے ہولی نیس فرقے قائم ہو گئے۔ ان ہولی نیس فرقوں کی بیداریوں نے بیسویں صدی کی پنتکاسٹل بیداری کے لئے راہیں ہموار کر دیں۔ ان ہولی نیس گروپوں کے اندر رُوح القدس

کے نزول پر خصوصی توجہ دی گئی۔

پینتکاسٹل تحریک ایک چھوٹے سے بائبل سکول ٹوپیکا (TOPEKA) کے وسیلہ جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ چارلس ایف پرحام اور ڈبلیو۔ جے سیمور نے رسولی ایمان پر زور دیا۔ کاوسمیٹک تحریک نے گلاسولیلیا کی اصطلاح استعمال کی۔ اس کے معنی غیر زبانوں میں بولنا ہیں۔

پینتکاسٹل تحریکوں نے روح کے بپتسمہ کے لئے غیر زبانوں کو تصدیق ٹھہرایا۔ جس سے مسیحیت کو کافی نقصان پہنچا۔ اور بہت سے ایمانداروں کو شک و شبہات کے اندھیروں میں دھکیل دیا۔

دُوسرا باب

رُوح اَور پُرانا عہدنامہ

قدیم زبانوں سے ترجمہ کرتے وقت مترجموں کو جس سب سے بڑی مشکل کا سامنا کرنا پڑا وہ یہ ہے کہ رُوح 'دم'، اور آندھی کے لئے مستعمل الفاظ ایک جیسے ہیں۔ قدیم انسان کا خیال تھا کہ دم اور آندھی ایک دوسرے سے مِلتے جلتے ہیں۔ آندھی وسیع پیمانے پر لیکن سانس چھوٹے پیمانے پر ہوتا ہے۔

اِس حقیقت سے انکار نہیں کہ پُرانے عہدنامہ میں رُوح اُلقدس عقیدہ کے طور پر نہیں آیا لیکن اِس عقیدہ کا منبع اور مخرج پُرانا عہدنامہ ہی ہے۔ عہدِ عتیق میں رُوح سے مراد ایک، ایسی قوّت ہے جو "وقتاً فوقتاً" کسِی خاص کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے بھیجی جاتی تھی۔ جو اس حقیقت کی علمبردار ہے کہ اس دنیا کا خالق و مالک اور مدبّر و فرمانروا اپنی بنائی ہوئی دنیا میں سرگرمِ عمل ہے۔

عبرانی زبان میں رُوح کے لئے دو الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

۱۔ نفس۔

۲۔ رُوئخ۔

۱- نفس :-

یہ انسان کے اندرونی یا نادیدنی حصّہ کا نام ہے۔ جس کے لئے انگریزی مترجمیں نے soul ترجمہ کیا ہے۔ پُرانے عہدنامہ میں اس کا اطلاق انسان اور حیوان ہردو پر ہوا ہے۔ لیکن جس کثرت کے ساتھ اِس کا اطلاق انسان پر ہُوا ہے حیوان پر نہیں ہوا۔ اس کے معنی سانس یا دم کے ہیں۔

جب حضرت ایلیاہ نے بیوہ کے بیٹے کے لئے دُعا کی تو کہا "اَے خُدا! بس تیری منت کرتا ہوں کہ اس لڑکے کی جان (نفس) اِس میں پھر آجائے" اور خُداوند نے ایلیاہ کی فریاد سُنی اور لڑکے کی جان (نفس) اُس میں پھر آ گئی۔ اور وہ جی اُٹھا (۱- سلاطین ۱۷: ۲۲)۔

۲- روئخ

یہ عبرانی لفظ ہے جو پُرانے عہدنامہ میں ۳۷۸ دفعہ آیا ہے۔ اِس کا مطلب ہَوا یا آندھی ہے۔ خُدا کے رُوح ہی کی بدولت کائنات تخلیق ہوئی اور بدستور کارفرما ہے۔ اس لفظ کا اطلاق خدا اور انسان دونوں پر ہُوا ہے، لیکن انسان کے لئے اس کا مفہُوم مجازی ہے نہ کہ اصلی۔

"تو اپنا چہرہ چھپا لیتا ہے اور یہ پریشان ہو جاتے ہیں۔ تو اِن کا دم روک لیتا ہے اور یہ مَر جاتے ہیں اور پھر مٹی میں مل جاتے ہیں تو اپنی روح بھیجتا ہے اور یہ پیدا ہوتے ہیں اور تو رُوئے زمین کو بنا دیتا ہے"۔ زبُور ۱۰۴: ۲۹-۳۰

اِسی رُوح کے طفیل انبیاء نبُوّت کرتے رہے ہیں۔ دیکھو میرا خادم

جس کو میں سنبھالتا ہوں میرا برگزیدہ جس سے میرا دل خوش ہے میں نے اپنی روح اُس پر ڈالی اور وہ قوموں میں عدالت جاری کرے گا۔" (یسعیاہ ۴۲ : ۱)

خُدا کے رُوح کے روابط

پرانے عہدنامہ میں رُوح اُلقدُس کے بارے میں پائے جانے والے اقتباسات کو تین حصّوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

۱۔ خُدا کے رُوح کے کائناتی روابط

ا۔ تخلیق سے :۔ "اور زمین ویران اور سنسان تھی اور گہراؤ کے اوپر اندھیرا تھا۔ اور خدا کی رُوح پانی کی سطح پر جنبش کرتی تھی۔" (پیدائش ۱ : ۲)۔

ب۔ انسانی زندگی سے :۔ "تب خدا نے کہا کہ میری رُوح انسان کے ساتھ ہمیشہ مزاحمت نہ کرتی رہے گی۔" (پیدائش ۶ : ۳)

"دیکھو میری جان مجھ میں اب تک سالم ہے اور خُدا کا دم میرے نتھنوں میں ہے۔" (ایوب ۲۷ : ۳)

"خدا کی رُوح نے مجھے بنایا ہے اور قادرِ مطلق کا دَم مجھے زندگی بخشتا ہے۔" (ایوب ۳۳ : ۴)

ج۔ فنی اور عقلی صلاحیّت سے :۔ "اور اُس نے اُسے حکمت اور فہم اور دانش اور ہر طرح کی صنعت کے لئے رُوح اللہ

سے معمور کیا۔" (خروج ۳۱:۳۳)

۷- خُدا کی قُدرت سے۔

"تو اپنا چہرہ چھپا لیتا ہے اور یہ پریشان ہو جاتے ہیں۔ تو ان کا دم روک لیتا ہے اور یہ مر جاتے ہیں۔ اور پھر مٹی میں مل جاتے ہیں۔ تو اپنی رُوح بھیجتا ہے اور یہ پیدا ہوتے ہیں۔ اور رُوئے زمین کو نیا بنا دیتا ہے" (زبور ۱۰۹: ۲۹-۳۰)۔

۸- دیگر کائناتی مظاہر سے۔

"تب اُس نے مجھے فرمایا کہ نبوّت کر۔ تو ہوا سے نبوت کر اَے آدمزاد اور ہوا سے کہہ خداوند خدا یُوں فرماتا ہے کہ اَے دَم چاروں طرف سے آ اور اِن مقتولوں پر پھُونک کہ زندہ ہو جائیں" (حزقی ایل ۳۷: ۹)۔

۲- خُدا کے رُوح کے نجات بخش روابط

ا- خروج و قضاۃ اور دوسری کتب میں رُوح اُلقدُس ہی الٰہی قوّت اور توانائی کا مخرج اور منبع نظر آتا ہے۔ یہ قُوّت کسی انسان کو خاص فرائض کی انجام دہی کے لئے دی جاتی ہے۔

"اور خداوند کی رُوح اس پر اتری اور وہ اسرائیل کا قاضی ہُوا اور جنگ کے لئے نکلا" (قضاۃ ۳: ۱۰)

"تب خداوند کی رُوح جدعون پر نازل ہوئی۔ سو اُس نے نرسنگا پھونکا اور ابیعزر کے لوگ اُس کی پیروی میں اکھٹے ہُوئے" (قضاۃ ۶: ۳۴)۔

"جب ساؤل نے یہ باتیں سنیں تو خدا کی رُوح اُس پر زور سے نازل ہُوئی اور اس کا غصّہ نہایت بھڑکا" (۱-سیموئیل ۱۱:۶)۔

"اور دوسرے دن ایسا ہوا کہ خداوند کی طرف سے بُری رُوح ساؤل پر نازل ہوئی اور وہ گھر کے اندر نبوّت کرنے لگا اور داؤد روز کی طرح اپنے ہاتھ سے بجا رہا تھا اور ساؤل اپنے ہاتھ میں بھالا لئے تھا" (۱-سیموئیل ۱۸:۱۰)۔

ب۔ انبیاء اُسی رُوح کے طفیل الہام اور تحریک حاصل کرتے تھے۔

"خداوند کی روح مجھ پر ہے کیونکہ اُس نے مجھے مسح کیا تاکہ حلیموں کو خوشخبری سناؤں۔ اُس نے مجھے بھیجا ہے کہ شکستہ دلوں کو تسلی دوں۔ قیدیوں کے لئے رہائی اور اسیروں کے لئے آزادی کا اعلان کروں"۔ (یسعیاہ ۶۱:۱)۔

"جب اُس نے مجھے یوں کہا تو رُوح مجھ میں داخل ہوئی اور مجھے پاؤں پر کھڑا کیا۔ تب مَیں نے اس کی سُنی جو مجھ سے باتیں کرتا تھا" (حزقی ایل ۲:۲)۔

"اور بلعام نے نگاہ کی اور دیکھا کہ بنی اسرائیل اپنے اپنے قبیلہ کی ترتیب سے مقیم ہیں اور خدا کی رُوح اس پر نازل ہُوئی"۔ (گنتی ۲۴:۲)

"اور انھوں نے اپنے دلوں کو الماس کی مانند سخت کیا تاکہ شریعت اور اس کلام کو نہ سنیں جو رب الافواج نے گذشتہ نبیوں پر اپنی رُوح کی معرفت نازل فرمایا" (زکریاہ ۷:۱۲)۔

۳- خُدا کے رُوح کے انفرادی اور شخصی روابط

"لیکن وہ باغی ہوئے اور انہوں نے اُس کی رُوح قدّوس کو غمگین کیا۔ اِس لئے وہ ان کا دشمن ہوگیا۔ اور ان سے لڑا۔ پھر اُس نے اگلے دنوں کو اور موسیٰ کو اور اپنے لوگوں کو یاد کیا اور فرمایا وہ کہاں ہے جو اُن کو اپنے گلہ کے چوپانوں سمیت سمندر سے نکال لایا؟ وہ کہاں ہے جس نے اپنی رُوحِ قدّوس اُن کے اندر ڈالی" (یسعیاہ ۶۳: ۱۰-۱۱)۔

"اور خداوند کی رُوح اُس پر ٹھہرے گی۔ حکمت اور خرد کی رُوح مصلحت اور قدرت کی رُوح، معرفت اور خدا کے خوف کی رُوح اور اسکی شادمانی خُداوند کے خوف میں ہوگی ....."

وہ اپنے لبوں کے دم سے شریروں کو فنا کرڈالے گا۔ (یسعیاہ ۱۱: ۲-۵)۔

"مَیں اپنی رُوح تمہارے باطن میں ڈالوں گا اور تم سے اپنے آئین کی پیروی کراؤں گا اور تم میرے احکام پر عمل کروگے اور اُن کو بجالاؤگے" (حزقی ایل ۳۶: ۲۷)

"اور مَیں اپنی رُوح تم میں ڈالوں گا اور تم زندہ ہوجاؤگے اور میں تم کو تمہارے ملک میں بساؤں گا۔ تب تم جانوگے کہ مَیں خداوند نے فرمایا اور پُورا کیا خداوند فرماتا ہے" (حزقی ایل ۳۷: ۱۴)

"اور اُس کے بعد میں ہر فرد بشر پر اپنی رُوح نازل کروں گا۔ اور تمہارے بیٹے بیٹیاں نبوت کریں گے اور تمہارے بوڑھے خواب اور جوان رویا دیکھیں گے۔ بلکہ میں اُن ایام میں غلاموں اور لونڈیوں پر اپنی رُوح

نازل کروں گا... جو کوئی خُداوند کا نام لے گا نجات پائے گا کیونکہ کوہِ صیّون اور یروشلیم میں جیسا خداوند نے فرمایا ہے بچ نکلنے والے ہونگے اور باقی لوگوں میں وہ جن کو خداوند بُلاتا ہے" (یوایل ۸ : ۲۸-۳۲)

رُوح کی توضیح

زبان ایک زندہ چیز ہے۔ جُوں جُوں انسانی زندگی کے اسرار و رموز کو مشاہدہ اور تجربہ سے جانا جاتا ہے تو وہ ان کو بیان کرنے کی کوشش وسعی بھی کرتا ہے اور یوں زبان بھی ساتھ ساتھ ترقی کرتی جاتی ہے۔ جب انسان نے دیکھا کہ دم (سانس) کا تعلق زندگی سے ہے اور جب تک سانس کی آمد و رفت جاری رہتی ہے۔ زندگی کے تمام آثار قائم رہتے ہیں تو اُس نے سانس کو زندگی کی غیر مرئی اور لادیدنی قوت سے منسوب کر دیا۔ علاوہ ازیں انسان "ہوا" سے آشنا تھا۔ خواہ وہ نسیم سحری تھی یا تندو تیز آندھی۔ اُس نے اپنے مشاہدات کی روشنی میں اسکو فطرت کی بنیادی اور لادیدنی قوت قرار دیا۔ عہدِ عتیق کی اس لادیدنی قوت کا مطالعہ پیشِ خدمت ہے۔

۱۔ غلبہ بخش رُوح

پُرانے عہدنامہ میں خدا کا رُوح بسا اوقات تند و تیز اور بے قابو طاقت کی صورت میں ظاہر ہوتا اور یہ قوت ان واحد میں دوسروں پر غلبہ اور تسلّط پالیتی تھی۔

"اور جب بنی اسرائیل نے خُداوند سے فریاد کی تو خُداوند نے بنی اسرائیل

کے لئے ایک رہائی دینے والا برپا کیا اور کالب کے چھوٹے بھائی قنز کے بیٹے غتنی ایل نے ان کو چھڑایا اور خداوند کی رُوح اُس پر اُتری۔ اور وہ اسرائیل کا قاضی ہوا۔ اور جنگ کے لئے گیا تب خداوند نے مسوپتامیہ کے بادشاہ کوشن رسیقیم کو اُن کے ہاتھ میں کر دیا۔ سو اُس کا ہاتھ کوشن رسیقیم پر غالب ہوا" (قضاۃ ۳ : ۹-۱۰)۔

"تب خداوند کی رُوح اُس پر نازل ہوئی۔ اور اُس نے اُسے بکری کے بچے کی طرح چیر ڈالا گو اُسکے ہاتھ میں کچھ نہ تھا۔ لیکن اُس نے جو کیا اُسے اپنے باپ اور ماں کو نہ بتایا" (قضاۃ ۱۴ : ۱۶)۔

لیکن جب سمسون فلستی عورت کے عشق و محبت میں خداوند سے دُور ہو گیا تو کلامِ مقدس میں لکھا ہے "لیکن اُسے خبر نہ تھی کہ خداوند اُس سے الگ ہو گیا"۔

"جب اُس نے مجھے یوں کہا تو رُوح مجھ میں داخل ہوئی اور مجھے پاؤں پر کھڑا کیا تب مَیں نے اُس کی سُنی جو مجھ سے باتیں کرتا تھا" (حزقی ایل ۲ : ۲)۔

"خداوند کا ہاتھ مجھ پر تھا اور اُس نے مجھے اپنی رُوح میں اُٹھا لیا۔ اور اُس وادی میں جو ہڈیوں سے پُر تھی مجھے اُتار دیا" (حزقی ایل ۳۷ : ۱)۔

مسٹر مائیکل گرین اپنی کتاب "مَیں اعتقاد رکھتا ہوں رُوح القدس پر" کے صفحہ بنبس[2] پر ایک لڑکی کا واقعہ رقم کرتے ہیں۔ یہ لڑکی لنگڑتی تھی اُس کے کولہے میں خرابی تھی۔ ایک روز لڑکی نے بتایا کہ رات کو تقریباً دو بجے خدا کے رُوح نے اُسے جکڑ لیا اور اُس کا کولہا اُسی

وقت ٹھیک ہو گیا۔

یہی رُوح خداوند یسوع مسیح پر بپتسمہ کے وقت نازل ہُوا۔ اور بیابان میں آزمائش کے لئے لے گیا۔ اس وقت رُوح یسوع کو جنگل میں لے گیا تاکہ ابلیس سے آزمایا جائے" (متی ۴: ۱)۔

یہی روح فلپس کو حبشیوں کی ملکہ کنداکے ایک وزیر کے پاس لے گیا۔

۲- نبوّت کی رُوح

خدا کا رُوح نہ صرف تند و تیز آندھی کی طرح نازل ہوتا رہا بلکہ وہ انسان سے باتیں کر کے خدا کی کامل اور جلالی مرضی کو اس پر ظاہر کرتا ہے، اس کے لئے خدا کا دم اور خدا کا کلام دونوں لازم و ملزوم نظر آتے ہیں۔

" آسمان خداوند کے کلام سے اور اس کا سارا لشکر اس کے مُنہ کے دم سے بنا" (زبور ۳۳: ۶)۔

سیموایل نے ساؤل سے کہا میں تیرے ساتھ نہیں لوٹوں گا کیونکہ تُو نے خداوند کے کلام کو رد کیا۔ اور خداوند نے تجھے رد کیا کہ اسرائیل کا بادشاہ نہ رہے" (۱-سیموایل ۱۵: ۲۶)۔

"اور خداوند کی رُوح ساؤل سے جُدا ہو گئی۔ اور خداوند کی طرف سے ایک بُری رُوح اُسے ستانے لگی" (۱-سیموایل ۱۶: ۱۴)۔

کلامِ مُقدس سے یہ بات بھی کھُل کر سامنے آجاتی ہے کہ خُدا کی رُوح کے طفیل انسان کو خدا کا کلام پہنچتا ہے اس کے مختلف طریقے ہیں۔

ا۔ خواب :۔

یُوسفؔ نے خُدا کے رُوح سے فرعون کے خوابوں کی تعبیر بتائی۔

"سو فرعونؔ نے اپنے خادموں سے کہا کہ کیا ہم کو ایسا آدمی جیسا یہ ہے ہے جس میں خدا کی روح ہے مل سکتا ہے" (پیدائش ۴۱: ۳۸)

ب۔ رویا:۔

خُدا نے رویا میں اپنی باتوں سے ابرہامؔ کو آگاہ کیا۔

" اِن باتوں کے بعد خداوند کا کلام رویا میں ابرہامؔ پر نازل ہُوا اور اُس نے فرمایا "اے ابرامؔ تو مت ڈر میں تیری سپر اور تیرا بہت بڑا اجر ہوں" (پیدائش ۱۵: ۱)۔

یعقوبؔ سے رویا میں ہمکلام ہُوا۔

" اور خدا نے رات کو رویا میں اسرائیل سے باتیں کیں اور کہا اے یعقوبؔ! اے یعقوبؔ! اس نے جواب دیا میں حاضر ہوں"
(پیدائش ۴۶: ۲)۔

حزقی ایل سے رویا میں کلام کیا۔

" تیسویں برس کے چوتھے مہینے کی پانچویں تاریخ کو یوں ہوا کہ جب میں نہر کبارؔ کے کنارے پر اسیروں کے درمیان تھا تو آسمان کھُل گیا اور میں نے خداوند کی رویتیں دیکھیں" (حزقی ایل ۱: ۱)۔

دانی ایل سے رویا میں باتیں کیں۔

" تب خداوند نے ان خوابوں کی معرفت اور ہر طرح کی حکمت اور

علم میں مہارت بخشی - اور دانی ایل ہر طرح کی رؤیا اور خواب میں صاحبِ فہم تھا" (دانی ایل ۱ : ۱۷) -

" پھر مَیں نے رات کو رؤیا میں دیکھا - اور کیا دیکھتا ہوں کہ چوتھا حیوان ہولناک اور ہیبت ناک اور نہایت زبردست ہے - اور اُس کے دانت لوہے کے اور بڑے بڑے تھے" (دانی ایل ۷ : ۷)

ج - وجدانی کیفیت :-

جب ساؤل پر خدا کا رُوح نازل ہوا تو وہ وجد میں آگیا :

" اور جب وہ اُدھر اُس پہاڑ کے پاس آئے تو نبیوں کی ایک جماعت اُس کو ملی - اور خدا کی رُوح اُس پر زور سے نازل ہوئی - اور وہ بھی اُن کے درمیان نبوّت کرنے لگا" . . . . اور جب وہ نبوّت کر چکا تو اُونچے مقام میں آیا" (۱ - سیموایل ۱۰ : ۱۰ - ۱۳) -

۳ - رُوح اور خادم

" دیکھو میرا خادم جس کو مَیں سنبھالتا ہوں - میرا برگزیدہ جس سے میرا دل خوش ہے مَیں نے اپنی رُوح اُس پر ڈالی" (یسعیاہ ۴۲ : ۱)

یہاں ایک بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ خادم سے مراد مسیح خداوند ہیں -

" جب وہ پانی سے نکل کر اوپر آیا تو فی الفور اُس نے آسمان کو پھٹتے اور رُوح کو کبوتر کی مانند اپنے اوپر اُترتے دیکھا - اور آسمان سے آواز آئی تو میرا پیارا بیٹا ہے تجھ سے مَیں خوش ہوں" (مرقس ۱ : ۱۰) -

خداوند یسوعؔ مسیح نے رُوح اُلقدُس سے معمور ہو کر منادی شروع کی۔" اور یسوعؔ رُوح کی قوّت سے بھرا ہوا گلیلؔ کو لوٹا۔ اور سارے گرد و نواح میں اُس کی شہرت پھیل گئی" (لوقا ۴: ۱۴)۔

ایک روز ایک عورت ڈاکٹر ٹورؔی کے پاس گئی اور کہا ڈاکٹر ٹورؔی! مَیں نے آج ایک آدمی سے دو گھنٹے گفتگو کی۔ اور کلامِ مُقدس کے وسیلہ سے اُس میں احساسِ گناہ پیدا کرنے کی انتہائی کوشش کے باوجود بات نہیں بنی۔ اس پر ڈاکٹر موصوف عورت کے ہمراہ صاحبِ موصوف کے پاس پہنچے۔ دس منٹ کی گفتگو کے بعد وہ آدمی قائل ہو گیا۔ اس پر نزدیک کھڑی عورت نہایت حیرانی سے ڈاکٹر ٹورؔی سے مخاطب ہوئی اور کہا ڈاکٹر ٹورؔی! بائبل کے جو حوالہ جات آپ نے اپنی گفتگو کے دوران اِستعمال کئے ہیں۔ کم و بیش مَیں نے بھی انہی حوالہ جات کا استعمال کیا تھا۔ لیکن اُس وقت یہ شخص قائل نہ ہوا تھا۔ اس کی کیا وجہ ہے"؟

ڈاکٹر ٹورؔی نے جواب دیا" میری پیاری بہن! رُوح اُلقدُس لوگوں کو گناہ کے بارے میں قائل کرتا ہے۔ اپنے آپکو رُوح القدُس کے ہاتھ میں دے دو۔ پھر دیکھنا لوگ کیسے جیتے جاتے ہیں"۔

۴۔ رُوح اور بادشاہ

پرانے عہدنامہ میں جب کبھی کوئی نبی کسِی بادشاہ کو مسح کرتا تو رُوح القدُس اُس پر نازل ہوتا۔ جب سیموایل نے ساؤل کو مسح کیا تو لکھا ہے" پھر سیموایل نے تیل کی کپّی لی اور اس کے سر پر انڈیلی اور اُسے چوما اور کہا کیا یہی بات نہیں کہ خداوند نے مجھے مسح کیا تاکہ تو اُسکی میراث

پیشوا ہو" (۱-سموایل ۱:۱۰)۔

"تب خداوند کی رُوح تجھ پر زور سے نازل ہوگی اور تو اُنکے ساتھ نبوّت کرنے لگے گا اور بدل کر اور ہی آدمی ہو جائیگا" (۱-سموئیل ۶:۱۰)۔

اگرچہ اسرائیلی بادشاہوں کو خدا کا رُوح ملتا رہا لیکن بہت کم بادشاہوں نے اپنی زندگی سے اس رُوح کو ظاہر کیا۔ اسلئے خدا نے داؤد کی نسل کے ایک بادشاہ پر رُوح نازل کرنے کا عہد کیا۔

"یسّی کے تنے سے ایک کونپل نکلے گی اور اُس کی جڑوں سے ایک بارآور شاخ پیدا ہوگی۔ اور خدا کی رُوح اُس پر ٹھہرے گی۔ حکمت و خرد کی رُوح، مصلحت اور قدرت کی رُوح۔ معرفت اور خدا کے خوف کی رُوح"۔ (یسعیاہ ۱:۱۱)۔

۵۔ رُوح اور لوگ

پُرانے عہدنامہ کا مطالعہ اِس حقیقت کا آئینہ دار ہے کہ خدا کا رُوح ہر شخص پر نازل نہیں ہوتا بلکہ مخصوص لوگوں پر، کسی خاص کام کی انجام دہی کے لئے نازل ہوتا ہے۔

"اور مَیں نے اس کو حکمت اور فہم اور علم اور ہر طرح کی صنعت میں رُوح اللہ سے معمور کیا ہے" (خروج ۳:۳۱)۔

خدا نے اسرائیل سے وعدہ کیا: "اب اگر تم میری بات مانو اور میرے عہد پر چلو تو سب قوموں میں تم ہی میری خاص ملکیت ٹھہرو گے۔ کیونکہ ساری زمین میری ہے" (خروج ۵:۱۹)۔

اسرائیل کی تاریخ شاہد ہے کہ وہ خدا کی طرف سے دی جانے والی

شریعت کو پُورا نہ کرسکے۔ اِس لئے یرمیاہ نبی خدا کے ایک نئے عہد کا ذکر کرتا ہے۔

"دیکھ وہ دن آتے ہیں خداوند فرماتا ہے جب میں اسرائیل کے گھرانے اور خداوند کے گھرانے اور یہوداہ کے ساتھ نیا عہد باندھوں گا"۔ (یرمیاہ ۳۱:۳۱)۔

اِس عہد کی خوبی یرمیاہ ہی کے الفاظ میں رقم کی جاتی ہے۔

"مَیں اپنی شریعت اُن کے باطن میں رکھوں گا اور اُن کے دِل پر اُسے لکھوں گا۔ اور مَیں ان کا خدا ہوں گا اور وہ میرے لوگ ہونگے"۔ (یرمیاہ ۳۱:۳۸)

اسی عہد کے بارے میں حزقی ایل نبی یوں رقم طراز ہے:

"تب تم پر صاف پانی چھڑکوں گا اور تم پاک صاف ہوگے اور مَیں تم کو تمہاری گندگی سے اور تمہارے سب بتوں سے پاک کروں گا۔ اور مَیں تم کو نیا دل بخشوں گا۔ اور نئی رُوح تمہارے باطن میں ڈالوں گا اور تمہارے جسم میں سے سنگین دل نکال ڈالوں گا۔ اور گوشتین دل تم کو عنایت کروں گا اور مَیں اپنی روح تمہارے باطن میں ڈالونگا۔ اور تم سے اپنے آئین کی پیروی کراؤں گا۔ اور تم میرے احکام پر عمل کروگے اور اُن کو بجا لاؤ گے" (حزقی ایل ۳۶: ۲۵-۲۶)۔

۶- خالق رُوح

پروفیسر موک کہتا ہے کہ پُرانے عہدنامہ میں چار مقامات پر خدا کا رُوح تخلیق کے کام سے وابستہ نظر آتا ہے۔

۱۔ "اور زمین ویران اور سنسان تھی - اور گہراؤ کے اُوپر اندھیرا تھا۔ اور خدا کی روح پانی کی سطح پر جنبش کرتی تھی" (پیدائش ۱:۲)

۲۔ تو اپنی رُوح بھیجتا ہے اور یہ پیدا ہوتے ہیں اور تو روئے زمین کو نیا بنا دیتا ہے" (زبور ۱۰۴: ۳۰)۔

۳۔ "آسمان خداوند کے کلام سے اور اُس کا سارا لشکر اُس کے مُنہ کے دم سے بنا" (زبور ۳۳: ۶)۔

۴۔ خُدا کی روح نے مجھے بنایا ہے۔ اور قادرِ مطلق کا دم مجھے زندگی بخشتا ہے" (ایوب ۳۳: ۴)۔

۷۔ پاک رُوح

بنیادی طور پر لفظ رُوح ہے جس کے معنی ہَوا کے ہیں۔ لیکن پاک کا لفظ صفت ہے جو روح کے ساتھ لگایا گیا ہے۔ عبرانی زبان میں پاک کیلئے لفظ "قادش" استعمال ہُوا ہے

پُرانے عہدنامہ میں پاک روح کا ذکر دو مقامات پر ملتا ہے۔

۱۔ "مجھے اپنے حضور سے خارج نہ کر اور اپنی رُوح کو مجھ سے جُدا نہ کر" (زبور ۵۱: ۱۱)۔

۲۔ "لیکن وہ باغی ہوئے اور انہوں نے اُسکی رُوح قدوس کو غمگین کر دیا۔ اسلئے وہ اُن کا دشمن ہوگیا۔ اور ان سے لڑا۔ پھر اُس نے اگلے دنوں کو اور موسیٰ کو اور اپنے لوگوں کو یاد کیا۔ اور فرمایا وہ کہاں ہے؟ جو اُنکو اپنے گلہ کے چوپان سمیت سمندر میں سے نکال لایا۔ وہ کہاں ہے جس نے اپنی رُوحِ قدوس انکے اندر ڈالی" (یسعیاہ ۶۳: ۱۰-۱۱)۔

تیسرا باب

پاک رُوح اور نیا عہد نامہ

یونانی زبان میں رُوح کے لئے لفظ پنیوما (Pneuma) استعمال ہوا ہے۔ اس لفظ کا مفہوم بھی کم و بیش وہی ہے جو عبرانی لفظ روُخ کا ہے۔ انجیلِ جلیل میں اِس لفظ کا استعمال متنوع معنی کا آئینہ دار ہے۔

ہَوا۔

"ہَوا جدھر چاہتی ہے چلتی ہے۔ اور تو اُس کی آواز سُنتا ہے مگر نہیں جانتا کہ وہ کہاں سے آتی اور کہاں کو جاتی ہے۔ جو کوئی رُوح سے پیدا ہوا ایسا ہی ہے" (یوحنا ۳: ۸)۔

"اور فرشتوں کی بابت یہ کہتا ہے کہ وہ اپنے فرشتوں کو ہَوائیں اور اپنے خادموں کو آگ کے شعلے بناتا ہے" (عبرانی ۱: ۷)۔

سانس

"اس وقت وہ بے دین ظاہر ہوگا جسے خداوند یسوع اپنے مُنہ کی پھُونک سے ہلاک اور اپنی آمد کی تجلی سے نیست کریگا" (۲ تھسلنیکیوں ۲: ۸)۔

"اور ساڑھے تین دن کے بعد خدا کی طرف سے اُن میں زندگی کی رُوح داخل ہُوئی اور وہ اپنے پاؤں کے بل کھڑے ہو گئے اور اُن کے دیکھنے والوں پر بڑا خوف چھا گیا"، (مکاشفہ ۱۱:۱۱)۔

اِنسان کا غیر مادی اور نادیدنی جُز

"اس کی رُوح پھر آئی اور وہ اُسی دم اُٹھی..." (لوقا ۸: ۵۵)۔

"پس یہ ستفنس کو سنگسار کرتے رہے اور وہ یہ کہہ کر دُعا کرتا رہا کہ اَے خداوند یسوعؔ میری رُوح کو قبول کر" (اعمال ۸: ۵۹)۔

"جسم کی ہلاکت کے لئے شیطان کے حوالہ کیا جائے تاکہ اُس کی رُوح خداوند یسوعؔ کے دِن نجات پائے" (۱-کرنتھیوں ۵: ۵)۔

علیحدگی۔

"اور اُن پہلوٹھوں کی عام جماعت یعنی کلیسیا جن کے نام آسمان پر لکھے ہیں اور سب کے منصف خدا اور کامل کئے ہوئے راستبازوں کی رُوح"، (عبرانی ۱۲: ۲۳)

"کیونکہ مُردوں کو بھی خوشخبری اسی لئے سُنائی گئی تھی کہ جسم کے لحاظ سے تو آدمیوں کے مطابق ان کا انصاف ہو کیونکہ رُوح کے لحاظ سے خدا کے مُطابق زندہ رہیں" (۱-پطرس ۴: ۶)۔

اِنسان کا ذی حس عنصر

"... رُوح تو مستعد ہے مگر جسم کمزور ہے" (متی ۲۶: ۴۱)۔

"فی الفور یسوؔع نے اپنی رُوح سے معلوم کر کے کہ وہ اپنے دِلوں میں یوں سوچتے ہیں..." (مرقس ۲: ۸)۔

"میری رُوح میرے منجی خدا سے خوش ہوئی" (لوقا ۱: ۴۷)۔

"اور اب دیکھو مَیں رُوح میں بندھا ہوا یروؔشلیم کو جاتا ہوں اور نہ معلوم کہ وہاں مجھ پر کیا گذرے" (اعمال ۲۰: ۲۲)۔

مقصد۔

"کیا ہم دونوں کا چال چلن ایک ہی رُوح کی ہدایت کے مطابق نہ تھا؟ کیا ہم ایک ہی نقشِ قدم پر نہ چلے" (۲۔کرنتھیوں ۱۲: ۸)۔

"اور اپنی عقل کی روحانی حالت میں نئے بنتے جاؤ" (افسیوں ۴: ۲۳)۔

"صرف یہ کرو کہ تمہارا چال چلن مسیح کی خوشخبری کے موافق رہے تاکہ خواہ میں آؤں اور تمہیں دیکھوں خواہ نہ آؤں تمہارا حال سُنوں کہ تم ایک روح میں قائم ہو اور انجیل کے ایمان کے لئے ایک جان ہو کر جانفشانی کرتے ہو" (فلپیوں ۱: ۲۷)۔

"خدا ہی کو سجدہ کر۔ کیونکہ یسوؔع کی گواہی نبوّت کی رُوح ہے" (مکاشفہ ۱۹: ۱۰)

اسم ضمیر کا مترادف

"اور انہوں نے میری اور تمہاری رُوح کو تازہ کیا۔ پس ایسوں کو مانو" (۱۔کرنتھیوں ۱۶: ۱۸)۔

"خداوند تیری رُوح کے ساتھ رہے۔ تم پر فضل ہوتا رہے"

(۲-تیمتھیس ۴: ۲۲)-

" اِسی لئے ہم کو تسلی ہوئی ہے اور ہماری اس تسلی میں ہم کو ططس کی خوشی کے سبب سے اور ہی زیادہ خوشی ہوئی کیونکہ تم سب کے باعث اس کی روح پھر تازہ ہوگئی " (۲-کرنتھیوں ۷: ۱۳)-

کردار

" لیکن پاکیزگی کی رُوح کے اعتبار سے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے سبب سے قدرت کے ساتھ خُدا کا بیٹا ٹھہرا " (رومیوں ۱: ۴)-

" اور وہ ایلیاہ کی رُوح اور قوت میں اُس کے آگے آگے چلے گا کہ والدوں کے دِل اولاد کی طرف اور نافرمانوں کو راستبازوں کی دانائی پر چلنے کی طرف پھیرے اور خداوند کے لئے ایک مستعد قوم تیار ہو " (لوقا ۱: ۱۷)-

اخلاقی اوصاف اور سرگرمیاں

غلامی-	رومیوں ۸: ۱۵
سُست طبیعت	رومیوں ۱۱: ۸؛ ۱-کرنتھیوں ۴: ۲۱
ایمان	۲-کرنتھیوں ۶: ۱۳
خاموشی	۱-پطرس ۳: ۹
خوف	۲-تیمتھیس ۱: ۷
آزادی	رومیوں ۸: ۱۵

پاک رُوح

"اُس وقت رُوح یسوؔع کو جنگل میں لے گیا تاکہ ابلیس سے آزمایا جائے" (متی ۴: ۱)۔

"خداوند کا رُوح مجھ پر ہے ..." (لوقا ۴: ۱۸)۔

باطنی اِنسانیت

"اِس لئے ہم ہمت نہیں ہارتے بلکہ گو ہماری ظاہری انسانیت زائل ہوتی جاتی ہے۔ پھر بھی ہماری باطنی انسانیت روز بروز نئی ہوتی جاتی ہے ..." (۲-کرنتھیوں ۴: ۱۶)۔

"کہ وہ اپنے جلال کی دولت کے موافق تمہیں یہ عنایت کرے کہ تم اُس کے روح سے اپنی باطنی انسانیت میں بہت ہی زورآور ہو جاؤ" (افسیوں ۳: ۱۶)۔

ناپاک رُوحیں

"جب شام ہوئی تو اُس کے پاس بہت سے لوگوں کو لائے جن میں بدرُوحیں تھیں اُس نے روحوں کو زبان ہی سے کہہ کر نکال دیا اور سب بیماروں کو اچھا کر دیا" (متی ۸: ۱۶)۔

"اور عبادت خانہ میں ایک آدمی تھا جس میں ناپاک دیو کی رُوح تھی ..." (لوقا ۴: ۳۳)۔

"اس میں اُس نے جا کر اُن قیدی روحوں میں منادی کی"

(۱-پطرس ۳: ۱۹)۔

خدمت کے لئے الٰہی نعمت

"اور نبیوں کی رُوحیں نبیوں کے تابع ہیں" (۱-کرنتھیوں ۱۴: ۳۲)۔
"پس تم جب روحانی نعمتوں کی آرزو رکھتے ہو تو ایسی کوشش کرو کہ تمہاری نعمتوں کی افزونی سے کلیسیا ترقی کرے" (۱-کرنتھیوں ۱۴: ۱۲)

مجاز مرسل

"کہ کسی رُوح یا کلام یا خط سے جو گویا ہماری طرف سے ہو یہ سمجھ کر کہ خُداوند کا دِن آ پہنچا ہے تمہاری عقل دفعتہً پریشان نہ ہو جائے اور نہ تم گھبراؤ" (۲-تھسلنیکیوں ۲: ۲)۔
"اے عزیزو ہر ایک روح کا یقین نہ کرو بلکہ رُوحوں کو آزماؤ کہ وہ خدا کی طرف سے ہیں ۔ یا نہیں کیونکہ بہت سے جھوٹے نبی دنیا میں نکل کھڑے ہوئے ہیں ۔ خدا کے رُوح کو تم اِسی طرح پہچان سکتے ہو کہ جو کوئی رُوح اقرار کرے کہ یسوعؔ مسیح مجسّم ہو کر آیا وہ خدا کی طرف سے ہے۔ اور جو کوئی رُوح یسوعؔ کا اقرار نہ کرے وہ خدا کی طرف سے نہیں اور یہی مخالفِ مسیح کی رُوح ہے ۔جس کی خبر تم سُن چکے ہو کہ وہ آنے والی ہے بلکہ اب بھی دنیا میں موجود ہے" (۱-یوحنا ۴: ۱-۳)۔

الفاظ کی افادیت

"لیکن جس چیز کی قید میں تھے اُس کے اعتبار سے مر کر اب ہم شریعت

سے ایسے چھوٹ گئے کہ رُوح کے نئے طور پر نہ کہ لفظوں کے پُرانے طور پر خدمت کرتے ہیں" (رومیوں ۷ : ۶)۔

"بلکہ یہودی وہی ہے جو باطن میں ہے اور ختنہ وہی ہے جو دل کا اور روحانی ہے نہ کہ لفظی ..." (رومیوں ۲ : ۲۹)

"جس نے ہم کو نئے عہد کے خادم ہونے کے لائق بھی کیا۔ لفظوں کے خادم نہیں بلکہ روح کے کیونکہ لفظ تو مار ڈالتے ہیں۔ مگر رُوح زندہ کرتی ہے" (۲۔کرنتھیوں ۳ : ۶)۔

رویا

"کہ خُداوند کے دن رُوح میں آگیا اور اپنے پیچھے نرسنگے کی سی یہ ایک بڑی آواز سُنی" (مکاشفہ ۱ : ۱۰)۔

"فوراً میں رُوح میں آگیا اور کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان پر ایک تخت رکھا ہے اور اُس تخت پر کوئی بیٹھا ہے" (مکاشفہ ۱ : ۱۰)۔

"پس وہ مجھے رُوح میں جنگل میں لے گیا ..." (مکاشفہ ۱۷ : ۳)۔

فلیمون، یوحنا کے دوسرے اور تیسرے خطوط کے علاوہ باقی تمام نئے عہدنامہ میں رُوح القُدس کا ذکر ملتا ہے۔ پولس رسُول نے اِس عقیدہ کی وضاحت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ عُلماء نے پولس رسول کے عقیدہ کے مخرج اور منبع کو جاننے کیلئے بڑی عرق ریزی سے کام کیا ہے۔

پولس رسُول کے رُوح کے عقیدہ کا منبع

۱۔ ایک نقطۂ نظر کے مطابق پولس رسُول نے رُوح القُدس کا

عقیدہ پُرانے عہد نامہ سے لیا ہے۔ اِس نظریہ کی حمایت بہت سے شہرہ آفاق علما[1] نے کی ہے۔

۲۔ دوسرے مکتب[2] فکر کا کہنا ہے کہ اس عقیدہ کا ماخذ پولس رسول کا شخصی تجربہ ہے اور اِس عقیدہ کا عہدِ عتیق سے بہت کم تعلق ہے۔

۳۔ تیسرے نقطۂ[3] نظر کے مطابق اس عقیدہ کا تعلق یونانی فلسفہ سے ہے اور اس کا سرچشمہ "حکمت کی کتاب" ہے۔

۴۔ کچھ علما[4] کا کہنا ہے کہ اِس عقیدہ کا ماخذ پُرانا عہد نامہ ہیں ہے۔ لیکن رسول کی زندگی میں یسوع مسیح کے مکاشفہ کے اِس عقیدہ کو ایک نیا رنگ دے دیا۔

مکاتیب پولس اور رُوح القُدس

رُوح القُدس کے تعلق سے علما نے مکاتیب پولس کو مختلف گروہوں میں تقسیم کیا۔

حاشیہ

(۱) Gloel، Wendt، Headlam, Sanday

(۲) Gunkel

(۳) Holtz MANN اور Pfleiderer

(۴) STEVEN

پہلا گروپ

یہ تھسلنیکیوں کی کلیسیا کے نام خطوط پر مشتمل ہے اس گروپ کا مطالعہ اِس حقیقت کا عکاس ہے کہ رسُول مُروّجہ عقیدہ سے بمشکل آگے بڑھتا ہے۔

خوشخبری اور رُوح

"اِس لئے کہ ہماری خوشخبری تمہارے پاس نہ فقط لفظی طور پر پہنچی بلکہ قدرت اور رُوح اُلقدُس اور پورے اعتقاد کے ساتھ بھی۔ چنانچہ تم جانتے ہو کہ ہم تمہاری خاطر تم میں کیسے بن گئے تھے اور تم کلام بڑی مصیبت میں رُوح القدُس کے ساتھ قبول کر کے ہماری اور خداوند کی مانند ہے" (۱۔ تھسلنیکیوں ۱: ۵-۶)۔

رُوح الہٰی نعمت

"اِس لئے کہ خدا نے ہم کو ناپاکی کے لئے نہیں بلکہ پاکیزگی کے لئے بُلایا۔ پس جو نہیں مانتا وہ آدمی کو نہیں بلکہ خدا کو نہیں مانتا جو تم کو اپنا پاک روح دیتا ہے" (۱۔ تھسلنیکیوں ۴: ۷-۸)۔

رُوح کو بُجھانا

"رُوح کو نہ بجھاؤ" (۱۔ تھسلنیکیوں ۵: ۹)۔

رُوح اُلقُدس اور سچائی کا باہمی تعلق

"لیکن تمہارے بارے میں اے بھائیو! خداوند کے پیارو ہر وقت خُدا کا شکر کرنا ہم پر فرض ہے کیونکہ خدا نے تمہیں ابتدا ہی سے اِس لئے چُن لیا تھا کہ رُوح کے ذریعہ سے پاکیزہ بن کر اور حق پر ایمان لاکر نجات پاؤ" (۱۔ تھسلنیکیوں ۲: ۱۳)۔

رُوح اُلقُدس اور انسان کا باہمی تعلق

"اور خُداوند جو اطمینان کا چشمہ ہے آپ ہی تم کو بالکل پاک کرے اور تمہاری روح اور جان اور بدن ہمارے خداوند یسوؔع مسیح کے آنے تک پورے اور بے عیب محفوظ رہیں" (۱۔ تھسلنیکیوں ۵: ۲۳)۔

دُوسرا گروپ

اِس میں مندرجہ ذیل مکاتیب شامل ہیں۔

(۱) گلتیوں کے نام مکتوب

(۲) کرنتھیوں کے نام پہلا اور دوسرا مکتوب۔

(۳) رومیوں کے نام مکتوب۔

اِس گروپ کا مطالعہ اِن حقائق کو پیش کرتا ہے۔

۱۔ رُوح اُلقُدس اور رُوحانی بصیرت کا تعلق

۱۔ کرنتھیوں دوسرا باب

ب - کلیسیا کی تعمیر و تشکیل میں رُوح اُلقدُس کا کام

۱- کرنتھیوں بارہ باب

ج - رُوحانی نعمتیں -

۱- کرنتھیوں بارہ اور چودہ باب

رومیوں بارہ باب

د - مُؤثّر خدمت اور رُوح اُلقدُس

کرنتھس کی کلیسیا کے نام دوسرا مکتوب

رُوح اُلقدُس اور رومیوں کے نام مکتوب

۱- رُوح اُلقدُس نجات کے تعلق سے

" اور اُمید سے شرمندگی حاصِل نہیں ہوتی کیونکہ رُوح اُلقدُس جو ہم کو بخشا گیا اس کے وسیلہ سے خدا کی محبّت ہمارے دلوں میں ڈال دی گئی "۔ (رومیوں ۵ : ۵)

۲- تقدیس کے تعلق سے

۱- زِندگی

" کیونکہ زندگی کے رُوح کی شریعت نے مسیح یسوؔع میں مجھے

گناہ اور موت کی شریعت سے آزاد کر دیا" (رومیوں ۸ : ۲)

ب - روش

"تاکہ شریعت کا تقاضا پُورا ہو جو جسم کے مُطابق نہیں بلکہ رُوح کے مطابق چلتے ہیں" (رومیوں ۸ : ۴) -

ج - جسم

" لیکن تم جسمانی نہیں بلکہ رُوحانی ہو بشرطیکہ خُدا کا رُوح تم میں بسا ہوا ہے مگر جس میں مسیح کا روح نہیں وہ اُس کا نہیں" (رومیوں ۸ : ۹) -

د - فرزندیت -

" اِس لئے جتنے خدا کے رُوح کی ہدایت سے چلتے ہیں وہی خُدا کے بیٹے ہیں - کیونکہ تم کو غلامی کی رُوح نہیں ملی جس سے ڈر پیدا ہو بلکہ لے پالک ہونے کی رُوح مِلی جس سے ہم ابّا یعنی اَے باپ کہہ کر پکارتے ہیں" (رومیوں ۸ : ۱۴-۱۵) -

۳ - عہد و پیمان کے تعلق سے

قُوّت

"اِسی طرح رُوح ہماری کمزوری میں مدد کرتا ہے ...."

(رومیوں ۸ : ۲۶)۔

۴۔ خدمت کے تعلق سے

ا۔ اخلاص

"میں مسیح یسوع میں سچ کہتا ہوں جھوٹ نہیں بولتا اور میرا دل بھی رُوح اُلقدُس کی گواہی دیتا ہے" (رومیوں ۹:۱)۔

ب۔ رفاقت

"کیونکہ خدا کی بادشاہی کھانے پینے پر نہیں بلکہ راستبازی اور میل ملاپ اور اُس خوشی پر موقوف ہے جو رُوح اُلقدُس کی طرف سے ہوتی ہے" (رومیوں ۱۴ : ۱۷)۔

ج۔ اُمید

"پس خُدا جو اُمید کا سرچشمہ ہے اور تمہیں ایمان رکھنے کے باعث ساری خوشی اور اطمینان سے معمور کرے تاکہ رُوح اُلقدُس کی قدرت سے تمہاری اُمید زیادہ ہوتی جائے" (رومیوں ۱۵:۱۳)۔

دُعا

"اور اَے بھائیو! مَیں یسوؔع مسیح کا جو ہمارا خُداوند ہے واسطہ دے کر رُوح کی محبّت یاد دلا کر تم سے التماس کرتا ہوں کہ میرے

لئے خدا سے دُعائیں کرنے میں میرے ساتھ مل کر جانفشانی کرو"

(رومیوں ۱۶ : ۲۰)۔

قُوّت

"کیونکہ مجھے اور کسی بات کے ذکر کرنے کی جرأت نہیں سوا ان باتوں کے جو مسیح نے غیر قوموں کے تابع کرنے کے لئے قول و فعل سے نشانوں اور معجزوں کی طاقت سے رُوح اُلقدُس کی قدرت سے میری وساطت سے کیں" (رومیوں ۱۵ : ۱۸)۔

تقدیس

"کہ میں خدا کی خوشخبری کی خدمت کاہن کی طرح انجام دوں تاکہ غیر اقوام نذر کے طور پر رُوح اُلقدُس سے مُقدس بن کر مقبول ہو جائیں" (رومیوں ۱۵ : ۱۶)۔

تیسرا گروپ

اِس گروپ میں کلسیوں اور افسیوں اور فلپیّوں کے نام مکاتیب شامل ہیں۔

فلپیّوں کے نام خط میں رُوح اُلقدُس کا ذکر محض اتفاقی ہے جبکہ کلسیّوں کے نام مکتوب میں اس کا ذکر ایک دفعہ ملتا ہے "اُس نے تمہاری محبّت کو جو رُوح میں ہے ہم پر ظاہر کیا"

(کلسیّوں ۱ : ۸)

افسیوں کے نام مکتوب

اِس مکتوب میں عالمگیر کلیسیا کا ذکر ملتا ہے اور رُوح اور فرد کے تعلق کو غیر مُبہم طور پر واضح کیا گیا ہے۔

حقائق

مُہر

" اُسی میں تم پر بھی جب تم نے کلامِ حق کو سُنا جو تمہاری نجات کی خوشخبری ہے اور اُس پر ایمان لائے پاک موعودہ کی مُہر لگی" (افسیوں ۱: ۱۳)۔

رسائی

" کیونکہ اُسی کے وسیلہ سے ہم دونوں کی ایک ہی رُوح میں باپ کے پاس رسائی ہوتی ہے" (افسیوں ۲: ۱۸)۔

سکونت

" اور تم بھی اُس میں باہم تعمیر کئے جاتے ہو تاکہ رُوح میں خدا کا مسکن ہو" (افسیوں ۲: ۲۲)

مُکاشفہ

" جو اور زمانوں میں بنی آدم کو اِس طرح معلوم نہ ہُوا تھا جیسے

طرح اُس کے مُقدّس رسُولوں اور نبیوں پر رُوح میں ظاہر ہو گیا ہے"(افسیوں ۳: ۵)۔

محاصل

طاقت

"غرض خداوند میں اور اُس کی قدرت کے زور میں مضبوط بنو"(افسیوں ۶: ۱۰)۔

اتحاد

"اور اِس کوشش میں رہو کہ رُوح کی یگانگی صلح کے بند سے بندھی رہے"(افسیوں ۴: ۳)۔

سرمۃ الحسنیٰ

"اور خدا کے پاک رُوح کو رنجیدہ نہ کرو جس سے تم پر مخلصی کے دن کے لئے مُہر ہوئی"(افسیوں ۴: ۳۰)۔

معموری

"اور شراب میں متوالے نہ بنو کیونکہ اِس سے بدچلنی واقع ہوتی ہے۔ بلکہ رُوح سے معمُور ہوتے جاؤ"

(افسیوں ۵: ۱۸)۔

شرائط

کلام

"اور نجات کا خود اور رُوح کی تلوار جو خدا کا کلام ہے لے
لو" (افسیوں ۶: ۱۷)۔

دُعا

" اور ہر وقت اور ہر طرح سے رُوح میں دُعا اور مِنت کرتے
رہو" (افسیوں ۶: ۱۸)۔

چوتھا گروپ

یہ مندرجہ ذیل مکاتیب پر مشتمل ہے:
۱۔ تیمتھیس کے نام مکاتیب۔
۲۔ طِطُس کے نام مکتوب۔
اِس گروپ میں رُوح اُلقدُس کی قدرت کو بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ

پولُس رسُول کی رُوح اُلقدُس کے بارے میں تعلیم کا خلاصہ مندرجہ
ذیل عنوانات کے تحت پیشِ خدمت ہے۔

رُوح اُلقدُس کا کام

ایماندار کی زندگی میں رُوح اُلقدُس کے کام پر رسول نے تفصیل سے لکھا ہے۔

۱۔ یہ روحانی زندگی کا منبع ہے۔

ا۔ ماضی کے تعلق سے یہ فرزندیت کا رُوح ہے

"کیونکہ جو جسمانی ہیں وہ جسمانی باتوں کے خیال میں رہتے ہیں، لیکن جو روحانی ہیں وہ روحانی باتوں کے خیال میں رہتے ہیں"

(رومیوں ۸ : ۵)۔

(ب) حال کے تعلق سے وہ پاکیزگی اور آزادی کا رُوح ہے

"اور وہ خداوند کی رُوح ہے اور جہاں کہیں خُداوند کا رُوح ہے وہاں آزادی ہے" (۲۔کرنتھیوں ۳ : ۱۷)۔

"کیونکہ زندگی کے رُوح کی شریعت نے مسیح یسوع میں مجھے گناہ اور موت کی شریعت سے آزاد کر دیا" (رومیوں ۸ : ۲)۔

ج) مستقبل کے تعلق سے وہ وراثت کا رُوح ہے

"وہی خدا کی ملکیت کی مخلصی کے لئے ہماری میراث کا بیعانہ ہے تاکہ اُس کے جلال کی ستائش ہو" (افسیوں ۱ : ۱۴)۔

۲- رُوح اور جسم کا بنیادی اختلاف

جسمانی لحاظ سے انسان فانی ہے کیونکہ جسم ورثہ میں ملتا ہے اِس بدن میں سکونت کرنے والا خدا کا رُوح ہے۔

۳- لفظ رُوح کے استعمال سے جسمانی اور رُوحانی ہر دو عناصر کو ظاہر کیا گیا ہے

۴- فضل اور رُوحانی نعمتوں میں فرق

"محبّت کے طالب ہو اور رُوحانی نعمتوں کی بھی آرزو رکھو خصوصاً اس کی کہ نبوّت کرو" (۱-کرنتھیوں ۱:۱۴)۔

۵- رُوح اُلقُدس افراد میں اقامت گزین ہوتا ہے

رُوح کی فطرت

رُوح کے بارے میں پائے جانے والے حوالہ جات کی بھاری اکثریت رُوح کی اصلیت کو ظاہر کرتی ہے۔

۱- خدا اور رُوح اُلقُدس کے مابین گہرا اور غیر منفک رشتہ ہے اسی لئے اسے خدا کا رُوح کہا گیا ہے۔

"لیکن تم جسمانی نہیں بلکہ روحانی ہو بشرطیکہ خُدا کا رُوح تم میں بسا ہوا ہے۔ مگر جس میں مسیح کا رُوح نہیں وہ اُسکا نہیں" (رومیوں ۸ : ۹)۔

۲- اسی روح کے طفیل خداوند یسوع مسیح مردوں میں سے زندہ ہُوا۔
"لیکن پاکیزگی کی رُوح کے اعتبار سے مردوں میں سے جی اُٹھنے کے سبب سے قدرت کے ساتھ خدا کا بیٹا ٹھہرا"
(رومیوں ۱:۴)۔
۳- رُوح اُلقدُس سے الٰہی سرگرمیوں کا انتساب۔

ا- رُوح شخصیّت رکھتا ہے۔

"اور خدا کے پاک رُوح کو رنجیدہ نہ کرو جس سے تم پر مخلصی کے دن کے لئے مُہر ہوئی" (افسیوں ۴:۳۰)۔

ب- وہ انسانی زندگیوں میں قیام کرتا ہے۔

"کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارا بدن رُوح اُلقدُس کا مَقدِس ہے جو تم میں بسا ہُوا ہے۔ اور تم کو خدا کی طرف سے ملا ہے اور تم اپنے نہیں"۔ (۱۔کرنتھیوں ۶:۱۹)

رُوح اُلقدُس اور اعمال کی کتاب

رُوح اُلقدُس اور پنتکست

پنتکُست یسوع کے دعاوی کا ثبوت ہے۔
"اسی یسوع کو خدا نے جلایا جس کے ہم سب گواہ ہیں۔

پس خدا کے دہنے ہاتھ سے سربلند ہو کر اور باپ سے وہ رُوح القدُس حاصِل کر کے جس کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اس نے یہ نازل کیا جو تم دیکھتے اور سُنتے ہو کیونکہ داؤد تو آسمان پر نہیں چڑھا لیکن وہ خود کہتا ہے کہ خداوند نے میرے خُداوند سے کہا میری دہنی طرف بیٹھ جب تک میں تیرے دشمنوں کو تیرے پاؤں تلے کی چوکی نہ کر دوں ...“ (اعمال ۲: ۳۲-۳۶)۔

۲۔ پنتکُست انسانی زندگی میں رُوح کے دخول کا دِن ہے

”جب عیدِ پنتکست کا دِن آیا تو وہ سب ایک جگہ جمع تھے کہ یکایک آسمان سے ایسی آواز آئی جیسے زور کی آندھی کا سناٹا ہوتا ہے اور اُس سے سارا گھر جہاں وہ بیٹھے تھے گونج گیا۔ اور اُنہیں آگ کے شعلہ کی سی پھٹتی ہوئی زبانیں دکھائی دیں اور اُن میں سے ہر ایک پر آ ٹھہریں۔ اور وہ سب رُوح القدُس سے بھر گئے اور غیر زبانیں بولنے لگے جس طرح رُوح نے اُنہیں بولنے کی طاقت بخشی“ (اعمال ۲: ۱-۴)۔

رُوح القدُس کا نزول

۱۔ دوسرا باب

۲۔ چوتھا باب

۳۔ آٹھواں باب

۴۔ نواں باب

۵- دسواں باب

۶- انیسواں باب

رُوح اُلقدُس کا کام

۱- سات اشخاص کا انتخاب

" پس اے بھائیو! اپنے میں سے سات نیک نام شخصوں کو چن لو۔ جو رُوح اور دانائی سے بھرے ہوں کہ ہم اُن کو اِس کام پر مقرر کریں "، (اعمال ۶ : ۳) -

۲- مشنری خدمت کے لئے رُوح کا آدمیوں کیلئے بلاوا۔

" جب وہ خداوند کی عبادت کر رہے اور روزے رکھ رہے تھے تو رُوح اُلقدُس نے کہا میرے لئے برنباس اور ساؤل کو اس کام کے لئے مخصوص کر دو۔ جس کے واسطے میَں نے اُن کو بلایا ہے "، (اعمال ۱۳ : ۲) -

۳- رُوح اُلقدُس کلیسیائی فیصلہ میں

" مگر اُن کو لکھ بھیجیں کہ بُتوں کی مکروہات اور حرامکاری اور گلا گھونٹے ہُوئے جانوروں اور لہو سے پرہیز کریں "، (اعمال ۵ : ۲۰)

۴- رُوح اُلقدُس کی رہنمائی

"اور وہ فروگیہ اور گلتیہ کے علاقہ میں سے گذرے کیونکہ رُوح القدُس نے انہیں آسیہ میں کلام سنانے سے منع کیا" (اعمال ۱۶:۶)۔

رُوحانی نعمتیں

۱- زبانوں کی نعمتیں۔
اعمال ابواب ۲، ۱۰، ۱۹

۲- شفا کی نعمت۔
اعمال باب ۳

۳- نبوّت کی نعمت۔
اعمال ۱۹ : ۶

رُوح اُلقدُس اور پہلی تین اناجیل

اناجیل ثلاثہ کے ابتدائی صفحات میں مسیح کی پیدائش پر ایک الہٰی تحریک پیش کی گئی ہے۔ جونہی ہم آگے بڑھتے ہیں ہم واقعات کا تذکرہ رُوح سے متحرک ماحول میں ہوتا ہُوا دیکھتے ہیں۔ جسے پڑھ کر ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے ہم روحانی لہروں پر بہے جا رہے ہیں۔

رُوح القدس اور تجسّم مسیح

مُقدسہ مریم کے استفسار پر فرشتہ کا جواب عہد قدیم کی زبانوں

میں کیا گیا ہے۔ بلکہ متی کی انجیل کا بیان بھی کم و بیش پُرانے عہد نامے کی زبانوں سے متاثر نظر آتا ہے۔ اگرچہ رُوح اُلقدُس کے نزول کا انکشاف، بھی پُرانے عہد نامہ سے مِلتا جلتا ہے۔ لیکن اِس میں یکتائی کا عنصر نمایاں ہے۔ مسیح کی پیدائش فطری تھی لیکن حمل رُوح اُلقدُس کی قدرت سے تھا۔ اُس کی فرزندیت اور بے گناہی کو رُوح اُلقدُس سے منسوب کیا گیا ہے۔

خُداوند یسوع مسیح کی خدمت اور رُوح اُلقدُس

بپتسمہ کے وقت

"اور جب وہ پانی سے نکل کر اُوپر آیا تو فی الفور اُسے آسمان کو پھٹتے اور رُوح کو کبوتر کی مانند اپنے اوپر آتے دیکھا" (مرقس ۱:۱۰)۔

آزمائش کے وقت

اِس واقعہ کو ہم مسیح کی آزمائش کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ اس کو رُوح سے مسح کیا گیا۔ اور روح اُسے بیابان میں لے گیا تاکہ اِس بات کا پتہ چل سکے کہ وہ کہاں تک اپنے کام کی انجام دہی کے لئے تیار اور موزوں ہے۔

ناصرت میں بشارت

باالفاظِ دیگر یہ مسیح کا خدمت کے لئے آراستہ ہونا ہے۔ مسیح کی زمینی زندگی کے دوران رُوح اُلقدُس کا بہت دفعہ ذکر ہُوا ہے جو

توجہ طلب ہے۔

ا۔ مسیح خداوند کی خدمت میں دو عناصر یعنی تعلیم اور معجزات ملتے ہیں۔ ہر دو رُوح اُلقدُس سے ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں۔
"اگر مَیں خدا کے رُوح کی قدرت سے بدرُوحوں کو نکالتا ہوں تو خدا کی بادشاہی آ پہنچی" (متیّ ۱۲: ۲۸)۔
یسعیاہ نبی نے خداوند یسوعؔ مسیح کے بارے میں پیشنگوئی کی "دیکھو میرا خادم جس کو میں سنبھالتا ہوں میرا برگزیدہ جس سے میرا دل خوش ہے۔ مَیں نے اپنی رُوح اُس پر ڈالی" (یسعیاہ ۴۲: ۱)۔
اِس پیشن گوئی کی تکمیل متی کی انجیل میں ہوئی۔

ب۔ رُوحُ القدُس کے خلاف کفر کی اہمیّت۔
"لیکن جو کوئی رُوح اُلقدُس کے حق میں کفر بکے وہ ابد تک معافی نہ پائے گا بلکہ ابدی گناہ کا قصوروار ہے" (مرقس ۳: ۲۸)۔

ج۔ رُوح اُلقدُس کے حصول کے لئے درخواست کرنا ضروری ہے۔
"پس جب تم برُے ہو کر اپنے بچوّں کو اچھی چیزیں دینا جانتے ہو تو آسمانی باپ اپنے مانگنے والوں کو رُوح اُلقدُس کیوں نہ دے گا" (لوقا ۱۱: ۱۳)۔

د۔ رسولوں کے لئے ہدایات۔
"کیونکہ بولنے والے تم نہیں بلکہ تمہارے باپ کا رُوح ہے جو تم میں بولتا ہے" (متی ۱۰: ۲)۔

"کیونکہ رُوح اُلقدُس اُسی گھڑی تمہیں سکھا دے گا..."

(لوقا ۱۲: ۱۲)۔

"لیکن جب تمہیں لے جاکر حوالہ کریں تو پہلے سے فکر نہ کرنا کہ ہم کیا کہیں۔ بلکہ جو کچھ تمہیں اس گھڑی بتایا جائے وہی کہنا کیونکہ کہنے والے تم نہیں بلکہ رُوح اُلقدُس ہے" (مرقس ۱۳: ۱۱)۔

قیامتِ مسیح کے بعد کا عرصہ

ا۔ زندہ مسیح کے الوداعی ہدایات ونصائح میں رُوح اُلقدُس کا وعدہ ملتا ہے۔

"اور دیکھو جس کا میرے باپ نے وعدہ کیا ہے میں اُس کو تم پر نازل کروں گا۔ لیکن جب تک عالم بالا سے تم کو قوّت کا لباس نہ ملے اس شہر میں ٹھہرے رہو" (لوقا ۲۴: ۴۹)۔

ب۔ پانی کے بپتسمہ کا فارمولا بھی توجہ طلب ہے۔

"پس تم جاکر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور اُنکو باپ بیٹے اور رُوح اُلقدُس کے نام سے بپتسمہ دو" (متّی ۲۸: ۱۹)

رُوح اُلقدُس اور یُوحنّا کی انجیل

اگرچہ اناجیل اربعہ ہی میں رُوح القدُس کے بارے میں اقتباسات ملتے ہیں تاہم اس انجیل میں نجات اور رُوح القدُس کے گہرے تعلق

کو ظاہر کیا گیا ہے۔

مسیح کی ذات کے دو ۲ پہلو۔

ا۔ وہ خدا کا برّہ ہے جو دنیا کا گناہ اُٹھا لئے جاتا ہے۔
ب۔ وہ رُوح اُلقدس سے بپتسمہ دینے والا ہے۔

خُدا کی بادشاہت اور رُوح اُلقدُس

"یسوع نے جواب دیا کہ میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک کوئی آدمی پانی اور رُوح سے پیدا نہ ہو وہ خدا کی بادشاہی میں داخل نہیں ہو سکتا" (یوحنا ۳ : ۳)۔ مذکورہ الصدر آیت میں اگرچہ پانی اور رُوح دونوں کا ذکر ملتا ہے۔ لیکن رُوح کو فوقیت حاصل ہے۔ کیونکہ نیا مخلوق پانی نہیں، رُوح بناتا ہے۔ اِسی انجیل میں چوتھے اور چھٹے ابواب میں پانی کی بجائے روح پر زور دیا گیا ہے جو رُوح کی فوقیت کا بیّن ثبوت ہے۔

رُوح اُلقدُس کیلئے مستعمل ہونے والی اصطلاحات

مُصنّف نے رُوح اُلقدُس کے لئے جو مختلف اصطلاحات استعمال کی ہیں وہ رُوح کی اصلیت کو ظاہر کرتے ہیں۔

ا۔ رُوح۔
ب۔ پاک رُوح۔

ج۔ سچائی کا رُوح۔
د۔ مددگار (فارقلیط)۔

رُوح اُلقدُس کا کام

ا۔ یسوع کے تعلق سے۔

رُوح اُلقدُس یسوع کی گواہی دیتا ہے اور اُسکا جلال ظاہر کرتا ہے۔

ب۔ ایماندار کے تعلق سے۔

ایماندار کی نئی زندگی کو مختلف طریقوں سے قائم رکھنا۔

ج۔ دُنیا کے تعلق سے۔

دنیا کو گناہ، راستبازی اور عدالت کے بارے میں مجرم ٹھہرانا۔
(یوحنا ۱۶: ۸-۹)۔

رُوح اُلقدُس کی مستقل اور دائمی حضُوری

ا۔ سچائی کا رُوح ہونے کی حیثیت سے۔

"یعنی رُوحِ حق جسے دنیا حاصِل نہیں کر سکتی کیونکہ نہ اُسے دیکھتی اور نہ جانتی ہے۔ تم اُسے جانتے ہو کیونکہ وہ تمہارے اندر رہو گا"
(یوحنا ۱۴: ۱۷)۔

۲- یادگاری کا رُوح ہونے کے باعث۔

"اُس روز تم جانوگے کہ مَیں باپ میں ہوں اور تم مجھ میں اور مَیں تم میں" (یوحنا ۱۴: ۲۰)۔

۳- مکاشفہ کا رُوح ہونے کے ناطے۔

"جب وہ یعنی رُوحِ حق آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔ اِس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگا"
(یوحنّا ۱۶ : ۱۲-۱۳)

۴- رفاقت کا رُوح ہونے کی حیثیت سے۔

"اور وہ جلال جو تُو نے مجھے دیا ہے مَیں نے اُنہیں دیا ہے کہ وہ ایک ہوں جیسے ہم ایک ہیں" (یوحنا ۱۷ : ۲۲)۔

۵- گواہی کا رُوح ہونے کے باعث

"لیکن جب وہ مددگار آئے گا جس کو مَیں نے تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی رُوحِ حق جو باپ سے صادر ہوتا ہے وہ میری گواہی دے گا۔ اور تم بھی گواہ ہو کیونکہ شروع سے میرے ساتھ ہو۔
(یوُحنّا ۱۵ : ۲۶، ۲۷)

۶- قصور وار ٹھہرانے کا رُوح ہونے کے باعث۔

"اور وہ آکر دنیا کو گناہ، راستبازی اور عدالت کے بارے میں قصور وار ٹھہرائے گا..." (یوحنا ۱۶: ۸-۱۱)۔

چوتھا باب

رُوح اُلقدُس کی اقنومیّت

رُوح اُلقدُس کوئی غیر شخصی اثر نہیں بلکہ الٰہی، ہمہ دان، ازلی اور نادیدنی شخصیت ہے۔ کلامِ مقدس میں پاک رُوح سے ایسے اوصاف، افعال، القابات اور اختیارات منسوب ہوئے ہیں جن سے اس کے ذی حیات ہونے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔

مسیحی تصوّرِ خُدا

مسیحی تصوّرِ خُدا کے مطابق خُدا کی ذاتِ واحد میں تین اقانیم کی کثرت ہے اور یہ تینوں جوہر، ازلیت، اور قدرت میں برابر اور ذات صفات میں متحد لیکن افعال میں متمائز ہیں۔ یہ کثرت اور وحدت عددی نہیں کیونکہ خدا جو بے حد ہستی ہے۔ اس کو علم ریاضی کے اعداد سے نسبت دے کر سمجھنا شانِ خداوندی کے خلاف ہے۔ کیونکہ اعداد کے لحاظ سے خدا کی ہستی مفروضہ ٹھہرتی ہے۔ وہ عددی لحاظ سے نہ واحد ہے اور نہ کثیر۔ اس کی وحدت سے مراد یہ ہے کہ ہم مظاہر پرستوں کی طرح بہت سے خداؤں کو نہیں مانتے بلکہ صرف ایک خدا کی پرستش

کرتے ہیں وہ بے مثل، بے نظیر اور لاشریک ہونے کے باعث ایک ہے۔

خُدا کا اظہار

جس طرح ایک مُؤثر پیغام یا تقریر کی بنیاد تین باتوں پر ہوتی ہے یعنی مقرّر پیغام اور طرزِ بیان اِسی طرح خُدا کے اظہار میں تین اہم عناصر ہیں۔

اوّل۔ اظہار کرنے والا۔ خُدا

دوم۔ انکشاف۔ بیٹا (یسوعؔ)

سوم۔ طرزِ اظہار رُوح اُلقُدس

بائبل مُقدّس کے مطابق خُدا نے اپنی شخصیّت کو دو[۲] طریقوں سے ظاہر کیا ہے۔

۱۔ کلام یا بیٹے کے ذریعہ سے۔

ازلی و بے حد ذاتِ الٰہی کا حادث، محدود اور گناہ آلودہ انسان کے ساتھ براہ راست میل ممکن نہ تھا۔ یہ ملاپ الٰہی اور انسانی ذات کے ملاپ سے ممکن ٹھہرتا ہے۔ لیکن انسان محدود اور حادث ہونے کے باعث اپنی شخصی کوششوں سے بے حد تک پہنچنے سے قاصر ہے۔ لہٰذا اِس ملاپ کا امکان ازلی اور غیر محدود خدا کی طرف سے ممکن ہو سکتا ہے۔ یہ اِنتظام المسیح میں ہُوا۔ اِس کے تجسم میں حادث اور محدود اور غیر فانی اور غیر محدود ماہتیں متحد ہو گئیں اِسی لئے کلام مُقدس میں مرقوم ہے۔ "اُس کا نام عمانوایل رکھنا" جس کا ترجمہ ہے "خدا ہمارے ساتھ" متی ۱: ۲۳۔ پس یسوعؔ مسیح خدا کا مظہر ہے اور اس کا مادی جسم ذات واجب کی

الوہیت کا ایک ظرف تھا۔ یہاں اِس بات کی وضاحت کر دینا بھی ضروری ہے کہ ظرف کے صلیب دیئے جانے پر ذاتِ واجب پر موت وارد نہیں ہوئی۔ جیسے کوئی کتاب جو کلامِ اللہ کہلاتی ہے۔ اُس کے چند حروف مٹانے سے کتاب تلف نہیں ہوتی ہے اور پھر کلام ظاہری صورت میں ظہور پانے کے سبب اپنے ذاتی محل سے بے واسطہ یا معدوم نہیں ہو جاتا اور نہ ہی متکلم صدورِ کلام کے سبب خود بے کلام ہو جاتا ہے۔ کچھ ایسی ہی صورت اقنومِ ثانی یعنی بیٹے کی اور اقنومِ اوّل باپ کی ہے۔ اس سلسلہ میں دوسری مثال شیطان سیرت انسان کی ہے۔ اس کی شیطنیت کی وجہ سے لوگ اُسے مجسم شیطان کہتے ہیں۔ کیا اس شیطان صفت انسان کے مرنے سے شیطان پر موت وارد ہو جاتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ تیسری دلیل بیٹے کی ہے جو باپ کی صفات کا حامل ہو جاتا ہے۔ بیٹے میں پدری صفات کا ورد باپ سے ان کا خروج نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ دونوں میں ایسی صفات پورے طور پر پائی جاتی ہیں۔ کسی شخص کی کامل توسیع اس کے بیٹے سے ہوتی ہے اسی لئے مسیح نے کہا "جس نے مجھے دیکھا اُس نے باپ کو دیکھا" (یوحنا ۱۴: ۹)۔

۲۔ رُوح القُدس کے وسیلہ سے۔

خدا کی رُوح آدمیوں کے درمیان خدا کی شخصیت کا اظہار ہے۔ اس کی معرفت وہ اپنی تخلیقی اور تقویت بخش سرگرمیوں کو جاری رکھتا ہے۔ نیقایہ کے عقائد میں رُوح کو زندگی بخشنے والا بیان کیا گیا ہے اور اِس بات کی بائبل سے تصدیق ہوتی ہے۔ یوحنا ۶: ۶۳؛ ۲۔ کرنتھیوں

۳:۶ ; رومیوں ۸ : ۱۱
پُرانے عہد نامہ میں خدائے قدوس خیمہ اجتماع اور ہیکل کے پاک ترین مقام میں سکونت کرتا تھا۔ استثنا ۱۲ : ۵ ; ۲ تواریخ ۶ : ۲۱۔ لیکن یہ عہد جدید کا فیض ہے کہ خدا انسان کے اندر اقامت گزین ہوتا ہے ۔ ۱۔ یوحنا ۳ : ۲۴ ; ۴ : ۱۳ ; ۱۔ کرنتھیوں ۳ : ۱۶ کیونکہ مسیح نے اپنی موت اور جی اُٹھنے کے باعث یروشلیم کی ہیکل کو اپنے زندہ بدن سے بدل دیا (یوحنا ۲ : ۱۹-۲۲) - جو کہ اب کلیسیا ہے - افسیوں ۱ : ۲۲-۲۳ ; کلسیوں ۱ : ۱۸) - چنانچہ لوگوں میں خدا کے سکونت کرنے کا کام یسوع مسیح کی زندگی، موت اور جی اُٹھنے کی بدولت ممکن ہوا - اور اب وُہ رُوح اُلقدُس کے وسیلہ سے لوگوں میں سکونت کرتا ہے ۔

یسوؔع مسیح اور رُوحُ القُدس

جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا - یسوؔع مسیح اور پاک روح خُدائے واحد کی توسیع ہیں خدا جو لامحدود اور غیر بسیط ہے پہلے خداوند یسوع کی معرفت ظاہر ہوا اور اُس کی پیدائش پر فرشتہ نے یہ مژدہ جانفزا سنایا کہ اُس کا نام عمانوایل رکھنا جس کا مطلب ہے خدا ہمارے ساتھ اور اس کے بعد رُوح اُلقدُس کے وسیلہ سے یوحنا ۷ : ۳۹ ; اعمال ۲ : ۳۳ ; گلتیوں ۴ : ۴-۶ گویا پاک روح مسیح کی موت اور جی اٹھنے کا پہلا پھل ہے۔ لہٰذا ہم اسے مسیح کا روح بھی کہہ سکتے ہیں۔ رومیوں ۸ : ۹ ، گلتیوں ۴ : ۶ ; فلپیوں ۱ : ۱۹ ; ۱۔ پطرس ۱ : ۱۱۔

یوحنا بپتسمہ دینے والے کے مطابق یسوؔع پاک رُوح کا بپتسمہ دینے

والا ہے۔ یوحنا ۱: ۳۳ یسوؔع نے پاک رُوح بخشا ہے۔ یوحنا ۱۵: ۲۶؛ ۱۴: ۷؛ ۲۰: ۲۲۔

نئے عہدنامہ کے مطابق ایک ایماندار میں مسیح اور پاک روح دونوں سکونت کرتے ہیں۔ رومیوں ۸: ۹-۱۸؛ افسیوں ۳: ۱۶-۱۷
دونوں کی سکونت کا نتیجہ ایک ہے مثلاً روح کے سبب زندہ ہیں۔ گلتیوں ۵: ۲۵۔ اطمینان اور خوشی دینا پاک روح اور یسوع دونوں کا کام ہے۔

تاہم ایماندار میں یسوؔع مسیح اور رُوح اُلقدُس کی سکونت میں امتیاز کیا جا سکتا ہے۔ یسوؔع مسیح مسیحی زندگی کا رُوح رواں ہے۔ جبکہ رُوح اُلقدُس ہمیں مسیح کا ہم شکل بناتا ہے۔ پولوس رسُول لکھتا ہے کہ مسیح میں ہم اُسی طرح صوُرت پکڑتے ہیں جس طرح ایک بچّہ اپنی ماں کے رحم میں (گلتیوں ۴: ۱۹) اور پاک رُوح ہمیں مسیح کی شکل دیتا ہے۔ ہم مسیح کے وسیلہ سے خدا کے فرزند ہیں۔ لیکن فرزندیت رُوح اُلقدُس پیدا کرتا ہے لہٰذا ہم نہ صرف مسیح کی طرح "ابّا یعنی اے باپ کہہ کر دُعا کرتے ہیں (گلتیوں ۴: ۱۶) بلکہ ہماری زندگی سے مسیح کے اوصاف ظاہر ہوتے ہیں۔ خدا ہم میں اپنے بیٹے کی مشابہت دیکھتا ہے اور پاک روح کے وسیلہ سے وہ اُسے بتدریج ترقی دیتا ہے۔

"مگر جب ہم سب کے بے نقاب چہروں سے خدا کا جلال اس طرح منعکس ہوتا ہے جس طرح آئینہ میں تو اس خداوند کے وسیلہ سے جو روح ہے ہم اُسی جلالی صورت میں درجہ بدرجہ بدلتے جاتے ہیں" (۲-کرنتھیوں ۳: ۱۸)۔

رُوحُ القُدُس شخصیّت ہے۔

موجودہ دَور میں شخصیت سے مراد ایسا فرد ہے جو دوسروں سے متاثر اور خود آگاہی رکھتا ہو۔ شخصیت کے لئے لاطینی لفظ "پرسونا" استعمال ہُوا ہے۔ جس کا مطلب ہے وہ جو کہ اپنے ہم جنس اور ہم صف افراد کے درمیان ایک دوسرے میں تمیز کرے۔

خُدا میں یہ امتیاز خارجی نوعیت کا نہیں بلکہ بطونِ ذات ہوتا ہے۔ باپ، بیٹے اور رُوحُ القُدس کی اقنومیت الگ الگ ہے۔ لیکن باپ، بیٹے اور رُوحُ القُدس کی الوہیت ایک ہی ہے۔ جیسا باپ ہے ویسا ہی بیٹا اور ویسا ہی رُوحُ القُدس ہے۔ جس طرح باپ غیر محدود، ازلی اور غیر مخلوق ہے۔ اِسی طرح بیٹا اور رُوحُ القُدس بھی غیر محدود، ازلی اور غیر مخلوق ہیں تاہم تین ازلی نہیں بلکہ ایک ازلی ہے۔

رُوحُ القُدس کوئی غیر شخصی اثر یا قوت نہیں اِس سلسلہ میں مندرجہ ذیل نکات قابلِ غور ہیں۔

۱۔ خدا کی محبّت ہمارے دلوں میں ڈالی گئی ہے اور اب ہم خدا کو ابّا یعنی اَے باپ کہہ کر پکارتے ہیں۔ یہ کام کوئی غیر شخصی قوت سرانجام نہیں دے سکتی۔

۲۔ کوئی غیر شخصی قوت انسان کو اس بات پر قائل نہیں کر سکتی کہ وہ خداوند یسوع مسیح کو نجات دہندہ اور خداوند کے طور پر قبول کرے۔

۳۔ رُوحُ القُدس خُداوند یسوع مسیح کا قائم مقام ہے، چونکہ

یسوع ایک شخص تھا لہٰذا اُس کا نعم البدل بھی شخص ہے۔

۴۔ کسی شخصی کام کے لئے فعل و عمل کا تسلسل درکار ہوتا ہے۔ مسیحیوں کا یہ انفرادی اور اجتماعی تجربہ ہے کہ نوزائیدگی بہم سرگرمی کا تقاضا کرتی ہے اور نوزائیدگی رُوح اُلقدُس کا فعل ہے۔ لہٰذا رُوح اُلقدُس ایک شخصیت ہے۔ علاوہ ازیں۔

۱۔ اِس سے شخصی خصوصیات منسوب کی گئی ہیں۔

ا۔ وہ اِرادہ رکھتا ہے۔

"یہ سب تاثیریں وہی ایک رُوح کرتا ہے اور جِس کو جو چاہتا ہے بانٹتا ہے" (۱۔کرنتھیوں ۱۲: ۱۱)۔

ب۔ وہ علم رکھتا ہے۔

"لیکن ہم پر خدا نے اُن کو رُوح کے وسیلہ سے ظاہر کیا کیونکہ رُوح سب باتیں بلکہ خدا کی تہ کی باتیں بھی دریافت کر لیتا ہے۔ کیونکہ انسانوں میں سے کون کِسی اِنسان کی باتیں جانتا ہے سوا انسان کی اپنی رُوح کے جو اُس میں ہے۔ اِسی طرح خدا کے رُوح کے سوا کوئی خدا کی باتیں نہیں جانتا" (۱۔کرنتھیوں ۲: ۱۰-۱۲)۔

ج۔ وہ احساسات و جذبات رکھتا ہے۔

"مَیں یسوع مسیح کا جو ہمارا خداوند ہے واسطہ دے

کر اور رُوح کی محبت یاد دلا کر تم سے التماس کرتا ہوں“
(رومیوں ۱۵ : ۳۰)۔

”اور خدا کے پاک رُوح کو رنجیدہ نہ کرو۔ جس سے تم پر مخلصی کے دن کے لئے مُہر ہوئی“ (افسیوں ۴ : ۳۰)۔

۵۔ وہ صاحبِ عمل ہے۔

”جب وہ پانی میں سے نِکل کر اُوپر آئے تو خداوند کا رُوح فلپسؔ کو اُٹھا کر اُوپر لے گیا اور خواجہ نے اُسے پھر نہ دیکھا“
(اعمال ۸ : ۳۰)۔

۶۔ وُہ مددگار ہے۔

رُوح اُلقدُس کے لئے یونانی زبان میں ”فارقلیط“ استعمال ہُوا ہے۔ یہ لفظ یونانی عدالت کے اس منظر کی تصویر کشی کرتا ہے۔ جب مدعا علیہ مخالف وکیل کے سوالات کی بوچھاڑ سے نہایت کسمپرسی کی حالت میں ہوتا اور دور کھڑے اپنے کسی دوست کو التجایہ نگاہوں سے دیکھ کر اشارے سے اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔ دوست بلا تاخیر ہجوم کو پھاندتا ہوا پاس آکر کھڑا ہو جاتا اور دلائل پیش کرتا۔ یہ دوست مدعا علیہ کا فارقلیط سمجھا جاتا۔ اردو زبان کے لفظ ”دوسرا مددگار“ میں دوسرا کے لئے دو مختلف الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ (۱) HATEROS جو وصف اور قسم کے لحاظ سے مختلف ہو۔ (۲) ALLOS جو وصف اور قسم کے لحاظ پہلے جیسا ہو۔ ہیلیلویاہ! رُوح اُلقدُس کے لئے یہی لفظ آیا ہے۔ کیونکہ

پہلا مددگار مسیح خداوند تھا اور دوسرا رُوح القدس۔ الٰہی شخصیت کی جگہ الٰہی شخصیت ہی لے سکتی ہے۔

۲۔ اُس سے شخصی کام منسوب کئے گئے ہیں۔

ا۔ وہ سب باتیں دریافت کرلیتا ہے۔

"رُوح سب باتیں بلکہ خدا کی تہ کی باتیں بھی دریافت کرلیتا ہے" (۱۔کرنتھیوں ۲: ۱۰)۔

ب۔ وہ بولتا ہے۔

"رُوح نے فلپّس سے کہا کہ نزدیک جا کر اُس رتھ کے ساتھ ہولے" (اعمال ۸: ۲۹)۔

"اور رُوح اور دلہن کہتی ہیں آ اور سُننے والا بھی کہے آ اور جو پیاسا ہو وہ آئے اور جو کوئی چاہے آبِ حیات مُفت لے" (مکاشفہ ۲۲: ۱۷)۔

"جس کے کان ہوں وہ سُنے کہ رُوح کلیسیاؤں سے کیا فرماتا ہے" (مکاشفہ ۲: ۷)۔

ج۔ وہ شفاعت کرتا ہے۔

"مگر رُوح خود ایسی آہیں بھر بھر کر ہماری شفاعت کرتا ہے۔ جن کا بیان نہیں ہوسکتا" (رومی ۸: ۲۶)۔

د- وہ بانٹتا ہے۔

"نعمتیں تو طرح طرح کی ہیں مگر رُوح ایک ہی ہے"
(۱-کرنتھیوں ۱۲: ۴)۔
" مگر یہ سب تاثیریں وہی ایک کرتا ہے اور جس کو
چاہتا ہے بانٹتا ہے" (۱-کرنتھیوں ۱۲: ۱۱)۔

ہ- وہ پکارتا ہے۔

" خُدا نے اپنے بیٹے کا رُوح ہمارے دلوں میں بھیجا
جو اَبا یعنی اَے باپ! کہہ کر پکارتا ہے" (گلتیوں ۴: ۶)۔

و- وہ گواہی دیتا ہے۔

" جب وہ مددگار آئے گا جس کو میں تمہارے پاس
باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی رُوحِ حق جو باپ سے
صادر ہوتا ہے تو وہ میری گواہی دے گا" (یوحنا ۱۵: ۲۶)

ز- وہ سکھاتا ہے۔

لیکن مددگار یعنی رُوح اُلقدُس جسے باپ نام سے
بھیجے گا وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا ..." (یوحنا
۱۴: ۲۶)۔

ح۔ وُہ راہنمائی کرتا ہے۔

"اِس لئے کہ جتنے خدا کے رُوح کی ہدایت سے چلتے ہیں وہی خدا کے بیٹے ہیں" (رومیوں ۸: ۱۴)۔

ط۔ وُہ حکم دیتا ہے۔

"وہ فروگیہ اور گلتیہ کے علاقہ میں سے گذرے کیونکہ رُوح نے انہیں آسیہ میں کلام سنانے سے منع کیا۔ اور انہوں نے موسیہ کے قریب پہنچ کر بتونیہ میں جانے کی کوشش کی مگر یسوع کے رُوح نے انہیں جانے نہ دیا" اعمال ۱۶: ۶-۷)۔

ل۔ وہ کام کرنے کیلئے کہتا اور کام تفویض کرتا ہے

"پس اپنی اور اُس سارے گلّے کی خبرداری کرو جس کا رُوح اُلقدُس نے تمہیں نگہبان ٹھہرایا" (اعمال ۲۰: ۲۸)۔

ب۔ رُوح اُلقدُس الٰہی شخصیت ہے

۱۔ الٰہی صفات

ا۔ ابدیت۔

"تو مسیح کا خُون جس نے اپنے آپ کو ازلی رُوح کے

وسیلہ سے خدا کے سامنے بے عیب قربان کر دیا۔ تمہارے دلوں کو مُردہ کاموں سے کیوں نہ پاک کرے گا۔ تاکہ زندہ خدا کی عبادت کریں" (عبرانیوں ۹: ۱۴)۔

ب۔ وہ علیم و بصیر ہے۔

"لیکن ہم پر خُدا نے اُن کو رُوح کے وسیلہ سے ظاہر کیا کیونکہ رُوح سب باتیں بلکہ خُدا کی تہ کی باتیں بھی دریافت کر لیتا ہے۔ کیونکہ انسانوں میں سے کون کسی انسان کی باتیں جانتا ہے سوائے انسان کی اپنی رُوح کے جو اُس میں ہے اسی طرح خدا کے رُوح کے سوا کوئی خدا کی باتیں نہیں جانتا" (۱۔کرنتھیوں ۲: ۱۰-۱۱)۔

ج۔ وہ قادرِ مطلق ہے۔

"لیکن مَیں خداوند کی رُوح کے باعث قوّت و عدالت اور دلیری سے معمور ہوں تاکہ یعقوب کو اُس کا گناہ اور اسرائیل کو اُس کی خطا جتاؤں" (میکاہ ۳: ۸)۔

"رُوح اُلقدُس تجھ پر نازل ہوگا اور خُدا تعالےٰ کی قُدرت تجھ پر سایہ ڈالے گی اور اِس سبب سے وہ مولودِ مُقدس خدا کا بیٹا کہلائے گا" (لوقا ۱: ۳۵)۔

د۔ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔

"مَیں تیری رُوح سے بچ کر کہاں جاؤں یا تیری حضوری

سے کدھر بھاگوں - اگر آسمان پر چڑھ جاؤں تو تُو وہاں ہے - اگر مَیں پاتال میں بستر بچھاؤں تو دیکھ تو وہاں بھی ہے" (زبور ۱۳۹: ۷)-

۸- وُہ کُل علم رکھتا ہَے -

" رُوح سب باتیں بلکہ خدا کی تہ کی باتیں دریافت کرلیتا ہے" (ا-کرنتھیوں ۲: ۱۰) -

۲-۱ الٰہی کام

ا- تخلیق کا کام رُوح اُلقُدس سے منسُوب کیا گیا ہَے

" خدا کی رُوح نے مجھے بنایا اور قادرِ مطلق کا دم مجھے زندگی بخشتا ہے" (ایوب ۳۳: ۴) -

تخلیقِ کائنات کا فعل باپ ، بیٹے اور رُوح اُلقُدس کا مشترکہ فعل ہَے -

(ا) " ابتدا میں خدا نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ،، یہاں تصورِ خدا ملتا ہَے -

(اا) " اور خدا نے کہا روشنی ہو جا اور روشنی ہو گئی ،، یہاں بیٹے کا تصور پایا جاتا ہَے -

(ااا) " اور زمین ویران اور سنسان اور گہراؤ کے اُوپر اندھیرا تھا اور خُدا کی رُوح پانیوں پر جنبش کرتی تھی" یہاں پاک رُوح

کا تصور ملتا ہے۔

ب۔ زندگی بخشنے کا کام اُس سے منسوب کیا گیا ہے

" اگر اُسی کا رُوح تم میں بسا ہوا ہے۔ جس نے یسوعؔ کو مردوں میں سے جلایا۔ تو جس نے مسیح یسوعؔ کو مُردوں میں سے جلایا وہ تمہارے فانی بدنوں کو بھی اپنے اُس رُوح کے وسیلہ سے زندہ کرے گا۔ جو تم میں بسا ہوا ہے" (رومیوں ۸: ۱۱)۔

ج۔ انبیاء اُس کی تحریک سے کام کرتے تھے

" نبوت کی کوئی بات آدمی کی خواہش سے کبھی نہیں ہوئی بلکہ آدمی رُوح اُلقُدس کی تحریک کے سبب سے خدا کی طرف سے بولتے تھے" (۱۔ پطرس ۱: ۲۱)۔

۳۔ رُوحُ اُلقُدس کو خُدا کہا گیا ہے

"کیوں شیطان نے تیرے دل میں یہ بات ڈالی دی کہ تُو رُوحُ اُلقُدس سے جھوٹ بولے اور زمین کی قیمت میں سے کچھ رکھ چھوڑے ... تو آدمیوں سے نہیں بلکہ خدا سے جھوٹ بولا" (اعمال ۵: ۳-۴)۔

پانچواں باب

رُوح اُلقدُس کی اشاریت

رُوح اُلقدُس تثلیث کا تیسرا اقنوم ہے جو باپ اور بیٹے کے ساتھ ذات وصفات میں متحد ہے اور جوہر، قدرت اور ازلیت میں برابر ہے۔ یہ ایک شخص ہے جو عقل رکھتا اور ارادہ رکھتا ہے۔ اس نادیدنی، ازلی اور غیر محدود شخصیت کے لئے مختلف اشارے اور استعارے کلام مُقدس میں پائے جاتے ہیں جو بڑے ہی خیال انگیز اور معنی افروز ہیں۔

آگ

اِنسانی تہذیب وتمدن کا کارواں جب اپنے ارتقائی سفر پر روانہ ہوا تو سب سے پہلے راہ میں اُسے چقماق پتھر ملا۔ چقماق کیا ملا انسان کے بھاگ جاگ اُٹھے۔ وہ چشم زدن میں اپنے گردوپیش کی تمام مخلوقات سے ہزاروں درجہ افضل وممتاز بن گیا۔ اِس نے دو پتھروں کو رگڑ رگڑ کر آگ جلائی اور اس آگ نے انسان کے لئے طاقت کے خزانوں کے دروازے کھول دیئے۔

دیومالا کی داستان میں آگ کو عرش بریں کا تحفہ قرار دیا گیا ہے۔ اور

اس کی پرستش کے لئے اہتمام کئے گئے۔ اس کے نام پر عبادت گاہیں تعمیر ہو گئیں۔ شعلوں کو روشن رکھنے کے لئے شعلہ رُخ دوشیزائیں متعین کی گئیں۔ اگر اتفاقاً کسی عبادت گاہ کی آگ بجھ جاتی تو اسے سب سے بڑا حادثہ اور آسمانی عذاب کی پیش گوئی قرار دیا جاتا تھا۔ ساتویں صدی میں عرب مسلمانوں نے بازنطینی سلطنت کے صدر مقام قسطنطنیہ پر حملہ کیا لیکن بعض فلسطینیوں کے پاس ایک عجیب اسلحہ تھا۔ جس کا نام "یونانی آگ" تھا۔ یہ آگ پانی پر چلتی تھی۔ اور پانی سے بجھائی نہیں جا سکتی تھی۔ اس کی مدد سے عرب مسلمانوں کے ساتویں اور آٹھویں صدی کے حملے پسپا کر دیئے گئے۔ اس آگ نے مزید سات سو سال تک یونانی دارالسلطنت قسطنطنیہ کی حفاظت کی۔

دورِ حاضر میں سائنسدانوں نے دریافت کیا ہے کہ آگ تین واضح شعاعوں پر مشتمل ہوتی ہے۔

۱- ACTINIC RAYS- یہ شعاعیں کیمیائی اثرات پیدا کرتی ہیں۔ انہی کیمیائی اثرات کے باعث لوہے میں پختگی پیدا ہوتی ہے۔ اور لکڑی جل کر راکھ ہو جاتی ہے۔

۲- CALORIC RAYS- یہ شعاعیں گرمی پیدا کرتی ہیں۔

۳- LUMINIFEROUS RAYS- یہ شعاعیں روشنی پیدا کرتی ہیں۔

آگ کی خصوصیات

۱- آگ صاف کرتی ہے۔

گندی اور فالتو چیزوں کو جلا دیا جاتا ہے جس سے بہت سے نقصان دہ جراثیم تباہ ہو جاتے ہیں۔

۱۸۶۵ء کا واقعہ ہے۔ انگلستان کے شہر لندن میں طاعون کی بیماری پھیل گئی جس سے ہزاروں لوگ لقمۂ اجل ہو گئے۔ ہر طرف خوف و ہراس پھیلا ہوا تھا کہ ایک دوسرے المیہ نے لندن شہر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ شہر میں آگ لگ گئی۔ بڑی مشکل سے اس پر قابو پایا گیا۔ یہ آگ خدا کی رحمت ثابت ہوئی۔ کیونکہ اُس نے بیماری کے جراثیم کو بھسم کر دیا۔ جس سے ہوا کی آلودگی جاتی رہی اور شہر کی ہوا صاف ہو گئی۔ جو کام انسانی تدابیر اور دوائیوں سے ممکن نہ تھا وہ آگ نے چند گھنٹوں میں کر دکھایا۔ بعینہٖ، رُوحُ القدُس کی آگ گناہ کی نجاست اور گندگی کو بھسم کر کے انسان کو پاکیزہ دِل عطا کرتی ہے۔

جس طرح محدب عدسے کو جب سُورج کی روشنی میں کِسی کاغذ کے ٹکڑے پر رکھا جائے تو عدسہ سُورج کی گرمی کو ایک نقطہ پر مرتکز کر دیتا ہے۔ اور کاغذ جل اُٹھتا ہے، اُسی طرح رُوحُ اُلقدُس اثر پذیر اشخاص پر خدا کے فضل لامتناہی اور عظیم قوت کو مرتکز کرتا ہے۔ جس سے یسوع کے خون سے گناہوں کی نجاست دھل جاتی ہے۔

"جب خداوند صیّون کی بیٹیوں کی گندگی کو دُور کرے گا

اور یروشلیم کا خون رُوحِ عدل اور رُوحِ سوزاں کے ذریعے دھو ڈالے گا،، (یسعیاہ ۴: ۴)۔

"مَیں تم کو توبہ کے لئے پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں۔ لیکن جو میرے بعد آتا ہے وہ مجھ سے زورآور ہے۔ مَیں اُس کی جوتیاں اُٹھانے کے لائق نہیں۔ وہ تم کو رُوح اُلقدُس اور آگ سے بپتسمہ دے گا۔ اُس کا چھاج اُس کے ہاتھ میں ہے۔ اور وہ اپنے کھلیہان کو خُوب صاف کرے گا۔ اور اپنے گیہوں کو کھتّے میں جمع کرے گا۔ مگر بھُوسے کو اُس آگ میں جلائے گا جو بُجھنے کی نہیں" (متی ۳: ۱۱-۱۲)

ب۔ آگ گرمی پہنچاتی ہے:۔

سردیوں کی ٹھٹھری راتوں میں آگ ایک نعمت ہوتی ہے۔ سردی سے سُن جسم جونہی آگ کے قریب آتا ہے۔ اس میں خون کی گردش تیز ہو جاتی ہے۔ بعینہٖ شخصی اور کلیسیائی سرگرمی رُوح اُلقدُس کی آگ کے طفیل ہوتی ہے۔ بوسٹن شہر کے عظیم مُبشر فلپس بروکس کے بارے میں ایک اثرآفرین واقعہ سنایا جاتا ہے۔ سردیوں کی ایک رات وہ اخبار خریدنے کے لئے باہر نکلے۔ وہ مُسکراتے ہوئے اخبار فروش لڑکے کی طرف مُتوجہ ہوئے اور کہا "بیٹے آپ کو سردی نہیں لگ رہی؟" "اب آپکا دیدار ہونے سے ٹھنڈ کا احساس جاتا رہا،، لڑکے نے بجلی کی سی کوند کے ساتھ جواب دیا۔ فلپس بروکس پاک رُوح سے معمور شخصیت تھی۔ یہ آگ جب دوسروں تک پہنچتی ہے تو وہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے۔

ج۔ آگ سے توانائی حاصل ہوتی ہے۔

دنیا کے تمام کل پرزے توانائی کی بدولت چلتے ہیں۔ رُوح اُلقدس کی آگ ایمانداروں میں غیر معمولی توانائی پیدا کرتی ہے۔ لیکن جب رُوح القدس تم پر نازل ہوگا۔ تو تم قوت پاؤ گے اور یروشلیم اور تمام یہودیہ اور سامریہ میں بلکہ زمین کی انتہا تک میرے گواہ ہوگے" (اعمال ۱: ۸)۔

ایک دفعہ ایک آدمی ایک بڑے مذہبی اجتماع میں گیا۔ رُوح اُلقدس کی قوت نے اُس کی زندگی میں کام کیا۔ اور اس کی زندگی یکسر بدل گئی۔ ایک دوست کے استفسار پر اُس نے کہا "جب مَیں عبادت کے لئے آیا۔ میری زندگی ایک جھلملاتی ہوئی برقی مشعل کی مانند تھی۔ لیکن اب جب واپس جا رہا ہوں تو میری زندگی ایک روشن برقی مشعل بن گئی ہے۔

ڈرپوک اور سراسیمہ شاگرد جو مسیح کی مصلوبیت سے پہلے فرار ہو گئے۔ جب اِس قوت سے معمُور ہوُئے۔ تو کمال دلیری سے زندہ مسیح کا پرچار کرنے لگے۔

د۔ آگ پھیلتی ہے۔

شمالی امریکہ کے گھاس کے میدانوں میں جب آگ لگتی ہے تو بجھنے کا نام ہی نہیں لیتی اور پھیلتی چلی جاتی ہے۔ اِسی طرح جب ایک شخص کی زندگی میں پاک رُوح کی آگ روشن ہوتی ہے تو وہ اپنے گرد و پیش کے ماحول کو متاثر کرتا ہے۔ یہ آگ دوسروں تک منتقل ہوتی جاتی ہے۔

۷- آگ رفاقت کا باعث بنتی ہے۔

مجھے بچپن کے وہ دن اچھی طرح یاد ہیں۔ جب سردیوں کی ٹھٹھرتی راتوں کو گاؤں کے بچے بوڑھے اور جوان آگ کے الاؤ کے گرد جمع ہو جاتے۔ اور اپنی اپنی پسند اور رغبت کی باتیں کیا کرتے تھے، اور میں اپنی عمر کے بچوں کے ساتھ بائبل کی کہانیاں سُنا اور سنایا کرتا تھا۔ یہ رفاقت آگ کی ہی بدولت تھی۔ آج بھی رُوح اُلقدُس کی آگ مسیحیوں کی رفاقت کا باعث ہے۔ لیکن جہاں یہ الہٰی آگ مفقود ہے وہاں رفاقت بھی نظر نہیں آتی۔

عہدِ عتیق میں خدائے بزرگ و برتر اکثر آگ میں ظاہر ہوتا رہا ہے۔ رُوح اُلقدُس کے لئے آگ کا استعارہ اِس حقیقت کا عکاس ہے کہ رُوحُ القدس خُدا ہے۔

۱- "اور خداوند کا فرشتہ ایک جھاڑی میں سے آگ کے شعلہ میں اُس پر ظاہر ہُوا۔ اور اُس نے نگاہ کی اور کیا دیکھتا ہے کہ ایک جھاڑی میں آگ لگی ہوئی ہے۔ پر وُہ جھاڑی بھسم نہیں ہوتی" (خروج ۳ : ۲)۔

۲- اور الیشع نے دُعا کی اور کہا اَے خُداوند اِس کی آنکھیں کھول دے۔ تاکہ وہ دیکھ سکے۔ تب خُداوند نے اُس جوان کی آنکھیں کھول دیں۔ اور اُس نے جو نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہے کہ الیشع کے اردگرد کا پہاڑ آتشی گھوڑوں اور رتھوں سے بھرا ہے" (۲- سلاطین ۸ : ۱۱)۔

۳۔ "اور کوہ سینا اُوپر سے نیچے تک دھوئیں سے بھر گیا۔ کیونکہ خداوند شعلہ میں ہو کر اس پر اترا۔ اور دھواں تنور کے دھوئیں کی طرح اوپر کو اُٹھ رہا تھا۔ اور وُہ سارا پہاڑ زور سے ہل رہا تھا" (خروج ۱۹: ۱۸)۔

۴۔ "جب ہارونؔ نے پہلی بار قربانی چڑھائی۔ تب سب لوگوں پر خداوند کا جلال نمودار ہوا۔ اور خداوند کے حضور سے آگ نکلی اور سوختنی قربانی اور چربی کو مذبح پر بھسم کر دیا۔ اور لوگوں نے یہ دیکھ کر نعرے مارے اور سرنگوں ہو گئے" (احبار ۹: ۲۳-۲۴)۔

۵۔ "جب سلیمانؔ بادشاہ نے ہیکل کو مخصوص کیا تو آگ نازل ہوئی" (۲-تواریخ ۷: ۱)۔

۶۔ "جب ایلیاؔہ نبی نے کوہِ کرمل پر نبوّت کا تقاضا کیا۔ تب مذبح پر آگ نازل ہوئی" (۱-سلاطین ۱۸: ۳۷-۳۸)۔

آج اصلی اور حقیقی آگ کے ساتھ ساتھ مصنوعی آگ بھی ہے۔ یہ شیطان کی طرف سے ہے۔ بہت سے لوگوں کی زندگیاں اس آگ سے منوّر نظر آتی ہیں۔ لیکن اس کا انجام ہلاکت ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ ایک برفانی رات کو ایک چھوٹے قد کا بوڑھا بندر اپنے پنجرے سے نکلا۔ وہ سردی کی شدت سے کانپ رہا تھا۔ اُس نے ایک کھڑکی میں سے ایک کمرے کے اندر جھانکا۔ اُسے آگ نظر آئی وہ کھڑکی پھلانگ کر اندر چلا گیا اور آگ کے نزدیک بیٹھ گیا۔ صبح ہونے تک بندر سردی کی شدّت کے باعث مر چکا تھا۔ کیونکہ یہ اصلی اور حقیقی آگ نہ تھی،

بلکہ ایک مصور کی بنائی ہوئی آگ کی تصویر تھی جسے بندر حقیقی آگ سمجھ بیٹھا تھا۔ آج کتنے لوگ مصنوعی آگ پر بھروسہ کئے ہلاکت کی طرف جا رہے ہیں!

۲۔ ہَوا

رُوح کے لغوی معنی ہَوا ہیں۔ اِس کے لئے عبرانی رُوئخ، اور یُونانی میں پنیوما استعمال ہُوئے ہیں۔ ان کا مطلب سانس دم اور ہَوا ہو سکتا ہے۔ ہَوا کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔

۱۔ تند ہَوا۔

۲۔ ہلکی ہَوا۔

ا۔ تند ہَوا

یہ رُوح اُلقدُس کے تقویت بخش اختیار کو ظاہر کرتی ہے۔ آندھی اور آگ قدرت کے دو تباہ کن عوامل ہیں۔ وہ لوگ جو طوفانِ باد و باراں میں گِھر جانے کا تجربہ رکھتے ہیں، وہ ہَوا کی قوت کو خوب جانتے ہیں۔ آندھی ہر چیز کو جو اُس کی زد میں آتی ہے متاثر کرتی ہے۔ کلامِ مُقدّس میں رُوح اُلقدُس کے لئے "ہَوا" کی اصطلاح خدا کے اثر آفرین پہلو کو پیش کرتی ہے۔

ہَوا نے طوفان نوحؔ کی تلاطم خیز لہروں کو ساکن کر دیا (دیکھئے پیدائش ۸ : ۱)

اُس نے سمندروں کے پانی کو پھر سے ملا دیا (دیکھئے خروج ۱۵ : ۱۰)۔

اُس نے پہاڑوں کو چیر کر رکھ دیا (دیکھئے ۱-سلاطین ۱۹: ۱۱)-
خدا کی ہَوا چلی تو اسرائیل کے کھانے کو بٹیریں آ گئیں (گنتی ۱۱: ۳۱)-

۲-ہلکی ہَوا-

خدا کی رُوح تخلیق کائنات کے وقت پانیوں پر جنبش کرتی تھی-
"اور زمین ویران اور سنسان تھی اور گہراؤ کے اُوپر اندھیرا تھا اور خدا کی رُوح پانی کی سطح پر جنبش کرتی تھی" (پیدائش ۱: ۲)-
خدا کے رُوح کے وسیلہ سے جہان معرضِ وجود میں آئے-
"آسمان خداوند کے کلام سے اور اس کا سارا لشکر اُس کے مُنہ کے دم سے بنا" (زبُور ۳۳: ۶)-
خدا کے رُوح نے یوسف کو خوابوں کی تعبیر بتائی-
"سو فرعون نے اپنے خادموں سے کہا کہ کیا ہم کو ایسا آدمی جیسا یہ ہے-جس میں خدا کی رُوح ہے مل سکتا ہے"؟ (پیدائش ۴۱: ۳۸)-
بضلی ایل کو غیر معمولی کاریگر بنا دیا-
"اور مَیں نے اس کو حکمت اور فہم اور علم اور ہر طرح کی صنعت میں رُوح اللہ سے معمُور کیا" (خروج ۳۱: ۳)-
بلعام کو نبوّت کرنے کی طاقت دی-
"اور بلعام نے نگاہ کی-اور دیکھا کہ بنی اسرائیل اپنے

اپنے قبیلے کی ترتیب سے مقیم ہیں۔ اور خداوند کی رُوح
اس پر نازل ہوئی" (گنتی ۲۴:۲)۔
اسی ہَوا کے طفیل غتنی ایل اور سمسون نے بہادری کے معرکے
مارے۔
"اور خداوند کی رُوح اس پر اتری اور وہ اسرائیل کا
قاضی ہوا۔ اور جنگ کے لئے نکلا۔۔" (قضاۃ ۳:۱۰)
"پھر خداوند کی رُوح اُس پر زور سے نازل ہوئی۔ اور وہ
اسقلون کو گیا۔ وہاں اُس نے اُن کے تیس ۳۰ آدمی مارے۔ اور
اُن کو لوٹ کر کپڑوں کے جوڑے۔ پہیلی بُوجھنے والوں کو دیئے
اور اُس کا قہر بھڑک اُٹھا اور وہ اپنے ماں باپ کے گھر
چلا گیا" (قضاۃ ۱۴:۱۹)۔

چہار سمتی ہَوا

"تب اُس نے مجھے فرمایا کہ نبُوت کر۔ تُو ہَوا سے نبُوت کر اَے آدمزاد اور ہَوا سے کہہ کہ خُداوند خُدا یُوں فرماتا ہے کہ اَے دَم تُو چاروں طرف سے آ اور اِن مقتولوں پر پھونک کہ زندہ ہو جائیں۔ پس مَیں نے حُکم کے مُطابق نبُوت کی اور اُن میں دَم آیا اور وہ زندہ ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑی ہوئیں۔ ایک نہایت بڑا لشکر"
(حزقی ایل ۳۷:۹-۱۰)۔

ہر سمت سے آنے والی ہَوا ایماندار کی زندگی میں رُوح القدس کے کام کو واضح کرتی ہے۔ رُوح القدس گناہوں میں مُردہ لوگوں کو نئی زندگی دیتا ہے۔ آیئے اِس چہار سمتی دم اندر پوشیدہ راز کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

مشرق کی ہوا

یہ تباہ کاری کی عکاس ہے۔

ا۔ یوسف کا خواب۔ "اور وہ سات بدشکل اور دبلی گائیں جو ان کے بعد نکلیں اور
وہ سات خالی اور پوربی ہوا کی ماری مرجھائی ہوئی بالیں بھی
سات برس ہی ہیں مگر کال کے سات برس"

(پیدائش ۴۱: ۲۷)۔

ب۔ موسیٰ اور فرعون کی داستان۔ "پس موسیٰ نے ملکِ مصر پر لاٹھی بڑھائی اور
صبح ہوتے ہوتے پُروا آندھی ٹڈیاں لے آئی"

(خروج ۱۰: ۱۳)۔

ج۔ یوناہ کی بے چینی۔ "اور جب آفتاب بلند ہوا تو خدا نے مشرق سے لو چلائی
اور آفتاب کی گرمی نے یوناہ کے سر پر اثر کیا اور وہ بے تاب
ہو گیا اور موت کا آرزو مند ہو کر کہنے لگا میرے اس جینے
سے مر جانا بہتر ہے" (یوناہ ۴: ۸)۔

د۔ پولس کا جہاز۔ "لیکن تھوڑی دیر بعد ایک بڑی طوفانی ہوا جو یورکلون
کہلاتی ہے (لاطینی لفظ کے مطابق یہ مشرق کی تند و تیز ہوا ہے)
کریتے پر سے جہاز پر آئی اور جہاز ہوا کے قابو میں آ گیا اور
اس کا سامنا نہ کر سکا تو ہم نے لاچار ہو کر اس کو بہنے دیا"

(اعمال ۲۷: ۱۴-۱۵)۔

رُوح القدس بھی تباہی مچاتا ہے۔

"ایک آواز آئی کہ منادی کر اور میں نے کہا میں کیا منادی کروں؟

ہر بشر گھاس کی مانند ہے اور اُس کی ساری رونق میدان کے
پھول کی مانند۔ گھاس مرجھاتی ہے پھول کملاتا ہے
کیونکہ خُداوند کی ہَوا اُس پر چلتی ہے۔ یقیناً لوگ گھاس
ہیں" (یسعیاہ ۴۰: ۶-۷)۔

وہ لوگ جو اپنی راستبازی پر توکّل کرتے ہیں۔ گھاس کی مانند ہیں۔ یہ خُدا
کے رُوح (ہوا) کی تاب نہیں لا سکتے۔ "وہ اپنے لبوں کے دَم سے شریروں کو
فنا کر ڈالے گا" (یسعیاہ ۱۱: ۴)۔
خُدا کا دم (رُوح القدس) اِنسان کی نافرمانی، تکبّر، راستبازی کو حرفِ غلط کی
طرح مِٹا دیتا ہے۔

مغرب کی ہَوا۔

یہ مخلصی اور آرام کو پیش کرتی ہے۔
مغربی ہَوا نے مِصر کو ٹِڈیوں کی آفت سے مخلصی بخشی۔ مُضطرب مِصریوں
کو سکون مِل گیا۔
"اور خُداوند نے پچھوا آندھی بھیجی جو ٹِڈیوں کو اُڑا کر لے گئی اور اُن کو بحرِ قُلزم
میں ڈال دیا اور مِصر کی حدُود میں ایک ٹِڈی بھی باقی نہ رہی"
(خروج ۱۰: ۱۹)۔
رُوح القدس ایک الٰہی مددگار ہے جو اِنسان کی پریشانیوں اور رنج والم میں
اُس کی مدد کرتا ہے۔
"اور مَیں باپ سے درخواست کروں گا کہ وہ تمہیں دُوسرا مددگار بخشے
گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے" (یوحنّا ۱۴: ۱۶)۔

شمالی ہوا

یہ ابر آلود مطلع کو صاف کرتی ہے۔
"شمال سے سنہری روشنی آتی ہے۔ خدا مہیب شوکت سے ملبّس ہے"
(ایوب ۳۷: ۲۲)۔

یہ خدا کی حضوری کو ظاہر کرتی ہے۔
"وہ شمال کو فضا میں پھیلاتا ہے اور زمین کو خلا میں لٹکاتا ہے"
(ایوب ۲۶: ۷)۔
یہ آیت ظاہر کرتی ہے کہ شمال میں خلا ہے۔ خلا میں جانے والے بتاتے ہیں کہ شمال میں خلا ہے۔
"تو اپنے دل میں کہتا تھا کہ میں آسمان پر چڑھ جاؤنگا۔ میں اپنے تخت کو ستاروں سے بھی اونچا کروں گا اور میں شمالی اطراف میں جماعت کے پہاڑ پر بیٹھوں گا۔ میں بادلوں سے بھی اوپر چڑھ جاؤں گا۔ میں خدا تعالیٰ کی مانند ہوں گا" (یسعیاہ ۱۴: ۱۳-۱۴)۔
اس آیت سے خدا کی شمال میں سکونت ظاہر ہوتی ہے۔
شمالی ہوا شمالی خلا سے آتی ہے اور بادلوں اور بارش کو لے اڑتی ہے۔
روح القدس براہِ راست خدا سے آتا ہے کیونکہ یہ تثلیث کا تیسرا اقنوم ہے اس لئے یہ ہمیں خدا کی حضوری کا احساس دلاتی ہے اور زندگی کو ہر طرح کی آلودگی سے پاک رکھتی ہے۔ انسان تازگی پاتا ہے۔

جنوبی ہوا

یہ رُوح القدس کی گرانقدر خدمت کو پیش کرتی ہے
"اُٹھ اے بادِ جنوب آ! میرے باغ پر سے گذر تاکہ اُس کی خوشبو پھیلے میرا محبوب اپنے باغ میں آئے اور اپنے لذیذ میوے کھائے"
رُوح القدس جنوب کی دھیمی ہوا کی طرح ہماری زندگیوں میں داخل ہوتا ہے۔ جس سے ہماری زندگیوں میں نئی ترو تازگی اور شادابی آتی ہے۔ رُوح کا پھل پیدا ہوتا ہے۔ جس سے دوسرے لوگ متاثر ہو کر یسوع المسیح کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

۳۔ تیل

عہد عتیق میں مسح کرنے کا تیل پاک رُوح کے لئے علامت کے طور پر آیا ہے۔ یہ رُوح کی شفا بخش تاثیر کا آئینہ دار ہے۔ پاک رُوح کی قدرت نہ صرف جسمانی بیماریوں سے شفا بخشتی ہے۔ بلکہ لاعلاج رُوحانی بیماریوں سے آزادی دلاتی ہے۔
رُوح القدس کے لئے مستعمل اشارہ کو سمجھنے کے لئے پُرانے عہد نامہ کے تیل کے مسح پر غور کرنا ضروری ہے۔
ساؤل اور سلیمان کو تیل سے مسح کیا گیا۔
"پھر سموایل نے تیل کی کپی لی۔ اور اُس کے سر پر انڈیلی اور اُسے چوما اور کہا کہ کیا یہی بات نہیں کہ خداوند نے مجھے مسح کیا تاکہ تو اس کی میراث کا پیشوا ہو"؟ (۱۔سموایل ۱:۱۰)

"اور صدوق کاہن نے خیمہ سے تیل کا سینگ لیا اور سلیمان کو مسح کیا۔ اور انہوں نے نرسنگا پھونکا اور سب لوگوں نے کہا سلیمان بادشاہ جیتا رہے" (۱۔سلاطین ۱: ۳۹)۔

۱۔ تیل کا مسح بہت قیمتی تھا۔

اِس کے اجزا نادر اور بیش قیمت ہوتے تھے۔ رُوح اُلقُدس کا نزول فی الحقیقت ایک عظیم برکت ہے۔ مسیح کی صلیبی موت اور مرُدوں میں سے جی اُٹھنے کے باعث رُوح اُلقُدس کی قوّت ملی۔

۲۔ کسِی اجنبی کو تیل سے مسح نہ کیا جاتا تھا۔ توبہ اور نئی پیدائش کے تجربہ کے بغیر رُوح اُلقُدس کی توقع رکھنا خام خیالی ہے۔

۳۔ تیل کی قیمت ہیکل کے مثقال کے مطابق ہوتی تھی۔ اِسکے اجزا کی مقدار اور وزن کا تعیّن بھی خدا کی طرف سے ہوتا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ رُوح اُلقُدس کا حصول اِنسان کے اعمال پر نہیں بلکہ خُدا کی الہٰی مرضی پر موقوف ہے۔

۴۔ مسح کا تیل جسم پر نہ ڈالا جاتا تھا۔ رُوح اُلقُدس ذاتی توقیر کے لئے حاصل نہیں ہوتا۔

تیل کے اجزائے ترکیبی

مسح کے تیل کے اجزائے ترکیبی مُر، مصطگی، کون، لُبان اور زیتون ہے۔

مُر۔ یہ سرزمین عرب میں پایا جانے والا ایک چھوٹے قد کا پودا ہے۔ اِس کی لکڑی خوشبو دار ہوتی ہے۔ اِس کو دو طریقوں سے حاصل کیا جاتا ہے۔

ا۔ پودے کو تھوڑا کاٹ دیا جاتا ہے جس سے تیل رس رس کر باہر آتا ہے اور اکٹھا کر لیا جاتا ہے۔

ب۔ اِس پودے سے نکلنے والی گوند سے تیل بنایا جاتا ہے۔ یہ خالص تیل کہلاتا ہے کیونکہ اِس میں کثافتیں بہت کم ہوتی ہیں۔

رُوح القدس الٰہی شخصیت ہونے کے باعث بذاتِ خُود نازِل ہوتا ہے۔ اِس میں اِنسانی کوشش اور تردّد کو سرِ مُو بھی دخل نہیں۔

اِستعمال

(۱) یہ خوشبو کے طور پر اِستعمال ہوتا ہے۔

"تیرے لباس سے مُر اور عُود اور تج کی خوشبو آتی ہے ......"

(زبور ۴۵: ۸)۔

"مَیں نے اپنے بستر کو مُر اور عُود اور دارچینی سے معطّر کیا ہے"

(امثال ۷: ۱۷)۔

(۲) یہ خوبصورتی اور دِلکشی بڑھانے کے لئے اِستعمال کیا جاتا ہے۔

آستر ملکہ کو چھ ماہ تک مُر کا تیل لگایا گیا تاکہ اُس کی خوبصورتی میں اضافہ ہو اور وُہ اخسویرس بادشاہ کی مقبولِ نظر بن جائے۔ (آستر ۲: ۱۲)۔

(۳) مُر کو جسمانی صفائی کے لئے اِستعمال کیا جاتا ہے۔ آستر ملکہ نے مُر کا اِستعمال جسمانی پاکیزگی کیلئے کیا۔

(۴) مُر کا استعمال درد کو کم کرنے کیلئے ہوتا ہے۔ یسوع المسیح کو صلیب پر سرکہ میں مُر ملا کر پیش کیا گیا تاکہ زخموں کا درد کم ہو جائے لیکن اُس نے پینے سے اِنکار کر دیا کیونکہ بنی نوع اِنسان کی سزا اُسے سہنا تھا۔

بعینہٖ رُوح القدس ہماری زندگی کو جاذبِ نظر، خوشبودار اور پاکیزہ بناتا ہے۔ یہ ہمارے رنج والم میں ہمارا غمگسار ہے۔ نئی پیدائش کے وسیلہ سے یہ ہمیں گناہ کی نجاست اور پلیدگی سے پاک اور صاف کرتا ہے

۲- مَصطگی - یہ ایک پودے سے جس کا نام LAURUS CINNAMON (جنسِ غار) ہے حاصل ہوتی ہے - یہ ایک سدا بہار پودا ہے جو غالباً بادشاہوں نے اپنے باغوں کی زینت کیلئے سیلون سے منگوایا تھا - اِس کا ذکر غزل الغزلات ۴: ۱۲-۱۴ میں بھی ملتا ہے -

"تیرے باغ کے پودے لذیذ میوہ دار انار ہیں - مہندی اور سنبل بھی ہیں - جٹا ماسی اور زعفران، بید مُشک اور دار چینی اور لُبان کے تمام درخت مُر اور عُود ہر طرح کی خاص خوشبو"۔

اِسی طرح رُوح القُدس ہماری زندگی میں وفاداری اور مُروّت پیدا کر کے اِس کو سدا بہار بناتا ہے -

۳- (SWEET CALAMUS)

یہ ایشیائے کوچک میں پایا جاتا ہے - اِس کے اندرونی گُودے کو کوٹ کر بنایا جاتا ہے کیونکہ اندرونی حصّہ خوشبو دار ہوتا ہے - بعینہٖ رُوح القدس خلوت میں اپنے جذبات، خیالات اور عقیدت اور محبت ہمارے باطن میں ڈالتا ہے -

۴- تَنط (COSTUS OR CASSIA)

یہ کشمیر میں سطحِ سمندر سے آٹھ ہزار سے نو ہزار کی بلندی پر ہوتا ہے - اِس کے پھولوں کا رنگ قرمزی ہوتا ہے - قرمزی رنگ بادشاہت کا عکاس ہے - یعنی ہم رُوح القدس کے طفیل آسمانی بادشاہت میں داخل ہوتے ہیں - سطحِ سمندر سے بلندی سے مُراد یہ ہے کہ رُوح القدس ہمیں گناہ کی پستیوں سے

اُٹھا کر آسمانی مقاموں تک لے جاتا ہے۔ اِس پودے کی جڑیں تجارت اہمیت کی حامل ہیں۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ ہم پاک رُوح کی بدولت یسوع المسیح میں جڑ پکڑتے ہیں (اُس کے ساتھ پیوست ہوتے ہیں)۔

۵۔ زیتون کا تیل

یہ زیتون کو کوٹ کر نکالا جاتا ہے۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ انسان یسوع المسیح کی تصلیب، اور مصلوبیت پر ایمان لانے کے باعث رُوح حاصل کرتا ہے۔ شاگردوں پر پاک رُوح کا نزول المسیح کے مُرکر جی اُٹھنے کے بعد ہُوا۔

۴۔ کبوتر

اِنسانی ماحول میں کبوتر کے داخلے کا ثبوت تین ہزار سال قبل مسیح ملتا ہے۔ برصغیر میں قاصد کے طور پر کبوتر کا اِستعمال اشوک کے زمانہ سے ملتا ہے۔ مغلوں میں جہانگیر کو کبوتر سے بے حد پیار تھا۔ ایک دفعہ نورجہاں نے اُس کے دو نایاب کبوتر اُڑا دیئے تھے۔ یہ بات واضح ہے کہ یہ صاف ستھرا اور بہت محبّت کرنے والا پرندہ ہے۔

پاک رُوح کے لئے اِس کا استعمال پاک روح کی پاکیزگی اور اطمینان بخش قوت کو ظاہر کرتا ہے۔

"اور یوحنا نے یہ گواہی دی کہ مَیں نے رُوح کو کبوتر کی طرح آسمان سے اُترتے دیکھا ہے۔ اور وُہ اُس پر ٹھہر گیا"

پاک رُوح کے لئے استعمال ہونے والا یہ اشارہ اُس کی فروتنی اور سادگی کا آئینہ دار ہے۔ اِس لئے مارٹن لوتھر نے کہا "رُوح اُلقدس ایک

سیدھا سادہ معلم ہے"۔
اگر کبوتر کی جگہ فاختہ ترجمہ کیا جائے تو یہ خدا کی کرم فرمائی اور بخشش کی آئینہ دار ہے۔ عبرانی زبان میں اس کے لئے لفظ "یوناہ" آیا ہے۔ یہ خدا کے نجات بخش کام کا عکاس ہے۔ طوفانِ نوح کے وقت فاختہ کا چھوڑا جانا خدا کی کرم فرمائی کو ظاہر کرتا ہے۔

۵۔ مُہر

رُوح القُدس کے لئے مُہر کا اِستعمال اِس حقیقت کا عکاس ہے کہ ایماندار پاک رُوح کے باعث کامل کیا جاتا ہے۔ کیونکہ پُرانے زمانے میں بادشاہ اپنے شاہی فرمان کے آخر میں مُہر ثبت کرکے اس کو مکمل کرتے تھے۔ نجات یافتہ لوگوں پر پاک رُوح کی مُہر ثبت ہوتی ہے۔ جو اُن کی کامل مخلصی کا ثبوت ہے۔

"اور اُس نے تم پر بھی جب تم نے کلامِ حق کو سُنا جو تمہاری نجات کی خوشخبری ہے۔ اُس پر ایمان لائے۔ پاک موعودہ رُوح کی مُہر لگی"، (افسیوں ۱: ۱۳)۔

"اور جو ہم کو تمہارے ساتھ مسیح میں قائم کرتا ہے اور جس نے ہم کو مسح کیا وہ خدا ہے۔ جس نے ہم پر مُہر بھی کی" (۲۔ کرنتھیوں ۱: ۲۱)۔

"اور خدا کے پاک رُوح کو رنجیدہ نہ کرو۔ جس سے تم پر مخلصی کے دن کے لئے مُہر ہوئی ہے" (افسیوں ۴: ۳۰)۔

سَر بمہر کئے جانے کا مطلب۔

۱۔ حق مالکانہ۔

ایماندار خُداوند یسوع مسیح کا ہو جاتا ہے۔

۲۔ ضمانت۔

خدا کے فرزند کی حفاظت اور کفالت کی ذمہ داری رُوح اُلقدُس پر ہوتی ہے۔

۳۔ منظوری۔

ایماندار کی زندگی پر خدا کی پسندیدگی کی مُہر ہو جاتی ہے۔

۴۔ کام کا اختتام۔

یہ نجات کے کام کی تکمیل کو ظاہر کرتی ہے۔

۵۔ بیعانہ۔

بیعانہ سے مُراد وہ رقم ہوتی ہے جو کسی چیز کے حصول کے لئے پیشگی ادا کی جاتی ہے۔ فرض کیا زید ایک مکان خریدتا ہے۔ وہ کچھ رقم پہلے ادا کرتا ہے تو یہ رقم بیعانہ کہلاتی ہے۔ یہ بیعانہ اس بات کا اظہار ہے کہ سودا پکا ہو گیا۔ اور باقی ماندہ رقم کی ادائیگی پر وہ مکان کا مالک ہو جائے گا۔ خدا کے فضل کی نعمتیں اور برکات حاصل کرنے سے قبل ایماندار کو پاک رُوح کی نعمت بیعانہ کے طور پر ملتی ہے۔

" وہی خدا کی ملکیت کی مخلصی کے لئے ہماری میراث کا بیعانہ ہے تاکہ اُس کے جلال کی ستائش ہو" (افسیوں ۱: ۱۴)۔

" جس نے ہم پر مُہر بھی کی اور بیعانہ میں رُوح کو ہمارے دلوں میں دیا" (۲-کرنتھیوں ۱: ۲۲)۔

ماڈرن یونانی میں بیعانہ کے لئے جو لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اس کا مطلب منگنی کی انگوٹھی بھی ہے۔ اس لحاظ سے بیعانہ اُن تعلقات کی نشاندہی کرتا ہے جو خدا اور انسان کے درمیان ہوتے ہیں۔ جب وہ کفارہ مسیح کے طفیل اپنے گناہوں سے مخلصی حاصل کرتا ہے۔

پانی۔

پانی کی اہمیت اور افادیت تو ہماری روزمرّہ زندگی میں پانی کے استعمال سے کماحقہ طور پر ظاہر ہے۔ پانی نہ صرف ضروریات زندگی میں سے ہے۔ بلکہ کسی قوم کی ترقی، خوشحالی اور بہبود کا دارومدار بھی پانی پر ہوتا ہے۔ بائبل مقدس میں پانی کا لفظ زندگی اور نجات کے لئے بطور نشان آیا ہے۔ رُوح القدس کے لئے پانی کا استعمال ظاہر کرتا ہے کہ پاک رُوح انسان کی نجاست اور پلیدگی کو دُور کرتا ہے۔

۱۔ پانی کی خاصیت ہے کہ وہ مختلف اشکال اختیار کر سکتا ہے۔ رُوح اُلقدس بھی مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے۔

اِس کے مختلف ظہور رُوح القدُس کے فیوض و برکات کی نشاندہی کرتے ہیں۔

۲۔ صاف پانی فرحت بخش ہوتا ہے۔ رُوح القدُس کے سلسلہ میں کلامِ مُقدس میں آیا ہے۔

"تب مَیں تم پر صاف پانی چھڑکوں گا اور تم پاک صاف ہو گے۔ اور مَیں تم کو تمہاری گندگی اور تمام بتوں سے پاک کروں گا۔ اور مَیں تم کو نیا دل بخشوں گا۔ اور نئی رُوح تمہارے باطن میں ڈالوں گا اور تمہارے جسم میں سے سنگین دل نکال ڈالوں گا۔ اور گوشتین دل تم کو عنایت کروں گا۔ اور مَیں اپنی رُوح تمہارے باطن میں ڈالوں گا اور تم سے اپنے آئین کی پیروی کراؤں گا اور تم میرے احکام پر عمل کرو گے اور ان کو بجا لاؤ گے"۔ (حزقی ایل ۳۶: ۲۵-۲۷)۔

"پس تم خوش ہو کر نجات کے چشموں سے پانی بھرو گے" (یسعیاہ ۱۲: ۳)۔

پانی کی مختلف صُورتیں

طوفان:۔

یہ رُوح القدُس کی فراوانی اور معموری کو ظاہر کرتا ہے۔

"کیونکہ مَیں پیاسی زمین پر پانی انڈیلوں گا۔ اور خشک زمین پر ندیاں جاری کروں گا۔ مَیں اپنی رُوح تیری نسل پر اور اپنی برکت تیری اولاد پر نازل کروں گا"۔ (یسعیاہ ۴۴: ۳)۔

بارش:-

بارش لق و دق صحراؤں اور بیابانوں کو مرغزاروں میں بدل دیتی ہے۔ یہ رُوح القدس کی زندگی بخش قوّت کو ظاہر کرتی ہے۔

وہ کٹی ہوئی گھاس پر مینہ کی مانند اور زمین کو سیراب کرنے والی بارش کی طرح نازل ہوگا"(زبور ۷۲: ۶)۔

چشمے:-

یہ پیاس کی تشنگی کو دُور کر کے نئی زندگی بخشتے ہیں۔ رُوح القدس اِنسان کو تازہ دم کرتا ہے۔

"مگر جو کوئی اُس پانی میں سے پئے گا۔ جو مَیں اُسے دوں گا۔ وہ ابد تک پیاسا نہ ہوگا، جو پانی میں اُسے دونگا وہ اُس میں ایک چشمہ بن جائے گا۔ جو ہمیشہ کی زندگی کے لئے جاری رہے گا" (یوحنا ۴: ۱۴)۔

"مَیں پیاسے کو آبِ حیات کے چشمے میں سے مُفت پلاؤں گا" (مکاشفہ ۲۱: ۶)۔

شبنم :-

یہ رُوح اُلقدُس کے پوشیدہ کام کو ظاہر کرتی ہے۔

" مَیں اسرائیل کے لئے اوس کی مانند ہونگا۔ سوسن کی طرح پھُولے گا اور لبنان کی طرح اپنی جڑیں پھیلائے گا"۔
(ہوسیع ۱۴: ۵)۔

دریا اور ندیاں

دریا اور ندیاں رُوح اُلقدُس کے کام کی بوقلمونی کو پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ ہمیشہ ایک جیسے نہیں رہتے۔

" پھر عید کے آخری دن جو خاص دن ہے یسوع کھڑا ہوا۔ اور پکار کر کہا کہ اگر کوئی پیاسا ہو تو میرے پاس آ کر پیئے۔ جو مجھ پر ایمان لائے گا۔ اُس کے اندر سے جیسا کہ کتابِ مُقدّس میں آیا ہے۔ زندگی کے پانی کی ندیاں جاری ہوں گی" (یوحنا ۷: ۳۷-۳۸)۔

ایک دفعہ دنیا کے دریاؤں اور ندیوں کا ایک بڑا اجتماع ہُوا۔ اِس جلسہ کا مقصد اِس بات کا فیصلہ کرنا تھا کہ کونسا دریا سب سے بڑا کہلانے کا مستحق ہے۔ دریائے نیل نے بڑے فخریہ انداز سے کہا۔ "مَیں دنیا کا طویل ترین دریا ہوں۔ میری لمبائی چار ہزار میل ہے اِس لئے میرے بڑا ہونے پر کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہیئے"۔

جنوبی امریکہ کے دریا ایمزن Amazon نے اُچک کر کہا "نہیں نہیں مَیں دنیا کا سب سے بڑا دریا ہوں۔ مَیں ایک گھنٹہ میں چار ارب تیس کروڑ گیلن پانی بحرِ اوقیانوس میں پھینکتا ہوں"۔

یورپ کے دریا ڈینیوب DANUB نے گردن تانتے ہوئے کہا "میری تجارتی اہمیّت وافادیت کا ایک جہان گرویدہ ہے۔ ہر روز نہ جانے کتنے جہاز میرے پانیوں پر تیرتے ہوئے مال ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے ہیں۔ اِس لئے مَیں سب سے بڑا ہوں"۔

ہندوستان کا دریائے گنگا جو اب تک بڑے مومنانہ انداز میں بیٹھا تھا۔ اٹھا اور کہا "مَیں دنیا کا مُقدّس ترین دریا ہوں۔ ملک کے دور و نزدیک سے لاکھوں کی تعداد میں لوگ میرے پانیوں میں اشنان کرکے اپنے گناہوں کی نجاست اور پلیدگی سے صاف ہوتے ہیں۔ اِس لئے میرے بڑا ہونے میں کوئی شک نہیں"۔

آخر میں ایک گم نام ندی سنجیدگی اور متانت چہرے پر لئے ہوئے اُٹھی۔ اور کمال انکساری سے کہا "دوستو! مَیں نہ طویل ہوں نہ میرے پانی صاف و شفاف ہیں۔ لیکن میری زندگی کا نصب العین اپنے گردونواح کے علاقہ کو سیراب کرنا ہے۔ مَیں ہر سال اپنے کناروں سے چھلکتی ہوں۔ زمین کی زرخیزی میں ناقابلِ بیان اضافہ کرتی ہوں۔ فصلیں افراط سے اُگتی ہیں۔ لوگ سیر ہو کر کھاتے ہیں۔ اور خوشحال زندگی بسر کرتے ہیں۔

ججوں کی رائے میں یہ گمنام ندی سب سے بڑی ٹھہری۔ کیونکہ اُس نے اپنے کناروں سے چھلکنا اور اپنے آپ کو دوسروں کے لئے وقف کرنا سیکھا تھا۔

خدائے قدوس کی یہ آرزو ہے کہ ہر مسیحی رُوح اُلقدُس سے بھر جائے۔ تاکہ اُسکے چھلکنے سے گردونواح کے لوگ بہرہ اندوز ہوں۔

نمک

۱- یہ کھانے کو مزیدار اور خوش ذائقہ بناتا ہے۔

"کیا پھیکی چیز بے نمک کھائی جا سکتی ہے" (ایوب ۶ : ۶)۔

جیسے نمک کھانے کو خوش ذائقہ بناتا ہے ویسے ہی خدا کے پاک کلام کا مطالعہ ہمارے لئے پُرمعنی بناتا ہے اور ہم کلامِ مقدس کی تلاوت میں عجیب خوشی اور مسرت حاصل کرتے ہیں۔

"رُوحِ حق تم کو سچّائی کی راہ دِکھائیگا" (یوحنا ۱۶ : ۱۳)۔

۲- نمک ANTISEPTIC نہیں بلکہ ASEPTIC ہوتا ہے۔ڈاکٹر مارگن کا کہنا ہے کہ نمک نجاست کا علاج نہیں بلکہ یہ نجاست کو روکتا ہے۔گناہ کی نجاست یسوع المسیح کے بیش قیمت خون سے دُور ہوتی ہے۔ بعد ازاں رُوح القدس اِس نجاست کو زندگی میں داخل ہونے سے روکتا ہے۔

۳- نمک خالص اور آمیزش سے پاک ہوتا ہے۔ خالص نمک ہی اپنے مزے کو برقرار رکھ سکتا ہے۔ ناخالص نمک اگر دُھوپ، بارش یا نمدار جگہ میں ذخیرہ کیا جائے تو خراب ہو جاتا ہے اور اپنا مزہ کھو دیتا ہے۔ شام کا نمک اپنی آمیزشوں کے باعث جلد خراب ہو جاتا ہے۔ ہماری زندگی میں اگر گناہ کی آمیزش ہو تو رُوح القدس کام نہیں کرتا جس سے زندگی بے مزہ ہو کر رہ جاتی ہے۔اِسی لئے رسول لکھتا ہے:

"اُن میں سے نکل کر الگ رہو اور ناپاک چیز کو نہ چھوؤ تو میَں تُم کو قبول کر لوں گا" (۲-کرنتھیوں ۶ : ۱۷)۔

۴- نمک نومولود کی تقویت کا باعث ہوتا ہے۔

"اور تیری پیدائش کا حال یوں ہے کہ جس دِن تُو پیدا ہوئی تیری ناف کاٹی نہ گئی اور نہ صفائی کے لئے تجھے پانی سے غسل مِلا- اور نہ تجھ پر

نمک مَلا گیا اور تُو کپڑوں میں لپیٹی نہ گئی" (حزقی ایل ۱۶: ۴)۔

رُوحُ القُدس ایک قوّت ہے - اعمال ۱: ۸۔ یہ قوّت ہماری کمزوریوں میں ہمیں تقویت بخشتی ہے۔ پولُس رسُول ایمانداروں کو مسیح میں بچّے کہتا ہے۔ رُوحانی بچّوں کے لئے رُوحُ القُدس کی قوّت ناگزیر ہے تاکہ بچّے ہر طرح کے جراثیموں سے محفُوظ رہیں۔

۵۔ نمک پُرانے عہد نامہ کی قُربانیوں کا حِصّہ تھا۔

"اور تُو اپنی نذر کی قُربانی کے ہر چڑھاوے کو نمکین بنانا۔ اور اپنی کِسی نذر کی قُربانی کو اپنے خُدا کے عہد کے نمک بغیر نہ رہنے دینا۔ اپنے سب چڑھاووں کے ساتھ نمک بھی چڑھانا" (احبار ۲: ۱۳)۔

نئے عہد نامہ میں ہماری عبادت ہمارا چڑھاوا ہے۔ اور جب نمک یہ رُوح اور سچّائی سے پیش نہیں ہوتی خُدا کو کبھی قبول نہیں ہوتی۔

"پس اَے بھائیو مَیں خُدا کی رحمتیں یاد دِلا کر تُم سے اِلتماس کرتا ہوں کہ اپنے بدن ایسی قُربانی ہونے کیلئے نذر کرو جو زِندہ اور پاک اور خُدا کو پسندیدہ ہو، یہی تمہاری معقُول عبادت ہے" (رومیوں ۱۲: ۱)۔

۶۔ نمک عہد باندھتے وقت اِستعمال ہوتا تھا۔

"یہ خُداوند کے حضُور تیرے اور تیری نسل کے لئے نمک کا دائمی عہد ہے" (گنتی ۱۸: ۱۹)۔

نمک میں چیزیں گلنے سڑنے نہیں پاتیں، بلکہ محفُوظ رہتی ہیں۔ یہ عہد کی پُختگی کی علامت ہوتا تھا۔ اِسی طرح رُوحُ القُدس، وفاداری اور تحفّظ کا نِشان نہیں بلکہ خُود وفاداری اور تحفّظ ہے۔ یہ تحفظ ہمیشہ ایماندار کو حاصِل ہے کیونکہ رُوح ہمیشہ اُس کے ساتھ رہتا اور اُس کی راہنمائی کرتا ہے۔

چھٹا باب

رُوح القُدس کی آمد

رُوح اُلقُدس کی آمد اتفاقی امر نہ تھا - بلکہ عہدِ عتیق میں جس طرح خُداوند یسوؔع مسیح کی آمد کے بارے میں پیشین گوئیاں ملتی ہیں، اِسی طرح رُوح اُلقُدس کے سلسلہ میں متعدد اشارات ملتے ہیں - ہر دو کے مطالعہ سے یہ حقیقت غیر مبہم طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ خداوند یسوؔع مسیح اور رُوحُ القُدس کی آمد ایک دوسرے سے گہری مطابقت و مماثلت رکھتی ہیں -

۱- خداوند یسوع مسیح اپنے تجسّم سے پہلے بنی اسرائیل کے ساتھ سکونت پذیر تھے -

"اور سب نے ایک ہی رُوحانی پانی پیا - کیونکہ وُہ اُس روحانی چٹان میں سے پانی پیتے تھے - جو اُنکے ساتھ ساتھ چلتی تھی - اور وہ چٹان مسیح تھا" (۱-کرنتھیوں ۱۰: ۴) -

لوگوں میں نئی زندگی پیدا کرنے کے لئے رُوح اُلقُدس بھی ازل سے کارفرما ہے -

"اور تُو نے اپنی نیک رُوح بھی اُن کی تربیت کے لئے بخشی اور مَن کو اُن کے مُنہ سے نہ روکا۔ اور اُن کی پیاس بجھانے کو پانی دیا" (۲۔ پطرس ۱ : ۲۱)۔

۲۔ خداوند یسوع مسیح اور رُوح القُدس کی آمد پُرانے عہد نامہ کی پیشین گوئیوں کی تکمیل ہے۔ اگرچہ اوّل الذکر کے بارے میں تو کافی کچھ لکھا جا چکا ہے۔ لیکن دوسرے کے بارے میں پائی جانے والی پیشین گوئیوں سے ہمیشہ اغماض برتا گیا ہے۔

پہلی پیشین گوئی :۔

"تم میری ملامت کو سن کر باز آؤ۔ دیکھو! مَیں اپنی رُوح تم پر انڈیلوں گی مَیں تم کو اپنی باتیں بتاؤں گی" (امثال ۱ : ۲۳)۔

دوسری پیشین گوئی :۔

"تاوقتیکہ عالم بالا سے ہم پر رُوح نازل نہ ہو اور بیابان شاداب میدان نہ بنے۔ اور شاداب میدان جنگل نہ گنا جائے" (یسعیاہ ۳۲ : ۱۵)۔

تیسری پیشین گوئی :۔

"اور مَیں تم کو نیا دل بخشوں گا اور نئی رُوح تمہارے باطن میں ڈالوں گا۔ اور تمہارے جسم مَیں سے سنگین دل

کو نکال ڈالوں گا۔ اور گوشتین دل تم کو عنایت کروں گا"
(حزقی ایل ۳۹: ۲۹)۔

چوتھی پیشین گوئی :۔

"اور مَیں پھر کبھی اُن سے مُنہ نہ چھپاؤں گا کیونکہ مَیں نے اپنی رُوح بنی اسرائیل پر نازل کی ہے۔ خداوند فرماتا ہے" (یسعیاہ ۴۴: ۳)۔

پانچویں پیشین گوئی :۔

"اور اس کے بعد مَیں ہر فرد بشر پر اپنی رُوح نازل کروں گا۔ اور تمہارے بیٹے بیٹیاں نبوّت کریں گے۔ تمہارے بڈھے خواب اور تمہارے جوان رویا دیکھیں گے" (یوئیل ۲: ۲۸)۔

چھٹی پیشین گوئی :۔

"مصر سے نکلتے وقت مَیں نے تم سے جو وعدہ کیا تھا۔ اس کے مطابق میری وہ رُوح تمہارے ساتھ رہتی ہے ہمت نہ ہارو" (حجی ۲: ۵)۔

ساتویں پیشین گوئی :۔

"تب اُس نے مجھے جواب دیا کہ یہ زربابل کے لئے خُداوند

کا کلام ہے کہ نہ تو زور سے اور نہ توانائی سے بلکہ میری رُوح سے ربّ الافواج فرماتا ہے" (زکریاہ ۴: ۱۰)۔

۳۔ جس طرح خداوند یسوعؔ مسیح کی آمد کا نقیب یوحنّا بپتسمہ دینے والا تھا، اِس طرح رُوح اُلقُدس کے بارے میں مسیح یسوع نے بنفسِ نفیس تعلیم دی۔

۴۔ وقت پورا ہونے پر خُداوند یسوعؔ مسیح کو اس دنیا میں بھیجا۔
"لیکن جب وقت پورا ہو گیا تو خدا نے اپنے بیٹے کو بھیجا۔ جو عورت سے پیدا ہوا۔ اور شریعت کے ماتحت پیدا ہوا" (گلتیوں ۴: ۴)۔
عیدِ پنتکست پر خدا نے رُوح اُلقُدس نازل کیا۔
"جب عید پنتکست کا دِن آیا تو سب ایک جگہ جمع تھے" (اعمال ۲: ۱)۔

۵۔ جیسے فلسطین کے ملک میں مسیح خداوند پیدا ہوئے ویسے ہی پاک رُوح یروشلیم کی بالائی منزل میں نازل ہوا۔

۶۔ خداوند یسوعؔ مسیح کی آمد (پیدائش) پر مافوق الفطرت واقعات رونما ہوئے آسمانی لشکر کی ایک گروہ حمد و ثنا کرتی نظر آتی ہے۔
"اور خداوند کا فرشتہ اُن کے پاس آ کھڑا ہُوا۔ اور خداوند کا جلال اُن کے چوگرد چمکا اور وہ نہایت ڈر گئے" (لوقا ۲: ۹)۔
رُوحُ القُدس کے نزول کے وقت بھی عجیب و غریب

واقعات وقوع پذیر ہوئے۔

ا۔ زور کی آندھی کا سناٹا۔

ب۔ آگ کے شعلہ کی سی پھٹتی ہوئی زبانیں۔

۷۔ خداوند یسوع مسیح کی پیدائش پر غیر معمولی ستارہ اس مقام پر ٹھہر گیا جہاں وہ پیدا ہوا تھا۔

"یہاں تک کہ اُس جگہ کے اُوپر جا کر ٹھہر گیا جہاں وہ بچہ تھا" (متی ۲: ۹)۔

رُوح القُدس کے نزول پر وہ گھر جہاں وہ دُعا کر رہے تھے گونج اُٹھا۔

"سارا گھر جہاں وہ بیٹھے تھے گونج گیا" (اعمال ۲: ۲)۔

۸۔ خداوند یسوع مسیح کی آمد کی خوشخبری پہلے تھوڑے سے لوگوں کو دی گئی۔ اور بعد ازاں اُس کی علانیہ منادی کی گئی۔

خداوند یسوع نے پہلے مٹھی بھر شاگردوں پر رُوح پھونکا۔ "اور یہ کہہ کر اُن پر پھونکا اور اُن سے کہا رُوح القُدس لو" (یوحنا ۲۰: ۲۲)۔

اِس کے بعد روح کا نزول عیدِ پنتکست کے دن ہُوا۔

۹۔ خداوند یسوع مسیح کی پیدائش پر ہیرودیس بادشاہ اور یروشلیم کے لوگ گھبرا گئے۔

"یہ سن کر ہیرودیس بادشاہ اور اُس کے ساتھ یروشلیم کے سب لوگ گھبرا گئے" (متی ۲: ۳)۔

عیدِ پنتکست کے دن رُوح القدُس کا نزول دیکھ کر لوگ حیران و ششدر رہ گئے۔

"جب یہ آواز آئی تو بھیڑ لگ گئی اور لوگ دنگ ہو گئے" (اعمال ۲: ۶)۔

۱۰۔ یسعیاہ ۵۳ باب میں خداوند یسوع مسیح کو حقیر و مردود کہا گیا ہے، لیکن لوگوں نے اس بات کو قبول نہ کیا۔

رُوح القدُس کے بارے میں مرقوم ہے یعنی رُوحِ حق جسے دُنیا حاصل نہیں کر سکتی کیونکہ نہ اُسے دیکھتی اور نہ جانتی ہے" (یوحنا ۱۴: ۱۷)۔

۱۱۔ خداوند یسوع مسیح کی دعاؤں کو لوگ سمجھ نہ سکے اور اُن پر کوئی توجہ نہ دی۔ رُوح القدُس کے بارے میں لکھا ہے۔

"اور سب حیران ہوئے اور گھبرا کر ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یہ کیا ہوا چاہتا ہے" (اعمال ۲: ۱۲)۔

۱۲۔ خداوند یسوع مسیح کو شرابی کہا گیا۔

"ابنِ آدم کھاتا پیتا آیا اور وہ کہتے ہیں دیکھو کھاؤ اور شرابی ہے۔ محصول لینے والوں اور گنہگاروں کا یار۔ مگر حکمت اپنے کاموں سے راست ثابت ہوئی" (متی ۱۱: ۱۹)۔

رُوح القدُس کی آمد کے بارے میں لکھا ہے۔

"اور بعض نے ٹھٹھا کر کے کہا یہ تو تازہ مے کے نشہ میں ہیں" (اعمال ۲: ۱۳)۔

۱۳۔ جس طرح یوحنا بپتسمہ دینے والے نے مسیح کی آمد کے بارے

میں لوگوں کو تعلیم دی - اسی طرح پطرس رسول نے رُوح القدس کی تعبیر و تفسیر پیش کی -

"خداوند فرماتا ہے کہ آخری دنوں میں ایسا ہو گا کہ میں اپنے رُوح میں سے ہر بشر پر ڈالوں گا - اور تمہارے بیٹے اور تمہاری بیٹیاں نبوت کریں گے - اور تمہارے جوان بڈھے خواب دیکھیں گے" (اعمال ۲ : ۱۷) -

۱۴- خداوند نے انسان کی عظیم ضرورت (گناہوں کی معافی) کا انتظام یسوع مسیح میں کیا - رُوح القدس کا کام لوگوں کو فیوض کفارہ سے فیض یاب کرنا ہے -

۱۵- مسیح خداوند نے اپنا کام بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیا - اور اپنے باپ کا جلال ظاہر کیا -

رُوح القدس بھی اپنا کام سرانجام دے رہا ہے اور اس سے خداوند یسوع مسیح کا جلال ظاہر ہو رہا ہے -

رُوح القدس کی آمد کا مطلب

۱- یہ الٰہی عہد کی تکمیل ہے -

ا- عہدِ عتیق میں رُوح القدس کے نزول کا وعدہ بار بار دہرایا گیا ہے -

"تم میری ملامت کو سُن کر باز آؤ - دیکھو! میں اپنی

رُوح تم پر انڈیلونگی مَیں تم کو اپنی باتیں بتاؤں گی" (امثال ۱: ۲۳)۔

"... تاوقتیکہ عالمِ بالا سے ہم پر رُوح نازل نہ ہو اور بیابان شاداب میدان نہ بنے اور شاداب میدان جنگل نہ گِنا جائے" (یسعیاہ ۳۲: ۱۵)۔

"اور اِس کے بعد مَیں ہر فرد و بشر پر اپنی رُوح نازل کروں گا۔ اور تمہارے بیٹے بیٹیاں نبوت کریں گے۔ تمہارے بڈھے خواب اور جوان رویا دیکھیں گے" (یوایل ۲: ۲۸)۔

ب۔ دریائے یردن کے کنارے لوگوں کو توبہ کا پیغام دیتے ہُوئے یوحنا بپتسمہ دینے والے نے رُوحُ القُدس کا ذکر کیا۔

"مَیں تو تم کو توبہ کے لئے پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں۔ لیکن جو میرے بعد آتا ہے۔ وہ مجھ سے زور آور ہے۔ مَیں اُس کی جوتیاں اُٹھانے کے لائق نہیں۔ وہ تم کو رُوح اُلقُدس اور آگ سے بپتسمہ دے گا" (متی ۳: ۱۱)۔

ج۔ انجیلِ جلیل میں بار بار لکھا گیا ہے کہ خداوند یسوعؔ مسیح رُوح القُدس بھیجے گا۔

"اور دیکھو جس کا میرے باپ نے وعدہ کیا ہے مَیں اُس کو تم پر نازل کروں گا لیکن جب تک عالمِ بالا سے تم کو قوت کا لباس نہ ملے۔ اس شہر میں ٹھہرے رہو" (لوقا ۲۴: ۴۹)۔

"پھر عید کے آخری دن جو خاص دن ہے۔ یسوعؔ

کھڑا ہوا اور پکار کر کہا۔ اگر کوئی پیاسا ہو تو میرے پاس آ کر پیئے۔ جو مجھ پر ایمان لائے گا اس کے اندر جیسا کہ کتابِ مُقدس میں آیا ہے زندگی کے پانی کی ندیاں جاری ہونگی۔ اُس نے یہ بات اُس رُوح کی بابت کہی جسے وہ پانے کو تھے۔ جو اُس پر ایمان لائے۔ کیونکہ رُوح اب تک نازل نہ ہُوا تھا" (یوحنا ۷: ۳۷-۳۹)۔

"اور مَیں باپ سے درخواست کروں گا تو وُہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے یعنی رُوحِ حق جسے دنیا حاصِل نہیں کر سکتی۔ کیونکہ نہ اُسے دیکھتی اور نہ جانتی ہے۔ تم اُسے جانتے ہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے اور تمہارے اندر ہوگا" (یوحنا ۱۴: ۱۶-۱۷)۔

"لیکن جب وہ مددگار آئے گا جس کو مَیں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجونگا یعنی رُوحِ حق جو باپ سے صادر ہوتا ہے تو وہ میری گواہی دے گا" (یوحنا ۱۵: ۲۶)۔

"کیونکہ یوحنا نے تو پانی سے بپتسمہ دیا مگر تم تھوڑے دنوں کے بعد رُوح اُلقُدس سے بپتسمہ پاؤ گے" (اعمال ۱: ۵)۔

"لیکن جب رُوح اُلقُدس تم پر نازل ہوگا تم قوّت پاؤ گے اور یروشلیم اور تمام یہودیہ اور سامریہ میں بلکہ

زمین کی انتہا تک میرے گواہ ہو گے" (اعمال ۱:۸)۔

۲۔ یہ پُرانے عہد نامہ کی عکسی اور مثالی تصویروں کی تفسیر ہے:۔

بنی اسرائیل مختلف عیدوں کو منایا کرتے تھے۔

پہلی عید:۔

یہ عید فسح کہلاتی جو مارچ یا اپریل میں ہوتی ہے۔ یہ بنی اسرائیل کے مصر کی غلامی سے چھٹکارے کی یادگار تھی۔ اس موقع پر بھنا ہُوا گوشت بے خمیری روٹی اور کڑوی ترکاری کے ساتھ کھانے کا حکم تھا (خروج ۸:۲)۔

اِس عید کے بعد ہی سات روز تک خمیر کو گھروں سے جُدا کرنے کا حکم تھا۔ اِس لئے اس کو عید فطیر بھی کہا گیا۔ کڑوی ترکاری کھانے سے مراد یہ تھی کہ جب یہ عید منائی جائے تو گذشتہ دکھوں کو یاد کیا جائے۔ اور خمیر کو جدا کرنے سے مراد گناہ اور شرارت کو اپنے دلوں سے نکالنا تھا۔ عین عیدِ فسح کے موقع پر خداوند مسیح نے اپنی جان اسیران گناہ کے لئے صلیب پر دی۔ اور اپنے فتح مند خون کے باعث ابلیس اور گناہ سے آزادی بخشی۔ اِسی طرح عشاءِ ربانی کی رسم شیطان اور گناہ کی غلامی سے چھٹکارے کی ابدی اور دائمی یادگار ہے۔

دوسری عید:-

یہ عیدِ خیام کہلاتی ہے۔ قومِ یہود کی غریب الوطنی، بادیہ پیمائی اور دشت نوردی کی یادگار تھی۔ یہ ستمبر یا اکتوبر میں ہوتی تھی۔ اس دن وہ اپنے مسافرت کے ایام اور خیموں میں سکونت پذیری کے دوران فیوضِ الٰہی اور برکاتِ سماوی کے نزول کی یادگار مناتے تھے۔

تیسری عید:-

یہ عید مصر کی غلامی سے چھٹکارے کے پچاسویں دن منائی جاتی تھی۔ اِس لئے اس کو عیدِ پنتکست یا ہفتوں کی عید کہا جاتا۔ وہ ماہ مئی یا جون کے درمیان ہوتی۔ یہ عید دو باتوں کی ترجمان تھی۔

۱۔ مصر کی غلامی سے آزادی حاصل کرنا۔

۲۔ شریعتِ الٰہی کے نزول کی یادگار منانا۔

اِس میں یہودی لوگ اپنے گیہوں اور جَو کے پہلے پھل خُدا کے حضور نذر کرتے تھے۔

یہ عید اِس آزادی کی عکسی اور مثالی تصویر پیش کرتی ہے۔ جو رُوح اُلقدُس کے وسیلہ سے ملتی ہے۔ "کیونکہ جہاں خدا کا رُوح وہاں آزادی ہے" (۲۔کرنتھیوں ۳: ۱۷)

چنانچہ خداوند یسوؔع مسیح کے صعودِ آسمانی کے دس روز بعد رُوح اُلقدُس اِسی عید کے موقع پر نازل ہُوا۔ روحانی معنی کے اعتبار سے پہلے پھل وہ تین ہزار مرد تھے جنہوں نے اپنے آپ کو خدا کی نذر

کردیا" (اعمال ۲: ۴۱)۔

۳۔ یہ نئے عہد کا آغاز ہے :۔

یہ نیا عہد عیدِ پنتکست کے دن شروع ہوا۔ جب عیدِ پنتکست کا دن آیا تو وہ سب ایک جگہ جمع تھے کہ یکایک آسمان سے ایسی آواز آئی۔ جیسے زور کی آندھی کا سناٹا ... اور انہیں آگ کی سی پھٹتی ہوئی زبانیں دکھائی دیں اور اُن میں سے ہر ایک پر آ ٹھہریں۔ اور وہ سب رُوح القُدس سے بھر گئے۔ اور غیر زبانیں بولنے لگے۔ جس طرح رُوح نے انہیں بولنے کی طاقت بخشی" (اعمال ۲: ۱-۳)۔

یہاں "آ ٹھہریں" کے لئے انگریزی میں sat down مستعمل ہوئے ہیں۔ ان الفاظ میں کام کے آغاز اور اختتام کا احساس ملتا ہے اِس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ پاک رُوح اِس سے پیشتر نہ تھا۔ پاک رُوح خدا کی ذات کا اقنوم ہے اور ہمیشہ سے سرگرم عمل ہے۔ وہ کائنات کی تخلیق میں کار فرما تھا۔ وہ کائنات کو قائم رکھنے میں مصروف ہے۔ عہدِ عتیق اس حقیقت کا بھی نقیب ہے کہ وہ ایمانداروں کو نئی زندگی عطا کرتا رہا۔ اور اُس نے خاص خاص لوگوں کے وسیلہ سے مخصوص فرائض سرانجام دیئے۔

رُوح اُلقُدس کے نزول کے مقاصد

۱۔ خداوند یسوع مسیح کی سرفرازی کی گواہی دینا :۔

"لیکن جب وہ مددگار آئے گا جس کو مَیں تمہارے

پاس بھیجوں گا یعنی رُوحِ حق جو باپ سے صادر ہوتا ہے۔
تو وہ میری گواہی دے گا" (یوحنا ۱۵: ۲۶)۔
وہ میرا جلال ظاہر کرے گا۔ اس لئے کہ مجھ ہی سے
حاصل کر کے تمہیں خبریں دے گا" (یوحنا ۱۶: ۱۴)۔
عیدِ پنتکست کے دن رُوح القدس کا نزول مسیح یسوع کی خدمت
پر مُہر ثبت کرتا ہے۔
"پس خدا کے دہنے ہاتھ سے سربلند ہو کر اور باپ
سے رُوح القدس حاصل کر کے جس کا وعدہ کیا گیا تھا۔
اُس نے یہ نازل کیا جو تم دیکھتے اور سنتے ہو" (اعمال
۲: ۳۳)۔

۲۔ غیر نجات یافتہ انسان کو نجات کے لئے قائل کرنا۔

لیکن مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے
لئے فائدہ مند ہے۔ کیونکہ اگر مَیں نہ جاؤں تو وہ مددگار
تمہارے پاس نہ آئے گا۔ لیکن اگر مَیں جاؤں گا تو اُسے
تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ اور وہ آ کر دنیا کو گناہ
راستبازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائے
گا۔ گناہ کے بارے میں اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان
نہیں لاتے۔ راستبازی کے بارے میں اِس لئے
کہ مَیں باپ کے پاس جاتا ہوں۔ اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔
عدالت کے بارے میں اسلئے کہ دنیا کا سردار مجرم ٹھہرایا

گیا ہے" (یوحنا ۱۶: ۷-۱۱)۔

۳- ایمانداروں کو کامیاب اور مؤثر گواہی کے لئے تیّار کرنا

"لیکن جب رُوح القدس تم پر نازل ہوگا تو تم قوّت پاؤ گے۔ اور یروشلیم اور تمام یہودیہ اور تمام سامریہ میں بلکہ زمین کی انتہا تک میرے گواہ ہوگے"

(اعمال ۱: ۸)۔

رُوح القدس ایماندار کو کامیاب اور مؤثر گواہی کے لئے تیار کرتا ہے۔ اِس قوت کے بغیر خدمت بے پھل اور لاحاصل رہتی ہے۔ رُوح القدس کی قوت ہی تو دنیا پر ثابت کرتی ہے کہ ایماندار خدا کا نمائندہ ہے۔ پولس رسول نے اُس الٰہی قوّت سے ملبّس ہو کر عجیب کام اور معجزات کئے تو لوگوں پر یہ ثابت ہو گیا کہ وہ خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہے۔ "رسول ہونے کی علامتیں کمال صبر کے ساتھ نشانوں اور عجیب کاموں اور معجزوں کے وسیلہ سے تمہارے درمیان ظاہر ہوئیں" (۲-کرنتھیوں ۱۲: ۱۲)۔

رسولی زمانے کے مسیحی فن تقریر اور منطقی دلائل سے لوگوں کو قائل کرنے کی کوشش نہ کرتے تھے۔ بلکہ رسول لکھتا ہے "اور میں کمزوری اور خوف اور بہت تھرتھرانے کی حالت میں تمہارے پاس رہا اور میری تقریر اور میری منادی میں حکمت کی لبھانے

والی باتیں نہ تھیں۔ بلکہ روح اور قدرت سے ثابت ہوتی تھیں۔ تاکہ تمہارا ایمان انسان کی حکمت پر نہیں بلکہ خدا کی قدرت پر موقوف ہو" (۱۔کرنتھیوں ۲: ۳-۵)۔

۴۔ لوگوں کو تابع فرمان بنانا:۔

"کیونکہ مجھے اور کسی بات کرنے کی جرأت نہیں۔ سوا اُن باتوں کو جو مسیح نے غیر قوموں کے تابع کرنے کے لئے قول اور فعل سے نشانوں اور معجزوں کی طاقت سے اور رُوح القدُس کی قدرت سے میری وساطت سے کیں" (رومیوں ۱۵: ۱۸)۔

۵۔ خُداوند یسوؔع مسیح کا قائم مقام ہونا:۔

"اور مَیں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے یعنی رُوحِ حق جسے دنیا حاصِل نہیں کر سکتی۔ کیونکہ نہ اُسے دیکھتی اور نہ جانتی ہے۔ اور تم اُسے جانتے ہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ رہتا اور تمہارے اندر ہوگا"۔ (یوحنّا ۱۴: ۱۶-۱۷)۔

۶۔ خُداوند یسوؔع مسیح کے مقصد کو ترقی دینا:۔

رُوح القدُس کے نزول کا مقصد اُس مقصد کو ترقی دینا تھا،

جس کے پیشِ نظر مسیح یسوع نے اپنی خدمت کا آغاز کیا۔
" وہ میرا جلال ظاہر کرے گا" (یوحنا ۱۶: ۱۴)۔

۷۔ خادموں کو قوّت کا لباس مہیّا کرنا:۔

" اور دیکھو جسکا میرے باپ نے وعدہ کیا ہے۔ میں اُسکو تم پر نازل کرونگا۔ لیکن جب تک عالم بالا سے تم کو قوت کا لباس نہ ملے اس شہر میں ٹھہرے رہو" (لوقا ۲۴: ۴۹)۔
" خداوند خدا کی رُوح مجھ پر ہے کیونکہ اُس نے مجھے مسح کیا۔ تاکہ حلیموں کو خوشخبری سناؤں۔ اس نے مجھے بھیجا ہے کہ شکستہ دلوں کو تسلی دوں۔ قیدیوں کو رہائی اور اسیروں کے لئے آزادی کا اعلان کروں" (یسعیاہ ۶۱: ۱)۔

ساتواں باب

رُوح القُدس اور کلام

رُوح القُدس کے کام کی تفہیم کے لئے اِس حقیقت سے آگاہی لازمی ہے کہ انبیاء رُوح القُدس کے طفیل نبوت کرتے تھے اور بائبل مقدس کے مطابق نبی نہ صرف بندۂ خدا تھا بلکہ ایک ایسا انسان تھا جس میں خدا کا رُوح کارفرما ہوتا تھا۔ پاک رُوح الفاظ سے اور الفاظ کی مدد کے بغیر بھی انبیاء کو الٰہی پیغام دیتا۔

"جب اُس نے مجھے یوں کہا تو روح مجھ میں داخل ہوئی اور مجھے پاؤں پر کھڑا کیا۔ تب مَیں نے اُس کی سنی جو مجھ سے باتیں کرتا تھا" ا

"تب رُوح مجھ میں داخل ہوئی اور اُس نے مجھے میرے پاؤں پر کھڑا کیا اور مجھ سے ہمکلام ہو کر فرمایا کہ اپنے گھر جا اور دروازہ بند کر کے اندر بیٹھ" (حزقی ایل ۳:۲۴)۔

"تو بھی تو بہت برسوں تک اُن کی برداشت کرتا رہا اور اپنی رُوح سے اپنے نبیوں کی معرفت اُن کے خلاف گواہی دیتا رہا تو بھی انہوں نے کان نہ لگایا" (نحمیاہ ۹:۳۰)

"خداوند خدا کی رُوح مجھ پر ہے کیونکہ اُس نے مجھے مسح کیا تا کہ حلیموں کو خوشخبری سناؤں۔ اُس نے مجھے بھیجا ہے کہ شکستہ دلوں کو تسلی دوں۔ قیدیوں کے لئے رہائی اور اسیروں کے لئے آزادی کا اعلان کروں" (یسعیاہ ۱:۶۱)۔

"پس جس طرح کہ رُوح اُلقدس فرماتا ہے۔ اگر تم اُس کی آواز سُنو" (عبرانیوں ۳ : ۷)۔

"پس مَیں تمہیں جتاتا ہوں کہ جو کوئی خدا کی رُوح کی ہدایت سے بولتا ہے وہ نہیں کہتا کہ یسوؔع ملعون ہے اور نہ کوئی رُوح القدس کے بغیر کہہ سکتا ہے کہ یسوؔع خداوند ہے" (۱۔کرنتھیوں ۱۲ : ۳)۔

خُدا کا ادراک اور الفاظ کا استعمال

بسا اوقات الفاظ انسان کے مافی الضمیر کو بیان کرنے میں قاصر رہتے ہیں۔ زندگی کے گہرے اور ولولہ انگیز تجربات کو الفاظ میں قلم بند نہیں کیا جا سکتا۔ پھر بھلا خدا کے ادراک میں یہ الفاظ کہاں تک ممد و معاون ہو سکتے ہیں۔ ایسی صورت حال میں خدا کا صحیح ادراک اِسی صورت ممکن ہے کہ ہمارا اس کے ساتھ براہ راست رابطہ ہو۔ تاہم الفاظ کی اہمیت و افادیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

۱۔ الفاظ ہمارے گرد و پیش کی چیزوں کی تخلیق نہیں کرتے بلکہ جب ہم چیزوں کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں تو یہ اُن کو واضح کرنے میں مدد کرتے ہیں۔

۲- یہ سچ ہے کہ انسان کے زندگی کے بارے میں بنیادی تجربات میں الفاظ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ جبلتیں جو جسمانی لحاظ سے ہمیں زندہ رکھتی ہیں۔ انہیں الفاظ کی ضرورت نہیں ہوتی۔

۳- الفاظ استعمال کرنا خدا کا وصف ہے۔ داستانِ تخلیق میں کئی بار مرقوم ہے "خدا نے کہا" انسان چونکہ اشرف المخلوقات ہے اس لئے الفاظ کا استعمال ایک ایسی خوبی ہے جو انسان کو حاصل ہے۔

۴- الفاظ حقیقی چیزوں کی علامات اور نشانات ہیں۔ ان کا کام حقیقت کو ہمارے ذہنوں میں لانا ہے لیکن اس امر میں الفاظ ہمیں براہِ راست شریک نہیں کرتے ہیں۔ ورنہ جتنی دفعہ میں اپنی تحریر میں لفظ "شیر" لکھوں ایک شیر کو وہاں ظاہر ہو جانا چاہیئے۔

۵- الفاظ تو سڑک پر دیئے ہوئے اشاروں کی مانند ہوتے ہیں۔ جو منزل کی طرف رہنمائی کرتے ہیں یعنی منزل پر پہنچنے میں ہماری سوچ اور عمل کی رہنمائی کرتے ہیں۔

جس طرح سڑک پر لگے ہوئے کسی غلط اشارے سے، ہم اشاروں کی اہمیت و افادیت کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ اسی طرح الفاظ کو فضول نہیں کہا جا سکتا۔

۶- الفاظ کی مدد سے ہم کائنات سے پرے جھانک سکتے ہیں۔

۷- الفاظ اور خیالات کا آپس میں وہی تعلق ہے جو جسم اور روح کا ہے۔

۸- الفاظ کے بغیر کائنات بے معنی اور کھوکھلی سی ہوجاتی ہے۔

لوگاس

یونانی زبان میں لفظ کے لئے "لوگاس" استعمال ہوتا ہے۔ بائبل مُقدس میں یہ لفظ مسیحی پیغام کا مترادف نظر آتا ہے۔ مرقس ۲:۲، مرقس ۴: ۱۴- اعمال ۱۴ :۲۵- لوقا ۱:۵، ۱۱: ۲۸؛ یوحنا ۱۰: ۳۵- اعمال ۴: ۳۱، ۶: ۷، ۱۳: ۴۴؛ ۱- کرنتھیوں ۱۴: ۳۶؛ عبرانیوں ۱۳: ۷؛ ۱- تھسلنیکیوں ۴: ۱۵؛ ۲- تھسلنیکیوں ۳: ۱؛ کلسیوں ۳: ۱۶

لوگاس کا کام

۱- لوگاس مجرم ٹھہراتا ہے۔

"جو مجھے نہیں مانتا اور میری باتوں کو قبول نہیں کرتا اس کا ایک مجرم ٹھہرانے والا ہے یعنی جو کلام مَیں نے کیا آخری دِن وہی اُسے مجرم ٹھہرائے گا" (یوحنا ۱۲: ۴۸)۔

۲- لوگاس پاک کرتا ہے۔

"اب تم اُس کلام کے سبب سے جو مَیں نے تم سے کیا پاک ہو" (یوحنا ۱۵: ۳)۔

"اِس لئے کہ خدا کے کلام اور دُعا سے پاک ہوجاتی ہے" (۱- تیمتھیس ۴: ۵)۔

۳- لوگاس کے باعث ایمان پیدا ہوتا ہے۔

"مگر کلام کے سننے والوں میں سے بہتیرے ایمان

لائے...'' (اعمال ۴:۴)۔

۴۔ لوگاس نئی پیدائش کا رکن ہے۔

''کیونکہ تم فانی تخم سے نہیں بلکہ غیر فانی سے خدا کے کلام کے وسیلہ سے جو زندہ اور قائم ہے نئے سرے سے پیدا ہوئے ہو...'' (۱۔پطرس ۱:۲۳)۔

لوگاس کے بارے میں انجیلِ جلیل کے ارشادات

۱۔ یہ سنا جانا چاہیئے۔

متی ۱۳:۲۰؛ اعمال ۱۳:۷، ۱۳:۴۴

۲۔ یہ قبول کیا جانا چاہیئے۔

لوقا ۱۸:۱۳؛ یعقوب ۱:۲۱؛ اعمال ۸:۱۴؛ ۱۱:۱، ۱۷:۱۱

۳۔ اس کو سنبھالے رکھنا چاہیئے۔

لوقا ۸:۱۵

۴۔ اس پر قائم رہنا چاہیئے۔

یوحنا ۸:۳۱

۵۔ اس پر عمل کرنا چاہیئے۔

یوحنا ۸:۵۱؛ ۱۴:۲۳؛ ۱۔یوحنا ۲:۵؛ مکاشفہ ۳:۸؛ یعقوب ۱:۲۲۔

۶۔ اس کی گواہی دینی چاہیئے۔

اعمال ۸:۲۵

۷۔ اس کی خدمت کرنی چاہیئے۔

اعمال ۶ : ۴

۸۔ اس کا اعلان کرنا چاہیئے۔

۲۔ تیمتھیس ۴ : ۲، اعمال ۵ : ۳-۶؛ اعمال ۱۷ : ۱۳

۹۔ یہ کمال دلیری سے سنایا جانا چاہیئے۔

اعمال ۴ : ۲۹

۱۰۔ یہ سکھایا جانا چاہیئے۔

اعمال ۱۸ : ۱۱

۱۱۔ اس کو مصائب میں استعمال کرنا چاہیئے۔

۱۔ تھسلنیکیوں ۱ : ۶؛ مکاشفہ ۱ : ۹

مسیحی پیغام

۱۔ یہ خوشخبری کا پیغام ہے۔

اعمال ۱۵ : ۷

۲۔ یہ سچائی کا پیغام ہے۔

یوحنا ۱۷ : ۷؛ افسیوں ۱ : ۱۳؛ یعقوب ۱ : ۸

۳۔ یہ زندگی کا پیغام ہے۔

فلپیوں ۲ : ۱۶

۴۔ یہ راستبازی کا پیغام ہے۔

عبرانیوں ۵ : ۱۳

۵ - یہ بھلائی کا پیغام ہے -
۲ - کرنتھیوں ۵ : ۱۹
۶ - یہ نجات کا پیغام ہے -
اعمال ۱۳ : ۲۶
۷ - یہ صلیب کا پیغام ہے -
۱ - کرنتھیوں ۱ : ۱۸

لوگاس کا تکنیکی استعمال

یوحنا نے لوگاس کا تکنیکی استعمال کیا ہے - جب اُس نے لکھا

"ابتدا میں کلام تھا - کلام خُدا کے ساتھ تھا اور کلام ہی خدا تھا" (یوحنا ۱ : ۱

بعض علما کا خیال ہے کہ یوحنا اور دوسرے انبیاء نے یونانی فلسفہ سے متاثر ہو کر کلمتہ اللہ کا تصوّر پیش کیا - لیکن یہ مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر غلط ہے -

۱ - یونانی فلاسفر کلمتہ اللہ کو ایک قوّت خیال کرتے ہیں جو اشیاء کائنات میں جاری و ساری ہے - لیکن یوحنا اور دیگر انبیاء اس کو ایک شخصیت قرار دیتے ہیں -

۲ - یونانی فلاسفر کلمتہ اللہ کے صدور کے تو قائل ہیں - لیکن اسے کائنات اور خدا کا درمیانی نہیں مانتے -

۳ - یونانی فلاسفر کلمتہ اللہ کو کائنات کا ذریعۂ تخلیق نہیں

مانتے لیکن یوحنا اور یہودی انبیاء اسے کائنات کا ذریعۂ تخلیق مانتے ہیں۔ یونانی فلاسفر صدورِ کائنات کے قائل ہیں نہ کہ تخلیقِ عالم کے وہ کلمتہ اللہ کو عقلِ اوّل کہتے ہیں۔

۴۔ یونانی فلاسفروں کے نزدیک کلمتہ اللہ واحد مطلق نہیں بلکہ وہ عقول عشرہ کے قائل ہو کر اُن کے صدور کے قائل ہیں۔ یہودی انبیاء اور یوحنا کلمتہ اللہ کو واحد مطلق مانتے ہیں۔

۵۔ یونانی فلاسفر کلمتہ اللہ کا سریان کائنات میں مان کر نظریۂ وحدت الوجود کی تائید کرتے ہیں۔ یہودی انبیاء اور عہد جدید کے رسل ہر شے سے کلمتہ اللہ کا ظہور مانتے ہیں۔

کلام اور پاک رُوح کا باہمی تعلق

طفلِ مکتب ہو یا نوجوان تاجر، سیاستدان ہو یا سائنسدان، فنکار ہو یا سپاہی، ادیب ہو یا شاعر سب کسی مافوق الفطرت قائد کی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں۔ جو اِس گناہ بھری دنیا میں اُنکی ہدایت راہنمائی کر سکے۔ اس سلسلہ میں دو باتیں نہایت ضروری ہیں۔

ا۔ سچائی۔

ب۔ سچائی کو دیکھنے والی آنکھ۔

کلامِ مُقدس ہمیں سچائی دکھاتا ہے۔ اور خدا کا پاک رُوح ہمیں اس کو سمجھنے کی قوت عطا کرتا ہے۔ مُقدس صحائف اور نیا عہدنامہ رُوح اُلقدُس کی قوت کے طفیل حیطۂ تحریر میں آئے ہیں۔

"کیونکہ نبوت کی کوئی بات آدمی کی خواہش سے کبھی نہیں ہوئی بلکہ آدمی رُوح اُلقدُس کی تحریک کے سبب سے خدا کی طرف سے بولتے تھے" (۲- پطرس ۱: ۲۱)-

یہاں تین باتوں کو پیش نظر رکھنا چاہیئے -

۱- پرانے عہد نامہ کے انبیاء نے اعلانیہ کہا "خُدا کا کلام مجھ پر نازل ہوا" خُداوند نے فرمایا-

۲- نئے عہد نامہ کے مصنفین نے اس بات کی تصدیق کی کہ مُقدس صحائف کے ضبطِ تحریر میں آتے وقت رُوحُ القُدس کارفرما تھا- عبرانیوں ۳: ۷؛ اعمال ۱: ۱۶؛ ۲- تمیتھیس ۳: ۱۶

۳- عہدِ جدید کے طرزِ تحریر اور الفاظ کے استعمال سے ظاہر ہوتا ہے کہ کلامِ مُقدّس کے حیطۂ تحریر میں آتے وقت خدا کا رُوح کارفرما تھا-

---

کلامِ مُقدّس کے ضبطِ تحریر میں آنے کے بارے میں نظریات

۱۔ پہلے نظریہ کے مُطابق کلامِ مُقدّس کے مُصنّفوں نے وُہی الفاظ لِکھے جو خُدا کے رُوحُ القدُس نے لکھوائے۔ مُصنّف صِرف خُدا کے اِملا نویس تھے۔ خُدا نے اپنے خیالوں کو اپنے الفاظ میں لِکھوایا، مُصنّفین کی ذہنی قابلیّتوں کو اس میں سرِمُو بھی دخل نہ تھا۔ لیکن کلامِ مُقدّس کا مُطالعہ اِس حقیقت کا نقیب ہے کہ مُصنّفین محض اِملا نویس نہ تھے بلکہ اُنہوں نے بعض باتیں تحقیق کر کے ٹھیک ٹھیک لِکھیں۔

"اے مُعزّز تھیُفلُس ہمیں نے تمام باتوں کا سِلسلہ ٹھیک ٹھیک معلُوم کر کے تیرے لئے لِکھا تاکہ تُو ایمان میں مضبُوط ہو"

(اعمال ۱:۱)۔

بعض اَوقات مُصنّفین نے مخابع کا بھی ذِکر کیا۔

"اور سُلیمان کے باقی کام شرُوع سے آخر تک کیا وہ ناتن نبی کی کتاب میں سیلانی اخیاہ کی پیش گوئی میں اور عیدو غیب بین کی روایتوں کی کتاب میں مندرج نہیں ہیں" (۲۔ تواریخ ۹: ۲۹)۔

۲۔ دُوسرے نظریہ کی رُو سے کتابِ مُقدّس کی مختلف کتابوں کی تیاری میں رُوحُ القُدس کا کوئی براہ راست تعلق نہ تھا۔ لِکھنے سے مُصنّفین رُوحُ القدس سے مُنوّر ہوئے اور یہ مُنوّر ہونا مُصنّفوں کی مُستقل خاصیّت تھی۔ لیکن اِس نظریہ کے مُطابق کلامِ مُقدّس میں غلطی کا اِمکان ہو سکتا ہے جس سے کلامِ مُقدّس فوق الفطرت خاصیت کھو دیتا ہے۔

۳۔ تیسرے نظریہ کے مُطابق رُوحُ القدُس نے مُصنّفوں کے خیالات کو متاثر کیا لیکن الفاظ کو نہیں۔ مگر اِس نظریہ کا تاریک پہلو یہ ہے کہ خیالات الفاظ سے

الگ نہیں کئے جا سکتے بلکہ الفاظ خیالات کے مظہر ہوتے ہیں۔

۴۔ چوتھا نظریہ عقلیت پسند لوگوں کی اختراع ہے۔ اس کی رُو سے کلامِ مُقدّس کے کچھ حصے الہامی ہیں اور کچھ غیر الہامی۔ اس میں رُوح القدس کے کام کی نفی ہوتی ہے اور کلامِ مقدس کا تقدس پائمال ہوتا ہے۔

۵۔ پانچویں نظریہ کے مُطابق کتابِ مقدس کے مُصنّفین نہ صرف املانویس تھے بلکہ خُدا نے مُصنّفین کو اُن کی اصلی شخصیت کو برقرار رکھتے ہوئے استعمال کیا یعنی اُس نے اُن کے ذخیرۂ الفاظ اور مُحاورات کو استعمال کیا۔ رُوح القدس کے باعث اُن کے ذہنوں کو روشن کیا اور لکھنے کی ترغیب دی گُناہ کا جو اثر اُن کی تحریر کو متاثر کر سکتا تھا اُس کو روکے رکھا۔ خُدا کے رُوح نے الفاظ کے انتخاب اور خیال کو پیش کرنے کے ڈھنگ میں اُن کی ہدایت و راہنمائی کی۔

آخر میں اس سلسلہ میں ڈاکٹر اے۔ ایچ سٹرونگ کا بیان قابلِ غور ہے۔

"پاک نوشتوں کے مُصنّفین کے ذہنوں پر خُدا کے رُوح کا ایسا اثر ہُوا جس نے اُن سے بتدریج مکاشفہ لکھوایا اور جب تمام مکاشفہ کی ایک ساتھ اُسی رُوح میں تفسیر کی جاتی ہے جس رُوح نے اُنہیں الہام دیا تو اس سے مُتلاشیانِ حق کی یسوع المسیح تک راہنمائی ہوتی ہے۔"

(سسٹیمٹک تھیالوجی صفحہ ۱۹۶)

۴۔ یسوع المسیح نے عہدِ عتیق سے اقتباس کر کے اس بات پر مُہر ثبت کر دی کہ پاک نوشتے پاک رُوح کی قدرت سے ضبطِ تحریر میں آئے۔

۵۔ پولُس اپنے خطوط کے بارے میں رقمطراز ہے کہ وہ رُوح القدس کے باعث لکھے گئے۔

(۱-کرنتھیوں ۲: ۱۳؛ ۲-کرنتھیوں ۱۳: ۳؛ ۲-تیمتھیس ۳: ۱۰)

۶۔ پطرس رسُول نے پرانے عہد نامہ اور مکاتیب کے بارے میں لکھا کہ وہ خُدا کے رُوح کے باعث لکھے گئے۔ (۲-پطرس ۱: ۲۰-۲۱؛ ۳: ۱۵-۱۶)

۷۔ بائبل مُقدس کی مُتعدد پیشنگوئیاں پُوری ہو چکی ہیں۔ مثلاً "مسیح کی آمد"، "بابل کی اسیری" اور "واپسی" اور "یروشلیم کی بربادی" جو ۷۰ء میں وقوع پذیر ہُوئی۔

کلمتہ اللہ میں رُوح القدس

۱۔ وُہ رُوح القدس کی قدرت سے پیدا ہُوا (لوقا ۱: ۳۵؛ متی ۱: ۲۰)۔

۲۔ اُس نے رُوح القدس کا مسح حاصل کیا (یوحنا ۵: ۱۹؛ لوقا ۴: ۱۸؛ اعمال ۱۰: ۳۸؛ احبار ۸: ۱۲؛ ۱-سموئیل ۱۶: ۱۲-۱۳؛ یسعیاہ ۱۱: ۱۲؛ ۴۲: ۱؛ ۶۱: ۱)۔

۳۔ کلمتہ اللہ پر رُوح القدس کی مُہر تھی (یوحنا ۶: ۲۷)۔

۴۔ رُوح القدس کلمتہ اللہ میں اقامت گزین تھا (یوحنا ۲: ۱۹؛ ۱: ۳۳)۔

۵۔ وُہ رُوح سے معمور تھا (یوحنا ۳: ۳۴؛ لوقا ۴: ۱)۔

۶۔ وُہ رُوح القدس کی قوت سے مُلبّس تھا (یوحنا ۷: ۳۸؛ لوقا ۴: ۱۴؛ اعمال ۱۰: ۳۸؛ متی ۱۲: ۲۸)۔

۷۔ وُہ رُوح القدس کی ہدایت و راہنمائی میں چلتا تھا (لوقا ۴: ۱۲؛ یوحنا ۸: ۲۹)۔

۸۔ اُس کی زندگی سے رُوح کا پھل نمایاں تھا (گلتیوں ۵: ۲۲؛ لوقا ۱۰: ۲۱)۔

۹۔ کلمتہ اللہ نے رُوح القدس کے باعث کفارہ دیا (عبرانیوں ۹: ۱۴)۔

۱۰۔ وُہ رُوح القدس کے طفیل مُردوں میں زندہ ہُوا (رومیوں ۸: ۱۱)۔ (وضاحت کے لئے دیکھئے رومیوں ۱: ۴؛ ۱-تیمتھیس ۳: ۱۶)

آٹھواں باب

نئی پیدائش اور رُوح میں چلنا

نئی پیدائش خُدا کا ایسا فعل ہے جس کے ذریعے نئی زندگی کا انسان میں ڈالا جاتا ہے اور رُوح کا طبعی میلان پاک ہو جاتا ہے۔ اِس پاک میلان کا پہلا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نوزاد انسان نیکی کرنے لگتا ہے جس طرح جسمانی پیدائش ایک تجربہ ہے نئی پیدائش بھی ایک تجربہ ہے جسمانی پیدائش ظاہری اور دیدنی ہے۔ لیکن نئی پیدائش باطنی اور نادیدنی ہے۔ جسمانی پیدائش جسم کے وسیلہ سے ہے تو روحانی (نئی) پیدائش رُوح کے باعث عمل میں آتی ہے۔

جسمانی زندگی کا انحصار دو باتوں پر ہوتا ہے۔

۱۔ سانس کی درآمد۔

۲۔ سانس کی برآمد۔

روحانی زندگی کا دار و مدار بھی اِسی اصُول پر ہے۔

۱۔ درآمد۔

روحانی زندگی میں اِس سے مراد ایمان کے وسیلہ سے اپنے آپکو

خدا کے رُوح کے لئے مخصوص کرنا ہے۔

۲۔ برآمد۔

اپنے گناہوں کا اقرار کر کے اُن کو ترک کرنا اقرار کے لئے عبرانی زبان میں لفظ HOMOLOGEO آیا ہے جس کا مطلب میثاق یا معاہدہ ہے۔

اس میثاق کی تین شرائط ہیں۔

۱۔ اُن افعال و اعمال کا اقرار جو خداوند کی نظر میں ناپسندیدہ تھے۔

۲۔ کفارۂ مسیح کو اپنے شخصی گناہوں کا کفارہ سمجھنا۔

۳۔ توبہ

نئی پیدائش کیا ہے۔

۱۔ یہ نیا مخلوق ہے۔

"اگر کوئی مسیح میں ہے تو وہ نیا مخلوق ہے پُرانی چیزیں جاتی رہیں دیکھو وہ نئی ہو گئیں"۔ (۲۔کرنتھیوں ۵: ۱۷)۔

۲۔ یہ موت سے نکل کر زندگی میں داخل ہونا ہے۔

"ہم جانتے ہیں کہ موت سے نکل کر زندگی میں داخل ہو گئے۔ کیونکہ ہم بھائیوں سے محبّت رکھتے ہیں۔ جو محبّت

نہیں رکھتا وہ موت کی حالت میں رہتا ہے" (۱-یوحنا ۳ : ۱۴) -

" اُس نے تمہیں بھی زندہ کیا۔ جب اپنے قصوروں اور گناہوں کے سبب مُردہ تھے۔ مگر خدا نے اپنے رحم کی دولت سے اس بڑی محبت کے سبب سے جو اس نے ہم سے کی جب قصوروں کے سبب سے مُردہ تھے تو ہم کو مسیح کے ساتھ زندہ کیا" (افسیوں ۲ : ۱، ۴، ۵)

۳- یہ نئی عقل حاصِل کرنا ہے -

" اِس جہاں کے ہم شکل نہ بنو۔ بلکہ عقل نئی ہو جانے سے اپنی صورت بدلتے جاؤ، تاکہ خُدا کی نیک اور پسندیدہ اور کامل مرضی تجربہ سے معلوم کرتے رہو" (رومیوں ۱۲ : ۲) -

۴- یہ نئی طبیعت حاصل کرنا ہے -

" اُس نے ہم سے قیمتی اور نہایت بڑے وعدے کئے تاکہ اُن کے وسیلہ سے تم اِس بڑی خرابی سے چھوٹ کر جو دنیا میں بُری خواہش کے سبب سے ہے ذاتِ الٰہی میں شریک ہو جاؤ۔"

(۲-پطرس ۱ : ۴) -

نئی پیدائش کی ضرورت

۱- نئی پیدائش کی ضرورت عالمگیر ہے۔

"جب تک کوئی نئے سرے سے پیدا نہ ہو وہ خدا کی بادشاہی کو دیکھ نہیں سکتا" (یوحنا ۳: ۳)۔

"کیونکہ نہ ختنہ کچھ چیز ہے نہ نامختونی۔ بلکہ نئے سرے سے مخلوق ہونا" (گلتیوں ۶: ۱۵)۔

۲- انسان کی گناہ آلودہ حالت نئی پیدائش کا تقاضا کرتی ہے۔

"جو جسمانی ہیں وہ خدا کو دیکھ نہیں سکتے ہیں" (رومیوں ۸: ۸)۔

۳- خدا کی پاکیزگی نئی پیدائش کا تقاضا کرتی ہے۔

نئی پیدائش کی ضرورت اِس بات سے بھی ظاہر ہے کہ انسان گنہگار ہے اور خدا کی شریعت کا تقاضا پاکیزگی ہے۔ اور بغیر پاکیزگی کے خدا کے ساتھ شراکت ناممکن ہے۔ لیکن گناہ کے سبب سے انسان کی حالت اس کے بالکل برعکس ہے وہ نجاست سے

بھری ہوئی ہے۔ اور اسے ایک اندرونی تبدیلی کی ضرورت ہے، یہی نئی پیدائش ہے۔

نئی پیدائش کیسے حاصل ہوتی ہے۔

ایک مکتبِ فکر کے مطابق نوزادگی انسانی مرضی کا کام ہے۔ بعض حق کے پیش کئے جانے کو نئی پیدائش سے تعبیر کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ رُوح القُدس کا کام ہے۔ یوحنا ۱: ۱۳؛ اعمال ۱۶: ۱۴؛ رومیوں ۹: ۱۶؛ فلپیوں ۲: ۱۳

خُدا پاک رُوح کے وسیلہ سے کِسی گنہگار کو نوزادگی بخشتا ہے

"اُس نے ہم کو نجات دی مگر راستبازی کے کاموں کے سبب سے نہیں جو ہم نے خود کئے بلکہ اپنی رحمت کے مطابق نئی پیدائش کے غسل اور رُوح القدس سے ہمیں نیا بنانے کے وسیلہ سے" (ططس ۳: ۵)۔

شرائط

۱۔ کلامِ مُقدّس :-

"اُس نے اپنی مرضی سے ہمیں کلامِ حق کے وسیلہ سے

پیدا کیا۔ تاکہ اُس کی مخلوقات میں سے ہم ہر ایک کے پہلے پھل ہوں"۔ (یعقوب ۱: ۱۶)

"کیونکہ تم سب فانی تخم سے نہیں، بلکہ غیر فانی سے خدا کے کلام کے وسیلہ سے جو زندہ اور قائم ہے۔ نئے سرے سے پیدا ہوئے ہو" (۱۔ پطرس ۱: ۲۳)۔

۲۔ ایمان :۔

"کیونکہ تم مفت ایمان کے وسیلہ سے جو یسوعؔ مسیح ہے خدا کے فرزند ہو" (گلتیوں ۳: ۲۶)۔

"لیکن جتنوں نے اُسے (مسیح) قبول کیا۔ اُس نے انہیں خدا کے فرزند بننے کا حق بخشا یعنی انہیں جو اُسکے نام پر ایمان لاتے ہیں۔ اور وہ نہ خون سے نہ جسم کی خواہش سے نہ انسان کے ارادہ سے بلکہ خدا سے پیدا ہوئے" (یوحناؔ ۱: ۱۲-۱۳)۔

نوزادگی کے بارے میں نظریات

۱۔ پلاگیسؔ کا نظریہ :۔

چوتھی صدی کے آخر اور پانچویں صدی کے آغاز میں پلاگیس ایک راہب تھا۔ یہ اگسٹن کا مخالف تھا۔ جس نے اِس عقیدہ سے انکار کیا کہ گناہ آدم کی وجہ سے انسان کی سرشت میں موجود

ہے۔ اس نظریہ کے مطابق انسان کی اپنی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ گناہ کرے یا نہ کرے۔ نوزادگی کا مطلب یہ ہے کہ کوئی آدمی جو پہلے اپنی مرضی سے شریعت کی نافرمانی کرتا تھا، اب وہ اپنی مرضی سے فرمانبرداری اختیار کرتا ہے۔

۲- رومن کیتھولک نظریہ

اِس نظریے کے مطابق نوزادگی بپتسمہ کے ذریعے سے ہوتی ہے۔ ایک بار نوزادگی پانے کے بعد انسان اسے کھو بھی سکتا ہے۔

۳- آرمینیئن نظریہ

اِس کے مطابق نوزادگی نہ صرف خدا کا کام ہے بلکہ انسان کا بھی۔ یہ انسان کے اختیار میں ہے کہ وُہ ان الٰہی تاثیروں سے تعاون کرے جو حق کے ذریعے سے کام کرتی ہیں۔ مستزاد یہ کہ نوزادگی کا فضل کھویا بھی جا سکتا ہے۔

۴- حقیقی نظریہ

نوزادگی خدا کا ایک فعل ہے جس کے ذریعے نئی زندگی کا اصول انسان میں ڈالا جاتا ہے۔ اور روح کا طبعی میلان پاک ہو جاتا ہے۔ اس پاک میلان کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نوزاد انسان نیکی کی طرف راغب ہوتا ہے۔ رومیوں ۱۲: ۲؛ افسیوں ۱: ۱۸؛ کلسیوں ۳: ۱۰۔ یہ ایک تبدیلی ہے جو تحت شعوری زندگی میں

وقوع پذیر ہوتی ہے۔ یہ ممکن ہے کہ انسان کو پتہ نہ ہو کہ تبدیلی ہو گئی اور وہ بعد میں اس کے نتائج سے اس کو پہچانے۔

نئی پیدائش کے محاصل

۱۔ اِنسان خُدا کا فرزند بنتا ہے:۔

"لیکن جتنوں نے اُسے قبول کیا اُس نے اُنہیں خُدا کے فرزند بننے کا حق بخشا یعنی اُنہیں جو اُس کے نام پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ نہ خون سے نہ جسم کی خواہش سے نہ انسان کے ارادہ سے بلکہ خدا سے پیدا ہوئے" (یوحنا ۱۲:۱ ۔ ۱۳)۔

۲۔ نئے مخلوق میں خُدا کا رُوح سکونت کرتا ہے۔

"کیا تم نہیں جانتے کہ تم خدا کا مقدِس ہو۔ اور خدا کا رُوح تم میں بسا ہوا ہے" (۱۔کرنتھیوں ۱۶:۳)۔

"کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارا بدن رُوح اُلقدُس کا مقدِس ہے۔ جو تم میں بسا ہوا ہے۔ اور تم کو خدا کی طرف سے ملا ہے۔ اور تم اپنے نہیں" (۱۔کرنتھیوں ۱۹:۶)۔

۳۔ باطنی تبدیلی کی وجہ سے ظاہری صورت بدلتی جاتی ہے

"اِس جہان کے ہم شکل نہ بنو۔ بلکہ عقل نئی ہو جانے سے اپنی شکل بدلتے جاؤ۔ تاکہ خدا کی نیک اور پسندیدہ

اور کامل مرضی تجربہ سے معلوم کرتے رہو" (رومیوں ۱۲: ۲)-

۴- اِنسان روحانی باتوں کے خیال میں لگا رہتا ہے۔

" جو جسمانی ہیں وہ جسمانی باتوں کے خیال میں رہتے ہیں - لیکن جو روحانی ہیں وہ روحانی باتوں کے خیال میں رہتے ہیں" (رومیوں ۸: ۵)-

۵- نیا مخلوق دنیا پر غالب آتا ہے :-

" جو کوئی خدا سے پیدا ہوا- وہ دنیا پر غالب آتا ہے - اور وہ غلبہ جس سے دنیا مغلوب ہوئی ہے ہمارا ایمان ہے" (۱- یوحنا ۵: ۴)-

۶- انسان معرفت میں اپنے خالق کی صورت پر نیا بنتا ہے

" تم نے پرانی انسانیت کو اُس کے کاموں سمیت اتار ڈالا- اور نئی انسانیت کو پہن لیا- جو معرفت حاصل کرنے کے لئے اپنے خالق کی صورت پر نئی بنتی جاتی ہے" (کلسیوں ۳: ۹-۱۰)-

۷- وہ راستبازی کے کام کرتا اور بھائیوں سے محبت کرتا ہے۔

" اگر تم جانتے ہو کہ وہ راستباز ہے- تو یہ بھی جانتے ہو کہ جو کوئی راستبازی کے کام کرتا ہے وُہ اُس سے پیدا

ہوا ہے" (۱-یوحنا ۲: ۲۹)

" اَے عزیزو! آؤ ہم ایک دوسرے سے محبّت رکھیں۔ کیونکہ محبّت خدا کی طرف سے ہے۔ اور جو کوئی محبت رکھتا ہے وہ خدا سے پیدا ہوا ہے۔ اور خدا کو جانتا ہے"

(۱-یوحنا ۴: ۷)۔

رُوح میں چلنا

جسمانی پیدائش کے بعد بچّے کا جسمانی ترقی نہ کرنا والدین کے لئے تشویشناک ہوتا ہے۔ بچے نے ذرا چلنے میں دیر کی اور والدین کو تشویش لاحق ہو گئی۔ بعینہٖ جب نئی پیدائش کے بعد نیا مخلوق رُوحانی ترقی نہیں کرتا۔ تو یہ امر تشویشناک ہوتا ہے۔

رُوح میں چلنے سے مراد ایک خاص سمت کا تعین کر کے آگے کی طرف قدم بڑھانا اور بامقصد اور موثر زندگی بسر کرنا ہے۔ اس زندگی میں انسان ہر لحظہ خدا کی حضوری اور قوّت کو محسوس کرتا ہُوا اپنی منزل مقصود کی طرف بڑھتا رہتا ہے۔ اس منزل کا راستہ خداوند یسوؔع مَسیح ہے۔ جس نے کہا "راہ حق اور زندگی میں ہوں"۔ جب ہم روشنی میں چلتے ہیں تو منزل پا لیتے ہیں۔ لیکن جونہی تاریکی میں چلنے لگتے ہیں منزل کے نشان کھو بیٹھتے اور برگشتہ ہو جاتے ہیں۔ اِس راہ کی روشنی خداوند یسوؔع مسیح ہے۔ جس نے کہا "دنیا کا نُور میں ہوں جو میری پیروی کرے گا۔ اندھیرے میں نہ چلے گا"۔

رُوح میں چلنے کی شرائط

۱- گُناہ سے علیٰحدگی کا تجربہ :-

پُرانے عہدنامہ میں بنی اسرائیل آگ اور بادل کے ستون کی راہنمائی میں چلتے رہے۔ کیونکہ اُن کی زندگی میں مصر سے الگ ہونے کا تجربہ تھا۔ اس طرح جو لوگ رُوح میں چلتے ہیں۔ ان کی زندگی میں گناہ شیطان اور دنیا سے علیٰحدہ ہونے کا تجربہ ہوتا ہے۔

۲- ایمان :-

سچے جذبات واحساسات صرف ایمان وفرمانبرداری سے پیدا ہوتے ہیں۔ زندگی میں اپنے نجات دہندہ پر کامل ایمان ہونا چاہیئے کہ وہ ہمیں منزلِ مقصود تک لے جائے۔

۳- رُوحانی وارثت کا علم :-

اپنی فرزندیت کے حقوق کا علم ہونا چاہیئے۔ یہ کلامِ مُقدّس کے مطالعہ ہی سے ممکن ہے۔

۴- رُوحانی کشمکش کے لئے تیاری :-

دنیا میں ہمارے قیام کے دوران ہزاروں رکاوٹیں ہمارے راستے کی دیوار ثابت ہوتی ہیں۔ یوحنا رسُول نے اِن رکاوٹوں

کے بارے میں لکھا ہے۔

"کیونکہ جو کچھ دنیا میں ہے یعنی جسم کی خواہش اور آنکھوں کی خواہش اور زندگی کی شیخی وہ باپ کی طرف سے نہیں بلکہ دنیا کی طرف سے ہے۔ دنیا اور اسکی خواہش دونوں مٹتی جاتی ہیں۔ لیکن جو خدا کی مرضی پر چلتا ہے وہ ابد تک قائم رہے گا" (۱-یوحنا ۲: ۱۱-۱۷)

۵- رُوح کی معمُوری کا یقین :-

انسان کو اپنی رُوح سے معمُوری کا یقین ہونا چاہیئے اور ہر طرح کی تعلیم کے جھونکوں سے اُچھلتے بہتے نہیں رہنا چاہیئے۔

ہم رُوح میں کیسے چلتے ہیں

۱- جب اپنے بُلاوے کے مُطابق چلتے ہیں :-

"پس میں جو خُداوند میں قیدی ہوں۔ تم سے التماس کرتا ہوں کہ جس بلاوے سے تم بلائے گئے تھے۔ اُسکے لائق چال چلو" (افسیوں ۴: ۱)۔

۲- جب ہم غیر نجات یافتہ لوگوں سے فرق طریقہ سے چلتے ہیں۔

"اِس لئے میں یہ کہتا ہوں اور خُداوند میں جتائے دیتا

ہوں کہ جس طرح غیر قومیں اپنے بیہودہ خیالات کے موافق چلتی ہیں۔ تم آئندہ کو اس طرح نہ چلنا" (افسیوں ۴: ۱۷)۔

۳۔ جب ہم محبت میں چلتے ہیں :-

"اگر ہم ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں تو خدا ہم میں رہتا ہے۔ اور اُس کی محبت ہمارے دل میں کامل ہو گئی ہے" (۱۔ یوحنا ۴: ۱۲)۔

"اور محبت سے چلو جیسے مسیح نے تم سے محبت کی۔ اور ہمارے واسطے اپنے آپ کو خوشبو کی مانند خدا کی نذر کر کے قربان کیا" (افسیوں ۵: ۲)۔

۴۔ نُور کے فرزندوں کی طرح چلنے سے :-

"کیونکہ تم پہلے تاریکی تھے مگر اب خداوند میں نور ہو پس نور کے فرزندوں کی طرح چلو" (افسیوں ۵: ۸)۔

۵ دانائی اور حکمت سے چلنے سے :-

"پس غور سے دیکھو کہ کس طرح چلتے ہو۔ نادانوں کی طرح نہیں بلکہ داناؤں کی طرح چلو" (افسیوں ۵: ۱۵)۔

۶۔ گواہی دینے سے :-

اعمال کی کتاب سے ظاہر ہے کہ جب پطرس اور یوحنا کو گواہی

دینے سے روکا گیا۔ تو انھوں نے کہا۔

"آیا خدا کے نزدیک یہ واجب ہے کہ ہم خدا کی بات سے تمہاری بات کو زیادہ سنیں" (اعمال ۴: ۱۹)۔

۷۔ دُعائیہ زندگی سے:-

دُعا روحانی زندگی کے لئے مثل آکسیجن ہے جس پر انسانی زندگی کا دارو مدار ہوتا ہے۔ رسولی کلیسیا رُوح میں چلتی تھی۔ اُس کلیسیا کے بارے میں لکھا ہے۔

"یہ سب کے سب چند عورتوں اور یسوعؔ کی ماں مریمؔ اور اس کے بھائیوں کے ساتھ ایک دِل ہو کر دُعا میں مشغول رہے" (اعمال ۱: ۱۴)۔

"اور یہ رسولوں سے تعلیم پانے اور رفاقت رکھنے میں اور روٹی توڑنے اور دُعا میں مشغول رہے" (اعمال ۲: ۴۲)

نواں باب

رُوح کا بپتسمہ

آسمان پر صعود فرمانے سے پہلے خداوند یسوع مسیح نے زیتون کے پہاڑ پر کھڑے ہو کر اپنے شاگردوں کو ایک ارمغانِ عظیم دینے کا وعدہ کیا۔ یہ رُوحُ القدس کے نزول کا وعدہ تھا۔ جس کی تکمیل بالائی منزل میں ہوئی۔ خائف، ڈرپوک اور بُزدِل شاگرد غیر معمولی جذبۂ جانفروشی سے بھر گئے۔ پطرس نے تین ہزار کے جمِ غفیر کو نجات کا پیغام دیا۔ تو وہ مسیحیت کے حلقۂ بگوش ہو گئے۔ رُوحُ القُدس کے بپتسمہ نے ایمانداروں کو غیر معمولی قوت سے بھر دیا۔ لیکن مقامِ افسوس ہے کہ آج یہ بپتسمہ مسیحی کلیسیاؤں میں مابہ النزاع بنا ہوا ہے۔ لفظی تکرار۔ دلیل بازی اور متعصبانہ موشگافیوں نے بے شمار نظریات کو جنم دیا ہے جس سے اَن گنت سادہ لوح مسیحی گرداب میں پھنس گئے ہیں۔

نظریات

پہلا نظریہ:۔

اِس نظریہ کی رو سے پانی کا بپتسمہ ظاہری نشان ہی نہیں بلکہ

درحقیقت یہی روح کا بپتسمہ ہے۔ اسی کے طفیل انسان تاریکی سے نور اور شیطان سے خدا اور موت سے زندگی کی طرف آتا ہے۔ اور خدائے ثالوث کے نام پر بپتسمہ پانے والا ہر شخص خدا کا فرزند، آسمانی بادشاہت کا وارث اور رُوح القدس کی قدرت سے آراستہ سمجھا جاتا ہے کیونکہ اس سے انسان مسیح کا بدن یعنی کلیسیا کا عضو بن جاتا ہے۔ اس نظریہ کی حمایت میں بائبل سے مندرجہ ذیل آیت پیش کی جاتی ہے۔

"کیونکہ ہم سب نے خواہ یہودی ہوں خواہ یونانی، خواہ غلام، خواہ آزاد ایک ہی رُوح کے وسیلہ سے ایک بدن ہونے کے لئے بپتسمہ لیا اور ہم کو ایک ہی رُوح پلایا گیا" (۱-کرنتھیوں ۱۲: ۱۳)۔

یہاں یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ رُوح کا پلایا جانا ایک استعارہ ہے، ورنہ روح کوئی مادی شے نہیں جو مائع کی شکل میں پلائی جاتی ہے۔

اس نظریہ کی حمایت بشپ ولیم ینگ نے بھی کی ہے۔ لکھتے ہیں پولس رسُول کرنتھس کی کلیسیا کے پانی کے بپتسمہ کو ہی رُوح القدس کا بپتسمہ بتاتا ہے" (المشیر جولائی تا دسمبر ۱۹۷۵ء جلد ۱۷)۔ لیکن اس نظریہ کا کمزور پہلو یہ ہے کہ پانی کا بپتسمہ تو بہت سے نام نہاد مسیحیوں کے بچوں کو بھی دے دیا جاتا ہے۔ حالانکہ نہ تو وہ مسیحی زندگی بسر کرتے ہیں نہ زندگی میں تبدیلی کرنے والی قوت کا تجربہ ہی رکھتے ہیں۔ اور اکثر و بیشتر تو لوگ مسیحی ایمان اور عقیدہ ہی سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔ ایسے حالات میں پانی کے بپتسمہ ہی کو رُوح کا بپتسمہ کہنا درست

نہیں لگتا۔

مزید یہ کہ بائبل سے اِس نظریہ کی تصدیق نہیں ہوتی۔

۱۔ کورنیلیس اور اس کے خاندان کا رُوح کا بپتسمہ پہلے ہوا اور پانی کا بپتسمہ بعد میں۔

"پطرس یہ باتیں کہہ ہی رہا تھا کہ رُوح اُلقدُس اُن پر نازل ہوا۔ جو کلام سُن رہے تھے۔ اور پطرس کے ساتھ جتنے مختون ایماندار آئے تھے وہ سب حیران ہوئے کہ غیر قوموں پر بھی رُوح اُلقدُس کی بخشش جاری ہوئی۔ کیونکہ طرح طرح کی زبانیں بولتے اور خدا کی تمجید کرتے سُنا۔ پطرس نے جواب دیا۔ کیا کوئی پانی سے روک سکتا ہے کہ بپتسمہ نہ پائیں۔ جنہوں نے ہماری طرح رُوح اُلقدُس پایا؟ اور اس نے حکم دیا کہ انہیں یسوع مسیح کے نام پر بپتسمہ دیا جائے۔ اِس پر انہوں نے اس سے درخواست کی کہ چند روز ہمارے پاس رہ" (اعمال ۱۰: ۴۴-۴۸)۔

۲۔ سامری نومریدوں کا پانی کا بپتسمہ پہلے ہوا اور رُوح اُلقدُس کا بپتسمہ بعد میں۔

"پھر انہوں نے اُن پر ہاتھ رکھے اور اُنہوں نے رُوح اُلقدُس پایا۔ جب شمعون نے دیکھا کہ رسُولوں کے ہاتھ رکھنے سے رُوح اُلقدُس دیا جاتا ہے تو اُنکے پاس روپے لاکر کہا کہ مجھے بھی یہ اختیار دو کہ جس پر میں ہاتھ رکھوں وہ رُوح اُلقدُس پائے" (اعمال ۸: ۱۷-۱۹)۔

۴۔ گو شمعونؔ جادوگر نے پانی کا بپتسمہ لے لیا تھا لیکن رُوح اُلقدس کے بپتسمہ سے محروم تھا۔

"اور شمعونؔ نے خود بھی یقین کیا۔ اور بپتسمہ لے کر فلپسؔ کے ساتھ رہا۔ اور نشان اور بڑے بڑے معجزے دیکھ کر حیران ہوا۔ جب رسولوں نے جو یرؔوشلیم میں تھے سُنا کہ سامریوں نے خدا کا کلام قبول کر لیا۔ جو پطرؔس اور یوحنا کو اُن کے پاس بھیجا۔ انہوں نے جا کر اُن کے لئے دُعا کی کہ رُوح اُلقدس پائیں۔ کیونکہ وہ اُس وقت تک اُن میں سے کِسی پر نازل نہ ہوا تھا۔ انہوں نے صِرف خداوند یسوؔع مسیح کے نام پر بپتسمہ لیا تھا۔ پھر انہوں نے اُن پر ہاتھ رکھے اور اُنہوں نے رُوح اُلقدس پایا۔ جب شمعونؔ نے دیکھا کہ رسولوں کے ہاتھ رکھنے سے رُوح اُلقدس دیا جاتا ہے۔ تو اُن کے پاس روپے لا کر کہا کہ مجھے یہ بھی اختیار دو کہ جس پر مَیں ہاتھ رکھوں وہ رُوح اُلقدس پائے۔ پطرؔس نے اُس سے کہا تیرے روپے تیرے ساتھ غارت ہوں۔ اِس لئے کہ تُو نے خدا کی بخشش کو روپوں سے حاصل کرنے کا خیال کیا۔ تیرا اس امر میں نہ حصّہ ہے نہ بخرہ۔ کیونکہ تیرا دل خدا کے نزدیک خالص نہیں۔ پس اپنی اِس بدی سے توبہ کر اور خداوند سے دُعا کر شاید تیرے دل کے اِس خیال کی معافی ہو۔ کیونکہ مَیں دیکھتا ہوں کہ تو پت کی سی کڑواہٹ اور ناراستی کے بند میں گرفتار

ہے۔ شمعون نے جواب میں کہا تم میرے لئے خُداوند سے دُعا کرو کہ جو باتیں تم نے کہیں اُن میں سے کوئی میرے ساتھ پیش نہ آئے" (اعمال ۸: ۱۳-۲۳)۔

دُوسرا نظریہ :۔

اِس نظریہ کے مطابق رُوح اُلقُدس کا بپتسمہ دو مرحلوں پر مشتمل ہے ہے۔ پہلے مرحلے میں پانی کا بپتسمہ حاصل کیا جاتا ہے اور دوسرا مرحلہ ایمانداروں کا ہاتھ رکھ کر دُعا کرنا ہے۔ یہ نظریہ رومن کیتھولک کلیسیا میں عام ہے۔ اور اس کی حمایت رومن کیتھولک کلیسیا کے شہرۂ آفاق علما تھارٹسن، ہیمن اور گریگوری ڈکسن نے کی ہے۔ اس نظریہ کی حمایت میں اعمال کی کتاب سے دو واقعات پیش کئے جاتے ہیں۔

۱۔ افسس کے بارہ ۱۲ شاگردوں کی جماعت :۔

" اور جب اپلوس کرنتھس میں تھا تو ایسا ہوا کہ پولس اوپر کے علاقہ سے گزر کر افسس میں آیا۔ اور کئی شاگردوں کو دیکھ کر اُن سے کہا تم نے ایمان لاتے وقت رُوح اُلقُدس پایا۔ اُنہوں نے اس سے کہا کہ ہم نے تو سُنا بھی نہیں کہ رُوح القدس نازل ہوا ہے ... انہوں نے یہ سن کر خُداوند یسوع مسیح کے نام پر بپتسمہ لیا۔ جب پولس نے اُن پر ہاتھ رکھے تو رُوح اُلقُدس نازل ہوا۔ اور وہ طرح طرح کی زبانیں بولنے اور نبوت کرنے لگے" (اعمال ۱۹: ۱-۱۷)۔

۲- سامری نومریدوں کی جماعت :-

"جب رسولوں نے جو یروشلیم میں تھے سنا کہ سامریوں نے خدا کا کلام قبول کر لیا۔ تو پطرس اور یوحنا کو اُن کے پاس بھیجا۔ اور انہوں نے صرف خداوند یسوع کے نام پر بپتسمہ لیا تھا۔ پھر انہوں نے ان پہ ہاتھ رکھے اور انہوں نے روح القدس پایا" (اعمال ۸ : ۱۷-۱۸)۔

بہر کیف دونوں واقعات کی صداقت میں ذرہ بھر بھی شک کی گنجائش نہیں۔ لیکن بائبل مقدس میں ایسے واقعات بھی ملتے ہیں۔ جہاں لوگوں نے کسی کے ہاتھ رکھنے کے بغیر رُوح اُلقُدس حاصل کیا۔ لہٰذا ایک دو واقعات کی بنا پر ایک الگ نظریہ وضع کر لینا قرینِ صداقت نہیں۔

جہاں تک افسس کے بارہ شاگردوں کا تعلق ہے۔ وہ یوحنا بپتسمہ دینے والے کے شاگرد تھے۔ وہ لوگ جنہوں نے نہ کبھی رُوح القُدس کے بارے میں سُنا ہو نہ یسوع کے نام سے بپتسمہ لیا ہو اور نہ ایمان ہی لائے ہوں۔ وہ مسیحی ہرگز نہ تھے۔ جب انہوں نے یسوع کے نام پر بپتسمہ لیا تو رُوح اُلقُدس اُن پر نازل ہُوا۔

بشپ ولیم جی ینگ کے مطابق استحکام (CONFIRMATION) رُوح اُلقُدس کے عظیم فیوض و برکات کے حصول کا وقت تو ہو سکتا ہے۔ لیکن اسے رُوح اُلقُدس کی دوسری کڑی کہنا "عقلمندی" نہیں۔ آپ مزید لکھتے ہیں۔ "رُوح اُلقُدس تو پانی کے بپتسمہ کے وقت ہی مل جاتا

ہے۔ لیکن کنفرمیشن کے وقت انسان اپنے ایمان سے محسوس کرتا ہے۔ کیونکہ اس موقع پر وہ اپنے نجات دہندہ پر شخصی طور پر ایمان لاتا ہے۔

تیسرا نظریہ :-

یہ نظریہ پینٹی کاسٹلز اور نیو پینٹی کاسٹل کلیسیاؤں میں رائج ہے۔ اِس کی رو سے رُوح القدس کے بپتسمہ کا پہلا مرحلہ ابتدائی تبدیلی یعنی نئی پیدائش ہے۔ اور دوسرا مرحلہ رُوح القدس کے حصول کا تجربہ ہے۔ اِس نظریہ کی حمایت بھی بڑے جید علما نے کی ہے۔

جان ویسلی نے اس کے لئے "فضل کا دوسرا کام" کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ فنی۔ ٹوری۔ مرے اور واچ مین نی نے بھی اس نظریہ کی تائید کی ہے۔ اِس نظریہ کی حمایت میں یہ دلائل پیش کئے جاتے ہیں۔

۱۔ خداوند یسوع مسیح کے ارشاد کے مطابق ایمانداروں کو رُوح القدس کی قوت کے لئے درخواست کرنا چاہیئے "پس جب تم بُرے ہو کر اپنے بچوں کو اچھی چیزیں دینا جانتے ہو تو آسمانی باپ اپنے مانگنے والوں کو روح القدس کیوں نہ دے گا"
(متی ۷ : ۱۱)۔

شاگردوں پر عیدِ پنتکست سے پہلے رُوح پھونکا گیا۔ لیکن رُوح القدس کا بپتسمہ عیدِ پنتکست کے دن ہوا۔ "اور یہ کہہ کر اُن پر پھونکا اور کہا رُوح القدس لو" (یوحنا ۲۰ : ۲۲)۔

"اور وہ سب رُوح القُدس سے بھر گئے۔ اور غیر زبانیں بولنے لگے۔ جس طرح رُوح نے انہیں بولنے کی طاقت بخشی" (اعمال ۲:۴)۔

۲۔ خداوند یسوعؔ مسیح نے اپنے الوداعی خطبہ میں اپنے شاگردوں کو پاک رُوح کے بارے میں خدا کے وعدہ کا انتظار کرنے کو کہا۔ شاگرد نجات یافتہ تھے۔ وہ بدروحوں کو نکالتے تھے۔ اُن کے نام بّرہ کی کتاب میں لکھے جا چکے تھے۔ لیکن خداوند یسوعؔ مسیح نے اُن سے کہا "تو بھی اِس سے خوش نہ ہو کہ رُوحیں تمہارے تابع ہیں۔ بلکہ اِس سے خوش ہو کہ تمہارے نام آسمان پر لکھے ہیں" (لوقا ۱۲:۲۰)۔ شاگردوں کا رُوح کا بپتسمہ عیدِ پنتیکُست کے دن ہُوا۔

۳۔ عظیم مبشّر فلپّسؔ نے سامریہ میں مسیح کی مناد ی کی جو نہایت موثّر ثابت ہوئی۔ بہت سے لوگوں کی زندگیوں میں تبدیلی وقوع پذیر ہوئی۔ بہت سے بیماروں نے شفا پائی۔ نومرید نجات یافتہ لوگوں کی جماعت میں شریک ہو گئے۔ لیکن اِس جماعت کے بارے میں مرقوم ہے کہ سامریوں نے ابھی تک رُوح اُلقُدس کا بپتسمہ نہ پایا تھا۔ بلکہ رسولوں کے ہاتھ رکھنے سے رُوح اُلقُدس نازل ہوا۔

"پھر انہوں نے اُن پر ہاتھ رکھے اور اُنہوں نے رُوح اُلقُدس پایا۔ جب شمعونؔ نے دیکھا کہ رسولوں کے ہاتھ رکھنے سے رُوح اُلقُدس دیا جاتا ہے تو اُن کے پاس

روپے لاکر کہا کہ مجھے بھی یہ اختیار دو کہ جس پر میں ہاتھ رکھوں وہ رُوح القدُس پائے" (اعمال ۸ : ۱۷-۱۹)۔

۴- پولس رسُول کی ابتدائی تبدیلی دمشق کی راہ پر وقوع پذیر ہوئی۔ لیکن رُوح اُلقدُس کا بپتسمہ تین دن بعد حننیاہ کے ہاتھ رکھ کر دعا کرنے سے ہوا۔

۵- پولس نے تعلیم دی کہ بپتسمہ ابتدائی تبدیلی (نئی پیدائش) کے بعد عمل میں آتا ہے۔ کیونکہ وہ جب افسس میں شاگردوں کی چھوٹی سی جماعت سے ملا۔ تو اُس نے پوچھا کہ "کیا تم نے ایمان لاتے وقت رُوح اُلقدُس پایا؟"

۶- اِس نظریہ کے حامیوں کا کہنا ہے کہ اگر نئی پیدائش اور رُوح اُلقدُس کا بپتسمہ ایک ہی بات ہے۔ اور ایک ہی تجربہ ہے۔ تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ پنتکست کے دن سے پہلے شاگردوں کو نئی پیدائش کا تجربہ نہ تھا۔

۷- اگر یہ مان لیا جائے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ یسوع نے ایسے لوگوں کو رسول ہونے کے لئے چن لیا۔ جن کو نئی پیدائش کا تجربہ حاصل نہ تھا۔

۸- چونکہ شاگردوں کو نئی پیدائش کا تجربہ نہ تھا۔ اِس لئے پاک عشا میں نئی پیدائش کے تجربہ سے محروم لوگوں نے شرکت کی۔ جبکہ اِس میں شرکت کے لئے نئی پیدائش کا تجربہ ہونا لازمی ہے۔

اِس میں شک نہیں کہ مذکورہ بالا واقعات میں نئی پیدائش اور رُوح اُلقدُس کا تجربہ الگ الگ نظر آتے ہیں۔ لیکن اعمال کی کتاب

ہیں ایسے واقعات بھی ہوتے ہیں۔ جہاں نئی پیدائش اور رُوح اُلقدس کا بپتسمہ ایک ہی تجربہ ہے۔

۱۔ افسس کے شاگردوں کو رُوح اُلقدس کا بپتسمہ اور نئی پیدائش ایک ہی تجربہ سے حاصل ہوئے یعنی دونوں تجربات بیک وقت حاصل ہوئے۔

"جب اپلوس کرنتھس میں تھا تو ایسا ہوا کہ پولس اُوپر کے علاقہ سے گزر کر افسس میں آیا۔ اور کئی شاگردوں کو دیکھ کر اُن سے کہا کیا تم نے ایمان لاتے وقت رُوح القدس پایا۔ انہوں نے اس سے کہا کہ ہم نے تو سُنا بھی نہیں کہ رُوح اُلقدس نازل ہوا ہے۔ اُس نے کہا پس تم نے کس کا بپتسمہ لیا؟ انہوں نے کہا یوحنا کا بپتسمہ۔ پولس نے کہا یوحنا نے لوگوں کو یہ کہہ کر توبہ کا بپتسمہ دیا۔ کہ جو میرے پیچھے آنا والا ہے۔ اس پر یعنی یسوع پر ایمان لانا۔ انہوں نے یہ سُن کر خداوند یسوع کے نام پر بپتسمہ لیا۔ جب پولس نے اُن پر ہاتھ رکھے تو رُوح اُلقدس اُن پر نازل ہوا۔ اور وہ طرح طرح کی زبانیں بولنے اور نبوت کرنے لگے"

(اعمال ۱۹: ۱-۶)۔

۲۔ کرنیلیس کے خاندان کو نئی پیدائش اور رُوح اُلقدس کا بپتسمہ ایک ہی تجربہ سے حاصل ہوئے۔

۳۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ مسیح کے شاگردوں کو نئی پیدائش کا تجربہ نہ تھا، یہ بات غلط ہے۔ کیونکہ یسوع کے جی

اُٹھنے سے پہلے کوئی بھی نئی پیدائش نہیں پا سکا کیونکہ لکھا ہے "ہمارے خداوند یسوعؔ مسیح کے خدا اور باپ کی حمد ہو۔ جس نے یسوعؔ مسیح کے مردوں میں سے جی اُٹھنے کے باعث اپنی بڑی رحمت سے ہمیں آئندہ زندہ اُمید کے لئے نئے سرے سے پیدا کیا"۔

۴۔ نئی پیدائش انسان بذاتِ خود حاصل نہیں کرتا۔ بلکہ یہ رُوح اُلقدس کا کام ہے۔ "اُس نے ہم کو نجات دی۔ مگر راستبازی کے کاموں کے سبب سے نہیں جو ہم نے خود کئے بلکہ اپنی رحمت کے مطابق نئی پیدائش کے غسل اور رُوح اُلقدس کے ہمیں نیا بنانے کے وسیلہ سے" (ططس ۳: ۵)۔

اِس لئے یہ کہنا کہ نیا مخلوق رُوح القدس کے بپتسمہ سے محروم ہے درست نہیں۔

۵۔ ہر نیا مخلوق رُوح القدس کا بپتسمہ پاتا ہے۔ کیونکہ بائبل مُقدّس کا فرمان ہے۔

"پس مَیں تمہیں جتاتا ہوں کہ جو کوئی خدا کے رُوح کی ہدایت سے بولتا ہے۔ وہ نہیں کہتا کہ یسوعؔ ملعون ہے۔ اور نہ کوئی رُوح القدس کے بغیر کہہ سکتا ہے کہ یسوع خداوند ہے" (۱۔کرنتھیوں ۱۲: ۳)۔

"لیکن تم جسمانی نہیں بلکہ رُوحانی ہو بشرطیکہ خُدا کا رُوح تم میں بسا ہوا ہے۔ مگر جس میں مسیح کا رُوح نہیں وہ اُس کا نہیں" (رومیوں ۸: ۹)۔

۶- پس تو یہ ہے کہ گناہوں سے توبہ کرنے اور مسیح یسوع پر ایمان لانے سے ایماندار کے اندر دوہری فطرت کارفرما ہو جاتی ہے یعنی جسمانی اور رُوحانی۔ نئی انسانیت اور پرانی انسانیت دونوں ہی بیک وقت انسان میں کام کرتی ہیں۔ دونوں جانی دشمنوں کی طرح ایک دوسری کو مغلوب کرنے کے درپے رہتی ہیں۔ جسمانی فطرت روحانی فطرت پر مسلط ہو جانے کی کوشش میں رہتی ہے۔ لیکن جب انسان گناہوں سے توبہ اور مسیح پر ایمان لاتے وقت ہی نئی انسانیت کا تابع ہو جاتا ہے۔ تو اس کا اسی وقت ہی پاک رُوح کا بپتسمہ ہو جاتا ہے۔ مثلاً اطالیانی پلٹن کے صوبیدار کرنیلیس کے بارے میں لکھا ہے کہ اُس نے پطرس کو گھر مدعو کیا۔ اور جب پطرس پیغام دے رہا تھا۔ تو رُوح القدس اُن پر نازل ہوا۔ جب انسان نئی انسانیت کا تابع ہونے میں دیر لگاتا ہے۔ تو اس کا رُوح کا بپتسمہ دیر سے ہوتا ہے۔

چوتھا نظریہ :-

اِس نظریہ کی رُو سے پاک رُوح کے بپتسمہ کی تین لڑیاں بتائی جاتی ہیں۔

پہلی لڑی بپتسمہ کے بارے میں اِنسانی پہلو کی نشاندہی کرتی ہے۔ یہ توبہ اور ایمان پر مشتمل ہے۔

دوسری لڑی بپتسمہ کے بارے میں الٰہی پہلو کی عکاس ہے۔ اِس

میں رُوح اُلقدُس کا حصول ۔ خدا کے گھرانے میں شمولیت ، گناہوں کی معافی اور راستبازٹھہرایا جانا شامل ہے ۔

تیسری لڑی بپتسمہ کے بارے میں کلیسیائی پہلو کو پیش کرتی ہے ۔اس میں انسان پانی کے بپتسمہ کے باعث ایمانداروں کی جماعت میں شامل ہوتا ہے ۔

اس نظریہ میں پاک رُوح کے بپتسمہ کا جو تجربہ پیش کیا گیا ہے ۔ وہ بہت حدتک درست ہے ۔ لیکن یہ تینوں ایک ہی تجربہ کے پہلو ہیں ۔

"ایک ہی بدن اور ایک ہی رُوح ... ایک ہی خداوند ایک ہی ایمان اور ایک ہی بپتسمہ" (افسیوں ۴: ۴-۵)۔

پانچواں نظریہ :-

اِسی نظریہ کی رُو سے مسیحی زندگی میں روحانی قوت کے حصول کے لئے بہت سے بپتسمے آتے ہیں ۔ اِس نظریہ کے موید چارلس فنی، ولیم بوتھ اور جیمس کائے ہیں ۔ چارلس فنی کے نظریہ کے مطابق جوُں جوُں ہم اپنے آپ کو خالی کرتے ہیں ۔ رُوح اُلقدُس کے بپتسمہ کے طفیل روحانیت میں گہرے ہوتے جاتے ہیں ۔ لیکن بائبل مُقدس کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ پاک رُوح کا بپتسمہ بار بار نہیں ہوتا ۔ بلکہ معمُوری دوبارہ حاصل ہوتی ہے ۔ اگر ایماندار اپنے بلاوے کے مطابق زندگی بسر نہ کرے تو معموری معدوم بھی ہو سکتی ہے کیونکہ پاک رُوح رنجیدہ ہو جاتا ہے ۔

چھٹا نظریہ :-

اِس نظریہ کی رُو سے رُوح القدس کا بپتسمہ ایک ہی مرحلے پر مشتمل ہے۔ اس تجربہ کے وسیلہ سے ہم مسیح کے ساتھ پیوست ہوتے اور اس کے بدن یعنی کلیسیا کے اعضا میں شمار ہوتے ہیں۔ اس کا زندگی بخش روح ہم میں سکونت کرتا ہے۔ یہ تمام ایمانداروں کو شروع میں مسیح کو قبول کرتے وقت ہی مل جاتا ہے کیونکہ جن کے پاس رُوح نہیں وہ مسیح کے نہیں۔

"لیکن تم جسمانی نہیں بلکہ رُوحانی ہو بشرطیکہ خُدا کا رُوح تم میں بسا ہوا ہے۔ مگر جس میں مسیح کا رُوح نہیں وہ اُس کا نہیں" (رومیوں ۸: ۹)۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر تمام مسیحی رُوح کا بپتسمہ پا چکے ہیں۔ تو ان کی اکثریت ایسی زندگیاں کیوں بسر کرتی ہے جس سے لگتا ہے کہ انہیں رُوح القدس حاصل ہی نہیں ہوا؟ اِس میں شک نہیں کہ تمام ایماندار رُوح القدس سے بپتسمہ پا چکے ہیں۔ لیکن اکثر اِس سطح سے بہت نیچے رہتے ہیں جس سطح تک بپتسمہ انہیں لا سکتا ہے۔ ایسا اکثر اُن کی کم اعتقادی کے باعث ہوتا ہے۔ کلامِ مُقدّس سے وہ اقتباسات جو اِس نظریہ کی حمایت میں پیش کئے جاتے ہیں۔

"کیونکہ ہم سب خواہ یہودی ہوں، خواہ یونانی، خواہ غلام، خواہ آزاد ایک ہی رُوح کے وسیلہ سے ایک ہی بدن ہونے کے لئے بپتسمہ لیا۔ اور ہم سب کو ایک ہی روح پلایا گیا۔ یہاں لفظ "سب" کا دوبارہ

اِستعمال کیا گیا ہے۔ جو اِس بات کی دلیل ہے کہ مصنّف نے اِس بات پر زور دیا ہے کہ ایک ہی رُوح کے وسیلہ سے سب کو بپتسمہ ملا اور سب کو ایک ہی رُوح پلایا گیا۔

نئے عہدنامہ کے مُصنّفین اِس بات پر کامل یقین رکھتے تھے کہ جن کے ساتھ وہ کلام کرتے تھے۔ اُن سب کو خدا نے پاک رُوح عطا کر دیا ہے۔

"اور اُمید سے شرمندگی حاصل نہیں ہوتی۔ کیونکہ رُوح اُلقدُس ہم کو بخشا گیا ہے۔ اسکے وسیلہ سے خدا کی محبت ہمارے دلوں میں ڈالی گئی ہے" (رومیوں ۵ : ۵)۔

"پس جو نہیں مانتا وہ آدمی کو نہیں بلکہ خدا کو نہیں مانتا۔ جو تم کو اپنا پاک رُوح دیتا ہے" (۱۔ تھسلنیکیوں ۴ : ۸)۔

"اور جو اُس کے حکموں پر عمل کرتا ہے۔ وہ اس میں اور یہ اس میں قائم رہتا ہے۔ اور اس سے یعنی اُس رُوح سے جو اس نے ہمیں دیا" (۱۔ یُوحنّا ۳ : ۲۴)۔

"چونکہ اُس نے ہمیں اپنے رُوح میں سے دیا۔ اِس سے ہم جانتے ہیں کہ ہم اُس میں قائم رہتے ہیں۔ اور وہ ہم میں" (۱۔ یوحنا ۴ : ۱۳)۔

بپتسمہ کی ماہیّت

بپتسمہ رُوح کی وہ سرگرمی ہے جس کے باعث ایماندار مسیح کے بدن

(کلیسیا) میں شامل ہوتے ہیں۔ اور خدا کے فرزند کہلاتے ہیں۔ جونہی انسان اپنے گناہوں سے توبہ کر کے مسیح کو اپنا خداوند اور نجات دہندہ قبول کرتا ہے۔ اس کا روح کا بپتسمہ ہوتا ہے۔

عموماً جب لوگ پاک رُوح کے بپتسمہ کا ذکر کرتے ہیں، تو انکے ذہنوں میں پنتکست کا واقعہ ہوتا ہے۔ اور وہ اس تجربہ سے ملتے جلتے تجربہ کی توقع کرنے لگتے ہیں۔ پنتکسٹ ایک ایسا واقعہ ہے جہاں پہلی مرتبہ لوگ رُوح القُدس سے متعارف ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ محیّر العقل ہے۔ لہٰذا اسے پیشِ نظر رکھ کر ایسے تجربہ کی توقع کرنا بہت بڑی بھول ہے کیونکہ لازم نہیں کہ خداوند کی مرضی ہو کہ ہمیں بعینہٖ وہی تجربہ حاصل ہو۔ رُوح کا بپتسمہ ایک ابتدائی اور عام تجربہ ہے۔ جو خاموشی سے عمل میں آ سکتا ہے۔ ترسُس کے ساؤل نے دمشق کی راہ پر نور دیکھا، اور خداوند کی آواز سنی تو اس کی زندگی بدل گئی لیکن نور اور عجیب آواز رسُول کے باطنی تجربہ کا لازمی حصّہ نہ تھے۔ اسِ طرح عیدِ پنتکست کے دن وقوع پذیر ہونے والے عجیب و غریب ظاہری نشانات رُوح کے بپتسمہ کے اندرونی شخصی تجربہ کا لازمی حصّہ نہ تھے۔ رُوح اُلقُدس صاحبِ اختیار ہے۔ وہ نہ صرف اپنی مرضی کے مطابق نعمتیں بانٹتا ہے۔ بلکہ مختلف طریقوں سے رُوح کا بپتسمہ عمل میں لا سکتا ہے۔

عیدِ پنتکست کے دن دو جماعتوں نے رُوح کا بپتسمہ حاصل کیا۔ ایک جماعت کا ذکر اعمال کی کتاب کے دوسرے باب کی ابتدائی سطور میں ملتا ہے۔ یہ جماعت ایک سو بیس افراد پر مشتمل تھی۔ دوسری جماعت

تین ہزار کا وہ جمِ غفیر تھا۔ جس کا ذکر اعمال کی کتاب کے دوسرے باب کی اختتامی آیات میں ملتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تین ہزار اشخاص پر پاک روح غیر معمولی نشانوں کے ساتھ نازل نہیں ہوا۔ جیسا کہ اس وقت ظاہر ہوئے۔ جب ایک سَو بیس افراد نے رُوح کا بپتسمہ پایا۔ یعنی آگ کے شعلہ کی سی پھٹتی ہوئی زبانیں، زور کی آندھی کا سناٹا اور غیر زبانوں میں کلام۔ لیکن پھر بھی تین ہزار پر مشتمل جماعت اس وعدہ کی وارث اور انعام کو پانے والی تھی۔

ایک جماعت نئی پیدائش کا تجربہ رکھتی تھی۔ لیکن دس دن کے انتظار کے بعد رُوح کا بپتسمہ حاصل ہوا۔ لیکن دوسری جماعت کو نئی پیدائش اور رُوح کا بپتسمہ ایک ہی وقت میں حاصل ہو گیا۔ یہ تواریخی حالات کا تقاضا تھا۔ عیدِ پنتکست کے دن اور اس کے بعد گناہوں کی مُعافی اور پاک رُوح کا تجربہ بیک وقت حاصل ہو سکتے ہیں۔

دو اور واقعات کا مُطالعہ بھی بپتسمہ کی ماہیت کو سمجھنے میں ممد و معاون ثابت ہو گا۔ سامریہ میں فلپس کی زبانی انجیل کی خوشخبری سن کر بہت سے لوگ خداوند یسوع پر ایمان لے آئے اور بپتسمہ لیا۔ جب یروشلیم میں مقیم شاگردوں کو اس واقعہ کی خبر ملی کہ سامریوں نے خدا کا کلام قبول کر کے گناہوں سے توبہ کی اور خداوند یسوع مسیح کو اپنا شخصی خداوند اور نجات دہندہ قبول کیا، تو وہ انگشت بدنداں رہ گئے، کیونکہ اس وقت تک ایسی کوئی مثال دیکھنے اور سُننے میں نہ آئی تھی۔ نتیجتہً پطرس اور یوحنا کو دریافت کرنے کے لئے بھیجا گیا۔ ان دونوں شاگردوں کے ہاتھ رکھ کر دُعا کرنے سے سامری جماعت نے رُوح اُلقدس پایا۔ لیکن اسکے

برعکس جب ملکہ کنداکے کا وزیر حبشی خوجہ فلپس کے طفیل مسیح کے لئے جیتا گیا تو کسی رسُول یا عام شخص کو تفتیش کے لئے نہیں روانہ کیا گیا۔ اِس کی وجہ یہ تھی۔ کہ یہودیوں اور سامریوں میں آپس کی نفرت صدیوں سے چلی آرہی تھی۔ اور یہ خطرہ تھا کہ باہمی نفرت کلیسیا میں نہ گھُس آئے اور مسیحیوں کے دو فرقے بن جائیں۔ غالباً یہی وجہ تھی کہ خدا نے ارادۃً سامریوں کو اِس وقت تک رُوح کے انعام سے محروم رکھا۔

بپتسمہ کی اہمیّت

کسی ایماندار کے لئے رُوح القدُس کا بپتسمہ عظیم اہمیّت کا حامل ہے۔ کیونکہ یہ کلیسیا کی ضرورت ہے۔

۱۔ خُداوند یسوؔع مسیح نے اگرچہ وہ خدا کے جلال کا پرتو اور اسکی ذات کا نقش تھا۔ انسان ہونے کے ناطے رُوحُ القُدس حاصِل کیا۔

۲۔ رسولوں نے بالاخانہ میں رُوحُ القُدس کا بپتسمہ حاصل کیا۔ الٰہی قدرت سے معمور و سرشار ہو گئے۔ اور

۳۔ خداوند یسوؔع مسیح کی ماں مرؔیم جس کے صدف بطن سے نجات دہندہ نے جنم لیا، رُوحُ القُدس کی قدرت سے حاملہ ہوئی۔

۴۔ پولسؔ رسُول نے رُوحُ القُدس کا بپتسمہ حاصل کیا تھا۔

اگر مذکورہ بالا ہستیوں کو رُوحُ القُدس کی ضرورت تھی تو بلاشبہ ہر مسیحی اس کا محتاج ہے۔

۱- رُوح کا بپتسمہ باطنی پاکیزگی بخشتا ہے۔

انسان اپنی کوشش و سعی سے فتح مند اور پاکیزہ زندگی بسر کرنے سے قاصر ہے۔ اس لئے پولس رسول رومیوں کی کلیسیا کے نام اپنے مکتوب کے ساتویں باب میں انسانی راستبازی کو گندی دھجیوں کی مانند قرار دیتا ہے۔ رُوح ہمیں خدا کے شایانِ شان پاکیزگی عطا کرتا ہے۔ کیونکہ لکھا ہے۔

"سب کے ساتھ میل ملاپ رکھنے اور اس پاکیزگی کے طالب رہو جس کے بغیر کوئی خداوند کو نہ دیکھے گا" (عبرانیوں ۱۲ : ۱۴)۔

لفظ "پاک" عبرانی لفظ "قادش" سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس عبرانی لفظ کا ترجمہ پاک، مقدس یا مخصوص کیا گیا ہے۔ جس طرح سردی سے ٹھٹھرا ہوا انسان خود کو آگ کے پاس لاتا ہے اسی طرح ایک ناپاک آدمی اپنے آپ کو یسوع کے پاس لاتا ہے تاکہ رُوح القدس کی پاک کرنے والی تاثیر سے پاکیزگی حاصل کرے۔

"خداوند کے وسیلہ سے جو رُوح ہے ہم اسی جلالی صورت میں درجہ بدرجہ بدلتے جاتے ہیں" (۲- کرنتھیوں ۳ : ۱۸)۔

"پس اب جو مسیح یسوع میں ہیں اُن پر سزا کا حکم نہیں۔ کیونکہ زندگی کے رُوح کی شریعت نے مسیح یسوع میں مجھے گناہ اور موت کی شریعت سے آزاد کر دیا۔ اسلئے

کہ جو کام شریعت جسم کے سبب سے کمزور ہو کر نہ کر سکی وہ
خدا نے کیا یعنی اُس نے اپنے بیٹے کو گناہ آلودہ جسم
کی صورت اور گناہ کی قربانی کے لئے بھیج کر جسم میں گناہ
کی سزا کا حکم دیا" (رومیوں ۸: ۱-۳) -

۲- رُوحُ القُدس ایماندار کو فوق الفطرت قوّت سے آراستہ کرتا ہے

"لیکن جب رُوحُ القُدس تم پر نازل ہوگا۔ تو تم قوّت
پاؤگے اور یروشلیم اور تمام یہودیہ اور سامریہ میں بلکہ زمین
کی انتہا تک میرے گواہ ہوگے" (اعمال ۱: ۸) -

ماہی گیروں کا ایک گروہ جس کے بارے میں مذہبی علماء کا خیال
تھا کہ وہ جاہل اور اَن پڑھ ہیں - اس فوق الفطرت قوت سے آراستہ
ہوا تو لوگ ان کی گواہی سے دنگ رہ گئے - اور مسیحیت کے حلقہ بگوش
ہو گئے -

۳- رُوحُ القُدس ایماندار کا ایک عظیم مددگار ہے -

"اور مَیں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا
مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے" (یوحنا ۱۴: ۱۶) -

مسیحی بشارت ایک عظیم کام ہے - جو انسان اپنی کوشش سے
سرانجام نہیں دے سکتا - اس کی انجام دہی

ضرورت ہے۔ خداوند یسوع مسیح نے ہمیں عظیم مددگار مہیا کیا ہے جس کی ہدایت و رہنمائی میں بشارتی کام نہایت خوش اسلوبی سے پایۂ تکمیل کو پہنچتا ہے۔

۴۔ رُوح اُلقُدس ہمارے فانی بدنوں کو زندہ کرتا ہے۔

"اور اگر اُسی کا رُوح تم میں بسا ہُوا ہے۔ جس نے یسوع کو مُردوں میں سے جلایا تو جس نے مسیح یسوع کو مُردوں میں سے جلایا، وہ تمہارے فانی بدنوں کو بھی اپنے روح کے وسیلہ سے زندہ کرے گا جو تم میں بسا ہُوا ہے" (رومیوں ۸ : ۱۱)۔

یہاں رسول قیامت کا ذکر نہیں کرتا بلکہ اُس کا اشارہ اُس زندگی کی طرف ہے جو ہم بسر کرتے ہیں۔

۵۔ رُوح اُلقُدس کامل سچائی تک رسائی میں ہماری رہنمائی کرتا ہے۔

"لیکن جب وہ یعنی رُوحِ حق آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔ اِس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا۔ لیکن جو کچھ سُنے گا وہی کہے گا۔ اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا" (یوحنا ۱۶ : ۱۳)۔

۶۔ رُوح اُلقُدس کے وسیلہ سے ہم فوق الفطرت طریقہ سے دُعا کرتے ہیں۔

"اِسی طرح رُوح بھی ہماری کمزوری میں مدد کرتا ہے۔ کیونکہ جس طور سے ہم کو دُعا کرنا چاہیئے۔ ہم نہیں جانتے لیکن خود ایسی آہیں بھر بھر کر ہماری شفاعت کرتا ہے۔ جن کا بیان نہیں ہو سکتا" (رومیوں ۸ : ۲۶)۔

۷۔ رُوح اُلقُدس ہمارے اظہارِ تشکر اور حمد و ثنا کو فزوں کرتا ہے۔

"اور آپس میں مزامیر اور گیت اور رُوحانی غزلیں گایا کرو۔ اور دِل سے خداوند کے لئے گاتے بجاتے رہا کرو۔ اور سب باتوں میں ہمارے خداوند یسوع مسیح کے نام سے ہمیشہ خدا باپ کا شکر کرتے رہو" (افسیوں ۵ : ۱۹-۲۰)۔

رُوح کا بپتسمہ کن لوگوں کے لئے ہے۔

کلامِ مُقدّس سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ پاک رُوح کا بپتسمہ ایمانداروں کے لئے خدا کا انعام ہے۔ "پطرس

نے اُن سے کہا کہ توبہ کرو۔ اور تم میں سے ہر ایک اپنے گناہوں کی مُعافی کے لئے یسوع مسیح کے نام سے بپتسمہ لے۔ تو تم رُوح القُدس انعام میں پاؤ گے" یہ ارمغان الٰہی ایمانداروں کے لئے مختص ہے۔

ایک مکتبِ فکر یہ بھی کہتا ہے کہ رُوح القُدس کا بپتسمہ موجودہ کلیسیا کے لئے نہیں، اِس لئے کہ یروشلیم کی کلیسیا کو یہ بپتسمہ مل گیا تھا۔ لیکن اِس قسم کے استدلال سے یہ بھی ممکن ٹھہرے گا کہ موجودہ کلیسیا کو پانی کے بپتسمہ کی بھی ضرورت نہیں۔ کیونکہ یہ بھی یروشلیم کی کلیسیا نے لے لیا تھا۔ یہ تجربہ ہر مسیحی کے لئے ناگزیر ہے۔ اور ہر زمانہ کے لئے ہے۔

۱۔ اطالیاتی پلٹن کے سردار کرنیلیس اور اس کے اہل خانہ کا رُوح کا بپتسمہ عیدِ پنتکست کے سات سال بعد ہوا۔

۲۔ سامریوں کا بپتسمہ عیدِ پنتکُست کے پندرہ سال بعد وقوع پذیر ہُوا۔

۳۔ سچ تو یہ ہے کہ بائبل مُقدس میں کہیں بھی یہ اِرشاد موجود نہیں کہ خُدا نے رُوح القُدس کے بپتسمہ کا وعدہ واپس لے لیا ہو۔

بپتسمہ کے ارکان

ہر قسم کے بپتسمہ میں چار رکن پائے جاتے ہیں۔

۱۔ بپتسمہ دینے والا۔

۲۔ بپتسمہ پانے والا۔

۳۔ جس چیز سے یا جس چیز میں بپتسمہ دیا جاتا ہے۔

۴۔ مقصد جس کے لئے بپتسمہ دیا جاتا ہے۔

۱۔ موسیٰ کا بپتسمہ:۔

بنی اسرائیل کے بحرۂ قلزم کو عبور کرنے کے واقعہ کو پولس رسُول بپتسمہ کہتے ہیں۔" اے بھائیو! میں تمہیں اس سے ناواقف رکھنا نہیں چاہتا کہ ہمارے سب باپ دادا بادل کے نیچے تھے۔ اور سب کے سب سمندر میں سے گزرے۔ اور سب ہی نے اس بادل اور سمندر میں بپتسمہ لیا" (۱۔کرنتھیوں ۱۰:۱۔۲)۔

اِس بپتسمہ کے ارکین اس طرح ہوں گے۔

۱۔ بپتسمہ دینے والا۔ خدائے قادر خود

۲۔ بپتسمہ پانے والا۔ مصر کی غلامی سے آزاد ہونے والی اسرائیل قوم۔

۳۔ جس چیز۔ بادل اور سمندر کا پانی سے بپتسمہ دیا گیا۔

۴۔ بپتسمہ کا مقصد۔ "موسیٰ کا بپتسمہ" کی اصطلاح سے ظاہر ہے۔

۲۔ یوحنا کے بپتسمہ کے ارکان

۱۔ بپتسمہ دینے والا۔ یوحنا اصطباغ

۲۔ بپتسمہ پانے والا۔ یروشلیم، یہودیہ اور یردن کے گردونواح کے باشندے۔

۳۔ جس چیز میں یا جس چیز سے بپتسمہ دیا گیا۔ دریائے یردن کا پانی

۴- بپتسمہ کا مقصد۔ توبہ اور گناہوں کی معافی۔

۳- رُوح اُلقُدس کے بپتسمہ کے ارکان :-

۱- بپتسمہ دینے والا۔ خُداوند یسوؔع مسیح

۲- بپتسمہ پانے والا۔ ہم سب (ایماندار)

۳- جس چیز میں یا جس چیز سے بپتسمہ دیا گیا } رُوح اُلقُدس

۴- بپتسمہ کا مقصد۔ مسیح کے بدن یعنی کلیسیا میں شمولیت۔

اِس میں شک نہیں کہ وہ تمام آیات جن میں رُوحُ اُلقُدس کے بپتسمہ کا ذکر ملتا ہے بپتسمہ کے چاروں ارکان کا ذکر نہیں کرتیں جس سے بہت سے مسیحی الجھ جاتے ہیں۔ مثلاً

"کیونکہ ہم سب نے خواہ یہودی ہوں، خواہ یونانی، خواہ غلام، خواہ آزاد ایک ہی رُوح کے وسیلہ سے ایک بدن ہونے کے لئے بپتسمہ لیا۔ اور ہم سب کو ایک ہی رُوح پلایا گیا" (۱-کرنتھیوں ۱۲: ۱۳)۔

بسا اوقات اِس آیت میں رُوحُ اُلقُدس بپتسمہ دینے والا سمجھا جاتا ہے۔ لیکن یہ غلط ہے بپتسمہ دینے والا خداوند یسوؔع مسیح ہے۔ اور جس چیز سے یا جس چیز میں بپتسمہ دیا جاتا ہے وہ رُوح القدس ہے۔ کیونکہ اعمال کی کتاب میں دو جگہ ایسے اقتباسات ملتے ہیں جہاں واضح الفاظ میں بپتسمہ دینے والے کا ذکر نہیں۔ لیکن ان آیات میں

خداوند یسوع مسیح کو بپتسمہ دینے والا ٹھہرانے میں کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی۔

"کیونکہ یوحنا نے تو پانی سے بپتسمہ دیا مگر تم تھوڑے دنوں بعد روح القدس سے بپتسمہ پاؤ گے" (اعمال ۱: ۵)

"اور مجھے خداوند کی وہ بات یاد آئی جو اُس نے کہی تھی کہ یوحنا نے تو پانی سے بپتسمہ دیا مگر تم روح القدس سے بپتسمہ پاؤ گے" (اعمال ۱۱: ۱۶)۔

دراصل اناجیل اربعہ بپتسمہ کا ذکر کرتے ہوئے مصنفین نے فعل معروف استعمال کیا ہے۔ "وہ تم کو روح القدس کا بپتسمہ دے گا"۔ اِس میں خداوند یسوع مسیح فاعل ہیں۔ لیکن اِس کے برعکس اعمال ۱: ۵؛ ۱۱: ۱۶ اور ۱۔کرنتھیوں ۱۲: ۱۳ میں فعل مجہول استعمال ہوا ہے۔ جس میں فاعل نامعلوم ہو جاتا ہے۔ لیکن پاک روح کے بپتسمہ کے ارکان کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے یہ بات غیر مبہم طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ پاک روح کا بپتسمہ دینے والا (فاعل) خداوند یسوع مسیح کے سوا اور کوئی نہیں۔

روح القدس کے بپتسمہ کا راز

روح القدس کے حصول کا راز مسیح کے ساتھ یگانگت میں مضمر ہے۔ تار اگر ڈائنمو کے ساتھ وابستہ ہے تو روشنی حاصل کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ شاخ اگر درخت کے ساتھ قائم ہے تو وہ درخت کی زندگی

ہیں لامحالہ شریک ہے۔ یعنیہ اگر ہماری یگانگت مسیح کے ساتھ ہے۔ تو ہو نہیں سکتا کہ ہم اِس عظیم بخشش سے محروم رہ جائیں۔ رُوح القدس کے حصول کے بارے میں کلامِ مُقدس کی تعلیم صاف و صریح ہے۔ کلام کو ایمان کے ساتھ سننے سے پاک رُوح حاصل ہوتا ہے۔ گلتیوں ۳: ۲)۔ "میں تم سے صرف یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ تم نے شریعت کے اعمال سے رُوح اُلقدُس پایا یا ایمان کے پیغام سے"۔ اس کو زیادہ وضاحت سے پیش کیا جائے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایمان کے وسیلہ سے۔ "اور ہم ایمان کے وسیلہ سے اُس رُوح کو حاصِل کریں جس کا وعدہ ہُوا ہے"۔ (گلتیوں ۳: ۱۴)۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خداوند کے تمام فرزندوں میں رُوح سکونت کرتا ہے۔ گلتیوں ۴: ۶ "اور چونکہ تم بیٹے ہو۔ اِس لئے خدا نے اپنے بیٹے کا رُوح ہمارے دلوں میں بھیجا جو ابّا یعنی اَے باپ کہہ کر پکارتا ہے"۔ اس لئے کہ جتنے خدا کے رُوح کی ہدایت سے چلتے ہیں۔ وہ خدا کے بیٹے ہیں" (رومیوں ۸: ۱۴)۔ رُوح ہی کے وسیلہ سے اِس بات کی یقین دہانی ہوتی ہے کہ ہم خدا کے فرزند ہیں۔ اور خدا ہم سے محبت کرتا ہے۔ رومیوں ۸: ۱۵-۱۶ "کیونکہ تم کو غلامی کی روح نہیں ملی جس سے پھر ڈر پیدا ہو۔ بلکہ لے پالک ہونے کی رُوح ملی۔ جس سے ہم ابّا یعنی اَے باپ کہہ کر پکارتے ہیں۔ اور رُوح خود ہماری رُوح کے ساتھ مل کر گواہی دیتا ہے کہ ہم خدا کے فرزند ہیں"۔

بپتسمہ کے بارے میں حوالہ جات کی گروپ بندی

۱- وہ حوالہ جات جن کا تعلق پیشین گوئیوں سے ہے۔

متی ۳ : ۱۱- "میں تم کو توبہ کے لئے پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں۔ لیکن جو میرے بعد آتا ہے وہ مجھ سے زور آور ہے۔ میں اس کی جوتیاں اٹھانے کے لائق نہیں۔ وہ تم کو رُوح اُلقُدس اور آگ سے بپتسمہ دے گا۔"

مرقس ۱ : ۸- "میں نے تم کو پانی سے بپتسمہ دیا مگر وہ تم کو رُوح اُلقُدس سے بپتسمہ دے گا۔

لوقا ۳ : ۱۶ "یوحنا نے اُن سب سے جواب میں کہا میں تو تمہیں پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں۔ مگر جو مجھ سے زورآور ہے وہ آنے والا ہے۔ میں اس کی جوتی کا تسمہ کھولنے کے لائق نہیں۔ وہ تمہیں رُوح اُلقُدس اور آگ سے بپتسمہ دے گا۔"

یوحنا ۱ : ۳۳- "اور میں تو اُسے پہچانتا نہ تھا۔ مگر جس نے مجھے پانی سے بپتسمہ دینے کو بھیجا۔ اُسی نے مجھے کہا جس پر تو روح کو اترتے اور ٹھہرتے دیکھے وہی رُوح القُدس سے بپتسمہ دینے والا ہے۔"

اعمال ۱ : ۵- "کیونکہ یوحنا نے تو پانی سے بپتسمہ دیا۔ مگر تم تھوڑے دنوں کے بعد رُوح اُلقُدس سے بپتسمہ پاؤ گے۔"

۲- وہ حوالہ جات جن کا تعلق مسیحی تواریخ سے ہے۔

اعمال ۲: ۱-۴ ۔"جب عیدِ پنتکست کا دن آیا۔ تو وہ سب ایک جگہ جمع تھے کہ یکایک آسمان سے ایک ایسی آواز آئی۔ جیسے زور کی آندھی کا سناٹا ہوتا ہے۔ اور اُس سے سارا گھر جہاں وہ بیٹھے تھے۔ گونج گیا۔ اور اُنہیں آگ کے شعلہ کی سی پھٹتی ہوئی زبانیں دکھائی دیں۔ اور اُن میں سے ہر ایک پر آ ٹھہریں۔ اور وہ سب رُوح القدس سے بھر گئے۔ اور غیر زبانیں بولنے لگے جس طرح رُوح نے اُن کو طاقت بخشی۔"

اعمال ۸: ۱۵-۱۷ ۔"اُنہوں نے جا کر اُن کے لئے دُعا کی کہ رُوح اُلقدُس پائیں۔ کیونکہ وہ اُس وقت تک اُن میں سے کسی پر نازل نہ ہوا تھا۔ اُنہوں نے صرف خداوند یسوؔع کے نام پر بپتسمہ لیا تھا۔ پھر انہوں نے اُن پر ہاتھ رکھے اور انہوں نے رُوح اُلقدُس پایا۔"

اعمال ۱۰: ۴۴ : ۴۸ ۔"پطرؔس یہ کہہ ہی رہا تھا کہ رُوح القدُس ان سب پر نازل ہوا۔ جو کلام سن رہے تھے اور پطرس کے ساتھ جتنے مختون ایماندار آئے تھے وہ سب حیران تھے کہ غیر قوموں پر بھی رُوح القدُس کی بخشش جاری ہوئی۔ کیونکہ انہیں طرح طرح کی زبانیں بولتے اور خدا کی تمجید کرتے سنا۔ پطرؔس نے جواب دیا کیا کوئی پانی سے روک

سکتا ہے کہ یہ بپتسمہ نہ پائیں جنہوں نے ہماری طرح رُوح اُلقدس پایا۔ اور اُس نے حکم دیا کہ انہیں یسوع مسیح کے نام سے بپتسمہ دیا جائے۔ اِس پر انہوں نے اس سے درخواست کی کہ چند روز ہمارے پاس رہ"۔

اعمال ۱۱: ۱۵-۱۷ "جب مَیں کلام کرنے لگا تو رُوح القُدس ان پر اس طرح نازل ہوا۔ جس طرح شروع میں ہم پر نازل ہوا تھا۔ اور مجھے خداوند کی وہ بات یاد آئی جو اس نے کہی تھی کہ یوحنا نے تو پانی سے بپتسمہ دیا تھا، مگر تم رُوح اُلقدس سے بپتسمہ پاؤ گے"۔

اعمال ۱۹: ۶۔ "جب پولُس نے اُن پر ہاتھ رکھے تو رُوح اُلقدس اُن پر نازل ہوا۔ اور وہ طرح طرح کی زبانیں بولنے اور نبوّت کرنے لگے"۔

۳- وہ حوالہ جات جن کا تعلق عقیدہ سے ہے۔

۱- کرنتھیوں ۱۲: ۱۳ "کیونکہ ہم سب نے خواہ یہودی ہوں، خواہ یونانی، خواہ غلام خواہ آزاد۔ ایک ہی رُوح کے وسیلہ سے ایک بدن ہونے کے لئے بپتسمہ لیا۔ اور ہم سب کو ایک ہی رُوح پلایا گیا"۔

گلتیوں ۳: ۲۷ "اور تم سب جتنوں نے مسیح میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا مسیح کو پہن لیا"۔

افسیوں ۴: ۵۔ ایک ہی خداوند ہے، ایک ہی ایمان۔

ایک ہی بپتسمہ"

رومیوں ۵:۵۔"اور اُمید سے شرمندگی حاصل نہیں ہوتی، کیونکہ رُوح اُلقدُس جو ہم کو بخشا گیا ہے۔ اُسکے وسیلہ سے خدا کی محبّت ہمارے دلوں میں ڈالی گئی ہے"۔

کلسیوں ۲:۱۲۔ اور اُسی کے ساتھ بپتسمہ میں دفن ہوئے۔ اور اس خدا کی قوت پر ایمان لا کر جس نے اُسے مردُوں میں سے جلایا۔ اُس کے ساتھ جی بھی اُٹھے"۔

بپتسمہ اور راستبازی

پولس رسول ان دونوں کو ایک ہی چیز کا خارج اور باطن سمجھتا ہے۔ جس طرح ہم کفارۂ مسیح کے طفیل ایک ہی بار راستباز ٹھہرائے جاتے ہیں۔ بپتسمہ بھی ایک ہی بار ہوتا ہے۔ یہ انفعالی ہے۔ کسی دوسرے شخص سے ہم بپتسمہ حاصل کرتے ہیں۔ اشتقاقِ الفاظ کی رُو سے بپتسمہ تین باتوں کا عکاس ہے۔

۱۔ موت۔

۲۔ دفن۔

۳۔ جی اُٹھنا۔

راستباز ٹھہرائے جانے کے لئے دو عناصر خاص اہمیّت کے حامل ہیں۔ عہدِ عتیق میں ابرآم راستباز ٹھہرایا گیا تو اس کے دو عناصر تھے۔

۱- تابعداری -

۲- ایمان -

اسی طرح بپتسمہ کے لئے توبہ اور ایمان دو ضروری عناصر ہیں - جن کی بدولت انسان خدا کی بادشاہت میں داخل ہوتا ہے -

"پطرس نے اُن سے کہا کہ توبہ کرو اور تم میں سے ہر ایک اپنے گناہوں کی معافی کے لئے یسوع مسیح کے نام پر بپتسمہ لے تو تم رُوح القدس انعام میں پاؤ گے"
(اعمال ۲: ۳۸) -

پاک رُوح کا بپتسمہ اور غیر زبان

رُوح القدس کا بپتسمہ وہ تجربہ ہے - جس نے ابتدائی ایمانداروں کی زندگیوں میں محیر العقل تغیّر برپا کر دیا - آج بھی ایمانداروں کی بھاری اکثریت اِس بپتسمہ کا شخصی تجربہ رکھتی ہے اور اِس تجربہ کے طفیل ان کی زندگیوں میں غیر معمولی تبدیلی آ گئی ہے - نئے عہدنامہ کا یہ تجربہ کوئی اتفاقی واقعہ نہ تھا - بلکہ یہ عہدِ عتیق کے انبیاء کی مسلسل آواز تھی -

"لیکن وہ بیگانہ لبوں اور اجنبی زبانوں سے ان لوگوں سے کلام کرے گا" (یسعیاہ ۲۸: ۱۱) -

"اور اِس کے بعد میں ہر فردِ بشر پر اپنی رُوح نازل کروں گا - اور تمہارے بیٹے بیٹیاں نبوت کرینگے - تمہارے

بوڑھے خواب اور جوان رویا دیکھیں گے بلکہ میں ان ایام میں غلاموں اور لونڈیوں پر اپنی رُوح نازل کروں گا "
(یوئیل ۲: ۲۸)۔

مسیح خداوند نے اپنی زمینی زندگی کے دوران اِس تجربہ کی طرف واضح اشارہ کیا۔" پھر عید کے آخری دن جو خاص دن ہے۔ یسوع کھڑا ہوا اور پکار کر کہا اگر کوئی پیاسا ہو تو میرے پاس آکر پیئے۔ جو مجھ پر ایمان لائے گا۔ اُس کے اندر جیسا کہ کتاب مُقدس میں آیا ہے۔ زندگی کے پانی کی ندیاں جاری ہوں گی۔ اُس نے یہ بات رُوح کی بابت کہی۔ جسے وہ پانے کو تھے۔ جو اُس پر ایمان لائے۔ کیونکہ رُوح اب تک نازل نہ ہوا تھا" (یوحنا ۷: ۳۷-۳۹)۔

دورِ حاضرہ میں مسیحیوں کے ایک طبقہ نے اس سادہ اور عام تجربہ کو اُلجھا دیا ہے اپنی من گھڑت دلیل بازی اور لفظی تکرار سے وہ رُوح کے بپتسمہ اور غیر زبان کو لازم و ملزوم قرار دیتا ہے۔ جس سے بہت سے سادہ لوح انکی گمراہ کر دینے والی تعلیم سے اِدھر اُدھر اچھلتے بھنتے پھرتے ہیں۔
ہم پرانے عہد نامہ اور نئے عہد نامہ سے چند واقعات قلمبند کرتے ہیں جہاں غیر زبان کا ذکر نہیں ملتا۔

پُرانے عہد نامہ سے رُوح کے بارے میں اقتباسات

۱۔ خُدا کے رُوح نے یُوسف کو خوابوں کی تعبیر بتائی۔

" سو فرعون نے اپنے خادموں سے کہا کہ کیا ہم کو ایسا

آدمی جیسا ہے۔ جس میں خدا کی رُوح ہے مل سکتا ہے"؟
(پیدائش ۴۱ : ۳۸)۔

۲۔ خدا کے رُوح نے بضلی ایل کو غیر معمولی کاریگر بنا دیا۔

"اور میں نے اُس کو حکمت اور فہم اور علم اور ہر طرح کی صنعت میں رُوح اللہ سے معمور کیا ہے" (خروج ۳۱ : ۳)۔

۳۔ بلعام کو نبوت کرنے کی طاقت دی۔

"اور بلعام نے نگاہ کی اور دیکھا کہ بنی اسرائیل اپنے اپنے قبیلہ کی ترتیب سے مقیم ہیں۔ اور خدا کی رُوح اس پر نازل ہوئی" (گنتی ۲۴ : ۲)۔

۴۔ غتنی ایل اور سمسون نے بہادری کے معرکے مارے۔

"اور خداوند کی رُوح اُس پر اُتری۔ اور وہ اسرائیل کا قاضی ہُوا اور جنگ کے لئے نکلا" (قضاۃ ۳ : ۱۰)۔

"پھر خداوند کی رُوح اُس پر زور سے نازل ہوئی۔ اور وہ اسقلون کو گیا۔ وہاں اس نے ان کے تیس آدمی مارے۔ اور ان کو لوٹ کر کپڑے کے جوڑے پہیلی بوجھنے والوں کو دیئے۔ اور اس کا قہر بھڑک اُٹھا۔ اور وہ اپنے ماں باپ کے گھر چلا گیا" (قضاۃ ۱۴ : ۱۹)۔

نئے عہد نامہ سے رُوح کے بارے میں اقتباسات

۱- یسوع ناصری کا بپتسمہ :-

خُداوند یسوع مسیح کے بپتسمہ کے وقت رُوح اُلقدس کبوتر کی صورت میں ظاہر ہوا۔ لیکن یسوع ناصری نے غیر زبان میں کلام نہ کیا۔

۲- یوم عید پنتکست :-

"جب عیدِ پنتکست کا دن آیا۔ تو وہ سب ایک جگہ جمع تھے کہ یکایک آسمان سے ایک ایسی آواز آئی۔ جیسے زور کی آندھی کا سناٹا ہوتا ہے۔ اور اُس سے وُہ گھر جہاں وہ بیٹھے تھے گونج گیا۔ اور انہیں آگ کے شعلہ کی سی پھٹتی ہوئی زبانیں دکھائی دیں۔ اور اُن میں سے ہر ایک پر آٹھہریں۔ اور وہ سب رُوح اُلقدس سے بھر گئے اور غیر زبانیں بولنے لگے۔ جس طرح رُوح نے انہیں بولنے کی طاقت بخشی"

(اعمال ۲: ۱-۴)۔

یہاں رُوح اُلقدس کے تین ۳ نشانات کا ذکر ملتا ہے۔

۱- آندھی۔

۲- آگ کے شعلہ کی سی پھٹتی ہوئی زبانیں۔

۳- غیر زبانوں میں کلام۔

لیکن افسوس کا مقام ہے کہ مطلب برادری کے لئے صرف ایک

نشان یعنی غیر زبان پر زور دیا جاتا ہے۔

۳- اطالیانی پلٹن کا صوبہ دار کرنیلیس :-

" پطرس یہ باتیں کہہ ہی رہا تھا کہ رُوح اُلقدس اُن سب پر نازل ہُوا۔ جو کلام سُن رہے تھے۔ اور پطرس کے ساتھ جتنے مختون ایماندار آئے تھے۔ وہ سب حیران ہوئے کہ غیر قوموں پر بھی رُوح اُلقدس کی بخشش جاری ہوئی۔ کیونکہ انہیں زبانیں بولنے اور خدا کی تمجید کرتے سُنا " (اعمال ۱۰: ۴۴: ۴۶)۔

یہاں رُوح اُلقدس کے نزول پر دو نشانات کا ذکر ملتا ہے۔

۱- غیر زبان میں کلام۔

۲- خدا کی تمجید۔

لیکن خدا کی تمجید کو نظر انداز کرکے صرف غیر زبان پر زور دیا جاتا ہے۔

۴- افسس کے شاگرد :-

" جب پولس نے اُن پر ہاتھ رکھے تو رُوح اُلقدس اُن پر نازل ہُوا اور وہ طرح طرح کی زبانیں بولنے اور نبوت کرنے لگے۔ اور وہ سب تخمیناً بارہ ۱۲ ہزار آدمی تھے " (اعمال ۱۹ : ۶)۔

یہاں بھی رُوح اُلقدس کے نزول کے دو نشانات بیان کئے گئے ہیں۔

۱- غیر زبان میں کلام۔

۲- نبوت۔

۵- خُداوند یسوعؔ مسیح کا بیان :-

"وہ میرے نام سے بدروحوں کو نکالیں گے، نئی نئی زبانیں بولیں گے، سانپوں کو اٹھالیں گے۔ اور اگر کوئی ہلاک کرنی والی چیز پئیں گے۔ تو اُنہیں کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔ وہ بیماروں پر ہاتھ رکھیں گے تو اچھے ہوجائیں گے" (مرقس ۱۶: ۱۸) -

یہاں پر بھی رُوح اُلقُدس کے نزول کا محض ایک نشان (غیر زبان) نہیں بلکہ

۱- بدرُوحوں کو نکالنا۔

۲- نئی نئی زبانیں بولنا۔

۳- سانپوں کو اٹھانا۔

۴- ہلاک کرنے والی چیز کا بے تاثیر ہونا۔

۵- شفا کا کام۔

۶- تین ۳ ہزار کا جمِ غفیر :-

"پس جن لوگوں نے اُس کا کلام قبول کیا۔ اُنہوں نے بپتسمہ لیا۔ اور اُسی روز تین ۳ ہزار آدمیوں کے قریب اُن میں مل گئے۔ اور یہ رسولوں سے تعلیم پانے اور رفاقت رکھنے اور روٹی توڑنے اور دُعا کرنے میں مشغول رہے"

(اعمال ۲: ۴۱-۴۲)۔

یہاں غیر زبان کا ذکر نہیں ملتا۔

۷۔ جیل کا داروغہ :۔

"اور انہیں اُوپر گھر میں لے جاکر دستر خوان بچھایا۔ اور اپنے سارے گھرانے سمیت خدا پر ایمان لاکر بڑی خوشی کی۔"

(اعمال ۱۶: ۳۴)۔

یہاں غیر زبان کا ذکر نہیں ہے۔

۸۔ یافا شہر کی جماعت :۔

جب پطرس کے وسیلہ سے تبیتا نام کی ایک عورت زندہ ہوئی، توبہت سے لوگ ایمان لے آئے اور کلیسیا میں شامل ہو گئے۔

"یہ بات سارے یافا میں مشہور ہو گئی اور بہیترے خداوند پر ایمان لے آئے" (اعمال ۹: ۴۲)۔

۹۔ رُوح سے معمور بزرگ :۔

ابتدائی کلیسیا کے سات نیک نام اور رُوح اور دانائی سے معمور اشخاص کا انتخاب ہوا۔ لیکن کسی کے بارے میں غیر زبان میں کلام کرنے کے بارے میں مرقوم نہیں۔

"پس اَے بھائیو اپنے میں سے سات نیک نام شخصوں کو چن لو۔ جو رُوح اور دانائی سے بھرے ہوئے ہوں کہ ہم اُن کو اس کام پر مقرر کریں۔"

(اعمال ۶: ۳)

۱۰۔ کلیسیائی توسیع :-

کلیسیائی توسیع کے وقت بے شمار لوگ اس تجربہ کے طفیل ایمانداروں میں شامل ہو گئے۔ لیکن غیر زبان کا ذکر نہیں ملتا۔

"اور خدا کا کلام پھیلتا رہا اور یروشلیم میں شاگردوں کا شمار بہت ہی بڑھ گیا۔ اور کاہنوں کی بڑی گروہ اِس دین کے تحت ہو گئی۔" (اعمال ۶:۷)

۱۱۔ ایمانداروں کی جماعت :-

جب پطرس اور یوحنا کاہنوں کی عدالت سے چھوٹ کر اپنے لوگوں میں واپس آئے تو وہ ایک جگہ جمع ہو کر دُعا کرنے لگے اور رُوح القُدس ان پر نازل ہُوا۔

"جب وہ دُعا کر چکے تو جس مکان میں جمع تھے وہ ہل گیا اور سب رُوح اُلقُدس سے بھر گئے۔ اور خدا کا کلام دلیری سے سُناتے رہے" (اعمال ۴ : ۳۱)۔

۱۲۔ سامریوں کی جماعت :-

سامریہ میں یوحنا اور پطرس کے ہاتھ رکھنے سے سامریوں پر رُوح اُلقُدس نازل ہوا۔ لیکن غیر زبان کا ذکر نہیں ملتا۔

"انہوں نے جا کر اُن کے لئے دُعا کی کہ رُوح اُلقُدس پائیں۔ کیونکہ وہ اُس وقت تک اُن میں سے کسی پر نازل

نہ ہُوا تھا۔ اُنھوں نے صرف خُداوند یسوع مسیح کے نام پر بپتسمہ لیا تھا۔ پھر انہوں نے اُن پر ہاتھ رکھے۔ اور انہوں نے رُوح اُلقدُس پایا۔" (اعمال ۸: ۱۵-۱۷)

۱۳۔ پانچ ہزار کا جمِ غفیر:۔

پطرس اور یوحنا کی منادی سے پانچ ہزار کے لگ بھگ لوگ خداوند یسوع مسیح پر ایمان لاکر مسیحیت کے حلقۂ بگوش ہو گئے۔ لیکن غیر زبان کا کوئی ذکر نہیں۔

۱۴۔ حننیاہ اور سفیرہ کے داعیٔ اجل ہونے کے بعد ایمان لانے والے:۔

" اور ایمان لانے والے مرد اور عورت خُداوند کی کلیسیا میں اور کثرت سے آملے" (اعمال ۵: ۱۴)۔

۱۵۔ کاہنوں کی گروہ:۔

" اور خدا کا کلام پھیلتا رہا اور یروشلیم میں شاگردوں کا شمار بہت ہی بڑھتا گیا۔ اور کاہنوں کی بڑی گروہ اس دین کے تحت ہو گئی" (اعمال ۶: ۷)۔

۱۶- خُداوند کی طرف پھرنے والے :-

"اور خداوند کا ہاتھ اُن پر تھا۔ اور بہت سے لوگ ایمان لاکر خُداوند کی طرف رجوع ہوئے" (اعمال ۱۱: ۲۱)۔

۱۷- سرگیس پولس صُوبہ دار :-

"تب صوبہ دار یہ ماجرا دیکھ کر اور خُداوند کی تعلیم سے حیران ہوکر ایمان لے آیا" (اعمال ۱۳: ۱۲)۔

۱۸- پسدیہ کے انطاکیہ کے غیر اقوام :-

"غیر اقوام والے یہ سُن کر خوش ہُوئے اور خدا کے کلام کی بڑائی کرنے لگے۔ اور جتنے ہمیشہ کی زندگی کے لئے مقرر کئے گئے تھے۔ ایمان لے آئے" (اعمال ۱۳: ۴۸)۔

۱۹- اکنیم کے ایماندار :-

"اور اکنیم میں ایسا ہوا کہ وہ ساتھ یہودیوں کے عبادت خانہ میں گئے۔ اور ایسی تقریر کی کہ یہودیوں اور یونانیوں دونوں کی بڑی جماعت ایمان لے آئی" (اعمال ۱۴: ۱)۔

۲۰- دربے کے شاگرد :-

"اور وہ اُس شہر میں خوشخبری سُنا کر اور بہت سے شاگرد

۲۱- بیریہ کے ایماندار :-

"یہ لوگ تھسلنیکے کے یہودیوں سے نیک ذات تھے۔ کیونکہ انہوں نے بڑے شوق سے کلام کو قبول کیا۔ اور روز بروز کتابِ مقدس میں تحقیق کرتے تھے کہ آیا یہ باتیں اسی طرح ہیں۔ پس اُن میں سے بہتیرے ایمان لائے۔ اور یونانیوں میں سے بھی بہت سی عزت دار عورتیں اور مرد ایمان لائے"

(اعمال ۱۷: ۱۱-۱۲)۔

۲۲- عبادت خانہ کا سردار کرسپس :-

"اور عبادت خانہ کا سردار کرسپس اپنے تمام گھرانے سمیت خداوند پر ایمان لایا..." (اعمال ۱۸: ۸)۔

۲۳- کرنتھی ایماندار :-

"... اور بہت سے کرنتھی سُن کر ایمان لائے اور بپتسمہ لیا" (اعمال ۱۸: ۸)۔

۲۴- ابتدائی کلیسیا کی مشہور اور برگزیدہ ہستیاں-

برنباس، سیلاس، اپلوس، اکلولہ، پرسکلہ، تبیتا اور ستفنس جیسی برگزیدہ ہستیوں کے بارے میں غیر زبان کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔

غیر زبان کے بارے میں عقلی دلیل

رُوح اُلقدُس خدا ہے۔ اِس لیئے قادرِ مطلق خدا کے ساتھ ایک ہی تصدیقی شان منسوب کرنا اُس کی شایانِ شان ہیں۔ وہ لا محدود وسائل سے اپنے آپ کو ظاہر کر سکتا ہے۔

غیر زبان رُوحُ القدُس کے بپتسمہ کا واحد تصدیقی شان نہیں۔ البتہ دوسرے نشانات میں سے ایک نشان ضرور ہے۔ اس بات کا انحصار رضائے الٰہی پر ہے کہ وہ کس شخص کو کونسی نعمت سے نوازتا ہے۔ بعض کو دعا کرنے کی قوت عطا کرتا ہے۔ بعض کو گواہی دینے کی۔ بعض کو موثر انداز میں گانے کی۔ اور بعض کو مصائب جھیلنے کی۔ لیکن یہ بات اپنی جگہ اٹل ہے کہ ہر وہ شخص جو پاک رُوح کا تجربہ رکھتا ہے۔ اپنے گردو پیش کی تمام زندگیوں کو متاثر کرتا ہے۔

استفنس شہید کے بارے میں لکھا ہے:

"اور استفنس فضل اور قوت سے بھرا ہوا لوگوں میں بڑے بڑے عجیب کام اور نشان ظاہر کیا کرتا تھا" (اعمال ۶:۸)۔

چارلس فنی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ایک فیکٹری میں داخل ہوئے تھے کہ رُوحُ القدُس کی قوت سے بھر گئے۔ اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ اس سے پیشتر کہ وہ اپنے منہ سے کوئی لفظ ادا کرتے وہاں کے کارندے رُوح سے قائل ہو کر اسکے سامنے دو زانوں ہو گئے۔

معموری اور بپتسمہ

ایک مکتبِ فکر کے مطابق رُوح کی معموری رُوح کے بپتسمہ سے الگ

تجربہ نہیں۔ اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں یہ آیت پیش کی جاتی ہے۔

"کیونکہ ہم سب نے خواہ یہودی ہوں خواہ یونانی۔ خواہ غلام خواہ آزاد۔ ایک ہی رُوح کے وسیلہ سے ایک بدن ہونے کے لئے بپتسمہ لیا اور ہم سب کو ایک ہی رُوح پلایا گیا" (۱۔کرنتھیوں ۱۲ : ۱۳)۔

ایک اور واقعہ جو اس سلسلہ میں پیش کیا جاتا ہے :

"پطرس یہ باتیں کہہ ہی رہا تھا کہ رُوح اُلقدس اُن سب پر نازل ہوا جو کلام سُن رہے تھے۔ اور پطرس کے ساتھ جتنے مختون ایماندار آئے تھے وہ سب حیران ہُوئے کہ غیر قوموں پر بھی رُوح اُلقدس کی بخشش جاری ہوئی۔ کیونکہ انہیں طرح طرح کی زبانیں بولتے اور خدا کی تمجید کرتے سُنا۔ پطرس نے جواب دیا۔ کیا کوئی پانی سے روک سکتا ہے کہ یہ بپتسمہ نہ پائیں جنہوں نے ہماری طرح رُوح اُلقدس پایا؟ اور اس نے حکم دیا کہ انہیں یسوع مسیح کے نام سے بپتسمہ دیا ..." (اعمال ۱۰ : ۴۴ - ۴۶)۔

یہ سچ ہے کہ کرنیلیس اور اُس کے خاندان کا ایک دفعہ میں رُوح کا بپتسمہ ہوا اور روح کی معموری بھی اسی لمحہ حاصل ہوگئی۔ لیکن ایک دو مثالوں کی بنا پر رُوح اور رُوح کے بپتسمہ کو ایک ہی تجربہ کے دو نام بتانا ایسا دعویٰ ہے جس کی انجیل جلیل سے تصدیق نہیں ہوتی۔ اگرچہ دونوں تجربات ایک ہی وقت میں ہو سکتے ہیں۔ لیکن دونوں ایک ہی تجربہ کے دو نام نہیں۔

۱- منطقی دلیل :-

کسی نے کہا مصر کے پاس دریائے نیل ہے لیکن مصریوں کو ہر سال اس کے چھلکنے کا انتظار رہتا ہے۔ دریائے نیل کا ہونا ایک بات ہے اور دریائے نیل کا کناروں سے چھلکنا دوسری۔ بعینہٖ رُوح کا بپتسمہ ایک بات اور رُوح کی معموری دوسری بات۔

۲- شاگردوں کی معموری :-

شاگردوں کے بارے میں لکھا ہے "یسوع نے اُن پر رُوح پھونکا اور کہا رُوح القدس لو" لیکن اُن کو معموری کی ضرورت تھی۔
شاگردوں کی معموری میں تاخیر کی وجوہات انجیلِ جلیل میں اس طرح پائی جاتی ہیں۔

ا- اپنی خود غرضی کی وجہ سے :-

"اس پر پطرس نے جواب میں اُس سے کہا دیکھ ہم تو سب کچھ چھوڑ کر تیرے پیچھے ہو لئے۔ پس ہم کو کیا ملے گا"
(متی ۱۹ : ۲۷)۔

ب- اپنی خواہشات کی وجہ سے :-

"انہوں نے اُس سے کہا ہمارے لئے یہ کر کہ تیرے جلال میں سے ایک تیری دہنی اور ایک تیری بائیں طرف بیٹھے"
(مرقس ۱۰ : ۳۷)

ج - رُوح کے لئے مُحبّت کے فقدان کی وجہ سے :-

"یہ دیکھ کر اُس کے شاگرد یعقوب اور یوحنا نے کہا اے خُداوند کیا تو چاہتا ہے کہ ہم حکم دیں کہ آسمان سے آگ نازل ہو کر انہیں بھسم کر دے" (لوقا ۹ : ۵۴)۔

د - اپنے خوف کی وجہ سے :

"مگر یہ سب کچھ اِس لئے ہوا ہے کہ نبیوں کے نوشتے پُورے ہوں اِس پر سب شاگرد اُسے چھوڑ کر بھاگ گئے" (لوقا ۲۶ : ۵۶)۔

ر - ایمان کی کمی کی وجہ سے :-

"اُس نے اُن سے کہا اپنے ایمان کی کمی کے سبب سے کیونکہ مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا تو اس پہاڑ سے کہہ سکو گے کہ یہاں سے سرک کر وہاں چلا جا اور وہ چلا جائے گا - اور کوئی کام تمہارے لئے ناممکن نہ ہوگا" (متی ۱۷ : ۲۰)۔

۸ - خُداوند یسوع مسیح کی تعلیم نہ سمجھنے کی وجہ سے :-

"مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہے مگر اب تم اُن کی برداشت نہیں کر سکتے" (یوحنا ۱۶ : ۱۲)۔

۳- سامریوں کی جماعت :-

سامریوں کی جماعت فلپسؔ کی منادی سے ایمان لائی اور بپتسمہ پایا۔ لیکن رُوح کی معموری بعدازاں حاصل ہوئی۔ جب پطرسؔ اور یوحنّاؔ کے ہاتھ رکھ کر دُعا کرنے سے حاصل ہوئی۔ (اعمال ۸: ۱۵-۱۷)۔

افسسؔ کی جماعت :-

اِس جماعت نے اپلوسؔ کی منادی سے یسوؔع کو قبول کیا۔ اعمال ۱۸: ۲۴: ۲۸)۔ لیکن آگے نہ بڑھ سکے۔ پولس کے دعا کرنے سے یہ رُوح میں معمُور ہوگئے۔

ساؤل :-

ساؤل دمشق کی راہ پر تبدیل ہوا۔ لیکن رُوح کی معمُوری بعدازاں حاصل ہوئی۔

"اور ساؤل نے جس کا نام پولسؔ بھی ہے رُوح سے بھر کر اُس پر غور کیا"، (اعمال ۹: ۱۷)۔

ابتدائی کلیسیا :-

اعمال کی کتاب میں اِس حقیقت کا بار بار ذکر آیا ہے کہ شاگردوں نے مختلف وقتوں میں رُوح کی معمُوری حاصل کی۔

انجیلِ جلیل کے مذکورہ بالا اقتباسات اور منطقی دلائل کی روشنی میں یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ رُوح کی معموری اور رُوح کا بپتسمہ دو الگ الگ تجربات ہیں۔ دونوں تجربات ایک ہی وقت میں انجام پا سکتے ہیں۔ تاہم دونوں کو ایک ہی تجربہ کے دو نام نہیں کہا جا سکتا۔

رُوحُ القُدس کے بپتسمہ کے نتائج

۱۔ یہ ہمیں یسوع المسیح کے بدن کے اعضاء بناتا ہے۔

"کیونکہ ہم سب نے خواہ یہودی ہوں خواہ یُونانی۔ خواہ غلام خواہ آزاد۔ ایک ہی رُوح کے وسیلہ سے ایک بدن ہونے کیلئے بپتسمہ لیا اور ہم سب کو ایک ہی رُوح پلایا گیا۔" (۱۔کرنتھیوں ۱۲ : ۱۳)

۲۔ اِس کے باعث ہم یسوع المسیح کو پہن لیتے ہیں۔

"اور تم سب جتنوں نے مسیح میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا مسیح کو پہن لیا" (گلتیوں ۳ : ۲۷)۔

۳۔ اِس کے باعث ہم مرکر دوبارہ زندہ ہوتے ہیں۔

"اور اُسی کے ساتھ بپتسمہ میں دفن ہوئے اور اِس میں خُدا کی قُوّت پر ایمان لاکر جس نے اسے مُردوں میں سے جلایا اُس کے ساتھ جی بھی اُٹھے" (کلسیوں ۲ : ۱۲)۔

"پس مَوت میں شامل ہونے کے بپتسمہ کے وسیلہ سے ہم اُس کے ساتھ دفن ہوئے تاکہ جس طرح مسیح باپ کے جلال کے وسیلہ سے مُردوں میں سے جلایا گیا۔ اُسی طرح ہم بھی نئی زندگی میں چلیں" (رومیوں ۶ : ۴)۔

۴۔ رُوح القدس کا بپتسمہ ایمانداروں میں اتحاد اور یگانگت پیدا کرتا ہے۔

"کیونکہ ہم سب نے خواہ یہودی ہوں خواہ یونانی، خواہ غلام خواہ آزاد۔ ایک ہی رُوح کے وسیلہ سے ایک بدن ہونے کے لئے بپتسمہ لیا اور ہم سب کو ایک ہی رُوح پلایا گیا" (۱۔کرنتھیوں ۱۲ : ۱۳)۔

اِس اِتحاد و یگانگت کی بُنیاد میں مندرجہ ذیل عناصر پائے جاتے ہیں۔

ا۔ سب کا خُدا اور باپ ایک ہی ہے۔

"اور سب کا خُدا اور باپ ایک ہی ہے۔۔" (افسیوں ۴: ۶)۔

ب۔ ایک خُداوند۔

"ایک ہی خُداوند ہے ۔۔۔۔" (افسیوں ۴: ۵)۔

ج۔ ایک رُوح۔

"۔۔۔ اور ایک ہی رُوح ۔۔۔۔۔" (اِفسیوں ۴: ۴)۔

د۔ ایک اِیمان۔

"۔۔۔ ایک ہی ایمان ۔۔۔۔۔" (اِفسیوں ۴: ۵)۔

ر۔ ایک بپتِسمہ۔

"۔۔۔۔ ایک ہی بپتِسمہ ۔۔۔۔۔" (اِفسیوں ۴: ۵)۔

و۔ ایک بدن۔

"ایک ہی بدن ہے ۔۔۔۔۔" (اِفسیوں ۴: ۴)۔

ہ۔ ایک اُمید۔

"۔۔۔۔ اپنے بُلائے جانے سے اُمید بھی ایک ہے"

(اِفسیوں ۴: ۴)۔

دسواں باب

رُوح کی معمُوری

"اور شراب میں متوالے نہ بنو۔ کیونکہ اس سے بدچلنی واقع ہوتی ہے۔ بلکہ رُوح سے معمُور ہوتے جاؤ" (افسیوں ۵: ۱۸)۔

پاک رُوح کی معموری نئے عہد کی خاص اور امتیازی برکت ہے۔ یہ محض مسیحی راہنماؤں کے لئے ہی مختص نہیں۔ بلکہ ہر مسیحی کو رُوح سے معمُور ہونے کی ہدایت کی گئی ہے۔ اس لئے اگر کوئی مسیحی رُوح اُلقدُس سے معمور نہیں۔ تو وہ خدا کے کلام کا نافرمان ہے اور خدا کے خلاف گناہ کرتا ہے۔

۱۔ رُوح کی معمُوری کا مطلب ومفہوم :-

رُوح کی معموری ایماندار میں رُوح اُلقدُس کی لگاتار شخصی سکونت کا نام ہے۔ اس کا اظہارِ اعلیٰ صفات اور اوصافِ حمیدہ سے ہوتا ہے۔ نہ غیر معمولی واقعات کے ظاہر ہونے سے کیونکہ غیر معمولی واقعات اور تجربات مسیح کے قد کے اندازے تک پہنچنے کے لئے ضروری نہیں ہیں۔ رُوح سے

معمور ایک ایسا مسیحی ہے جو اپنے گناہ کے اعتبار سے مر کر خدا کے اعتبار سے مسیح یسوع میں زندہ ہے۔

"اب میں زندہ نہ رہا بلکہ مسیح مجھ میں زندہ ہے" (گلتیوں ۲: ۲۰)۔

بظاہر یہ ایک عجیب سی بات لگتی ہے۔ لیکن یہ کلامِ مُقدّس کی اہم ترین سچائی ہے۔ خدا کے کلام کے مطابق مسیحی زندگی کا معیار اِتنا بلند ہے کہ کوئی اِنسان اِس پہ پُورا نہیں اتر سکتا۔ اس معیار پر ایک ہی ہستی پُوری اتری ہے اور وہ یسوع مسیح ہے۔ اب وہ اپنے ایماندار بندوں میں رُوحُ القُدس کی صورت میں رفاقت پذیر ہوتا ہے اور ایماندار فوق الفطرت زندگی کا تجربہ حاصل کرتا ہے۔ مسیح نے کہا:

"اگر تم میرے حکموں پر عمل کرو گے۔ تو میری محبّت میں قائم رہو گے" (یوحنّا ۱۵: ۱۰)۔

جو مسیح میں پیوستگی کا تجربہ رکھتے ہیں۔ وہ یقیناً رُوح سے معمور زندگی بسر کرتے ہیں۔ کیونکہ شاخ جب تک درخت کے ساتھ ہے۔ اس میں زندگی موجود ہے۔ بلب جب تک ڈائنمو کے ساتھ منسلک ہے۔ اُس میں روشنی ہو گی۔

رُوح کی معمُوری اور متوالا پن

بسا اوقات نام نہاد مسیحی علما رُوح کی معموری اور متوالے پن کی مدہوشی اور بے خودی میں مطابقت و مماثلت پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اِس سلسلہ میں اعمال کی کتاب کے دوسرے باب سے یہ اقتباس

پیش کیا جاتا ہے۔ "یہ تو تازہ مے کے نشہ میں ہیں"۔ لیکن متوالے پن اور رُوح کی معموری میں فرق ہے۔

لوقا کی تصانیف کا مطالعہ اِس حقیقت کا نقیب ہے کہ اس نے لفظ "معموری" کا استعمال انسان کی حسب ذیل دو باتوں کے پیش نظر کیا ہے۔

ا۔ انسان کے غالب اوصاف۔

ب۔ دوسروں پر غلبہ پانے والی طبیعت۔

رُوح کی معمُوری:-

۱۔ رُوح کی معمُوری سے انسان خود ضبطی کو کھو دینے کے خطرے میں نہیں ہوتا۔

۲۔ پاک روح دِل میں انقلاب لاتا ہے۔

۳۔ روح کی معموری اِنسان میں بلند اخلاق (رُوح کے پھل) پیدا کرکے اُس کو مسیح کا ہم شکل بناتی ہے۔

متوالا پن:-

۱۔ متوالا ہونے سے اِنسان اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھتا ہے۔

۲۔ شراب خون میں تغیر لاتی ہے۔

۳۔ متوالے پن میں انسان حیوان کی مانند ہوتا ہے۔

پاک رُوح کی معموری کے مقاصد:

۱۔ ہم رُوحانی پھل پیدا کریں:۔

جب ہماری زندگی کا مقصد "میں گھٹوں اور مسیح بڑھے" بن جاتا ہے تو ہماری زندگیوں میں رُوح کا پھل بڑھتا اور ترقی کرتا ہے۔

۲۔ کلامِ مُقدّس کا مُطالعہ ہمارے لئے پُرمطلب ہو:۔

خدا کا کلام ہماری زندگیوں کی تعمیر و ترقی کے لئے ضروری اور لازمی ہے۔

رُوح کی معموری کے بارے میں عُلمادین کے خیالات

۱۔ چارلس فنی:۔

رُوح سے معمور نہ ہونے کے باعث مسیحی لوگ اتنے ہی قصوروار ہیں۔ جتنے کہ گنہگار اقرارِ گناہ نہ کرنے سے خطاکار ہیں۔ مسیحی بلکہ زیادہ قصوروار ہیں۔ کیونکہ اُن کے پاس روشنی ہے۔

۲- جے ایڈون آور :-

رُوح کی معموری کا عظیم مقصد، خدمت کے لئے قوّت پانا ہے۔ مَیں ایسے بہت سے مسیحیوں کو جانتا ہوں جنہوں نے گہرے طور پر رُوح القدس سے معمُور ہونے کی گواہی دی۔

۳- ہنیر بیٹاسی :-

مَیں ایمان رکھتا ہوں کہ کسی مسیحی کا اس زندگی میں یا دینی خدمت میں موثر ثابت ہونا ناممکن ہے۔ جب تک کہ وہ روح سے معمُور نہ ہو جائے۔ جو خدا کی قدرت کا واحد وسیلہ ہے۔

۴- ڈاکٹر اوسوالڈ جے سمتھ :-

آپ خدا کے بندوں کی سوانحِ حیات پڑھیں تو آپ کو معلُوم ہوگا کہ اِن میں سے ہر ایک نے اُوپر سے قوت کی بخشش کو تلاش کیا اور پایا۔ ایک وعظ جو رُوح سے معمور ہو کر کیا جاتا ہے۔ ایک ہزار وعظوں سے قیمتی ہے جو جسمانی قوت کے بل بوتے پر تیار کئے گئے ہوں۔

۵- ڈاکٹر اے آر ٹوری :-

"مَیں نے اِس بات کا جائزہ لینے کے لئے اپنی بائبل کو بار بار پڑھا اور ناقدوں کی تنقید کا ذرہ بھر خوف نہ رکھتے ہوئے۔ یہ بیان دیتا ہوں

کہ عہدِ عتیق اور عہدِ جدید میں ایک بھی سطر نہیں ملتی۔ جہاں رُوح کی معموری خدمتی گواہی کے بغیر موجود ہو۔"

۶۔ ولیم ٹیمپل:۔

ایسا کوئی بھی شخص نہیں جو رُوح سے معمور ہوا ور اِس رُوح کو صرف اپنے تک محدود رکھ سکے۔ اگر کسی میں رُوح ہے۔ تو وہ فوراً اِس میں سے پانی کی طرح بہہ نکلے گا۔ اور اگر کسی میں سے رُوح نہیں بہتا تو وہ روح سے معمور نہیں۔

رُوح القُدس کی معمُوری کی اہمیّت

۱۔ رُوح کی معمُوری ہر مسیحی کا پیدائشی حق ہے:۔

"اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کروگے۔ اور مَیں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔ یعنی رُوحِ حق جسے دنیا حاصل نہیں کر سکتی۔ کیونکہ نہ اسے دیکھتی اور نہ جانتی ہے۔ تم اُسے جانتے ہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے اور تمہارے اندر ہوگا،" (یوحنا ۱۴: ۱۵)۔

نئی پیدائش کے باعث ایک مسیحی رُوح القُدس کی معموری کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ اور یہ سب نجات یافتہ

مسیحیوں کے لئے ہے۔ کیا ہم نے اپنے اس پیدائشی حق کو عیسو کی طرح حقیر تو نہیں جانا۔ اور وقتی اور عارضی لذتوں اور مسرتوں کے لئے اس حق سے دست بردار تو نہیں ہو گئے؟ (پیدائش ۲۵: ۳۴)۔

"پس خدا کے دہنے ہاتھ سے سربلند ہو کر اور باپ سے وہ رُوح اُلقدس حاصل کر کے جس کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اس نے یہ نازل کیا جو تم دیکھتے اور سنتے ہو۔" (اعمال ۲: ۳۳)۔

۲۔ یہ ہر مسیحی کی بنیادی ضرورت ہے :-

کوئی انسان بھی رُوح کی معموری کے بغیر حقیقی فتح مند اور مؤثر مسیحی زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ انسان کی بنیادی ضرورت ہے ؛ یہ رُوح کی معموری ہی تو ہے جو پرانے عہد نامہ کے اس اقتباس کو پورا کرتی ہے ۔ زکریاہ ۱۲: ۸ ؛ یشوع ۲۳:

۱۔ اگر ہم یسوع کا جلال ظاہر کرنا چاہتے ہیں تو روح کی معموری ایک بنیادی ضرورت ہے۔ کیونکہ رُوح اُلقدس کا کام بیٹے کا جلال ظاہر کرنا ہے۔ روح کی معموری کسی مختص طبقہ کیلئے نہیں بلکہ ہر مسیحی کے لئے جس طرح رسولوں کو رُوح کی ضرورت تھی اسی طرح ایک گرہستی عورت کو جو سارا دن کولھو کے بیل کی طرح چلتی ہے۔ جس طرح ایک پاسٹر کو رُوح کی معموری کی ضرورت ہے۔ اُسی طرح ایک گھر کی خادمہ کو اور جس طرح ایک مبشرِ انجیل کو

روح سے معمور ہونے کی ضرورت ہے۔ اُسی طرح ایک بزنس مین کو۔ اعمال ۲: ۴؛ ۲: ۳۸، ۳۹، ۸: ۱۷، ۱۰: ۴۷، ۱۹: ۶ میں سب رُوح سے معمور ہوئے کیونکہ یہ سب کی ضرورت تھی۔

۱۔ اِنسان گنہگار ہے :-

" اگر وہ تیرا گناہ کرے (کیونکہ کوئی ایسا آدمی نہیں جو گناہ نہ کرتا ہو) اور تُو اُن سے ناراض ہوکر اُن کو دشمن کے حوالے کردے۔ ایسا کہ وہ دشمن اُن کو اسیر کرکے اپنے ملک میں لے جائے۔ خواہ وہ دور ہو یا نزدیک" (۱۔سلاطین ۸: ۴۶)۔

" وہ سب کے سب گمراہ ہوئے۔ وہ باہم نجس ہو گئے۔ کوئی نیکوکار نہیں ایک بھی نہیں" (زبُور ۱۴: ۳)۔

" کیونکہ زمین پر کوئی ایسا راستباز نہیں کہ نیکی ہی کرے اور خطا نہ کرے" (واعظ ۷: ۲۰)۔

" اور نہ فقط وہی بلکہ ہم بھی جنہیں رُوح کے پہلے پھل ہیں۔ اپنے آپ باطن میں کراہتے ہیں۔ اور لے پالک ہونے یعنی اپنے بدن کی مخلصی کی راہ دیکھتے ہیں" (رومیوں ۸: ۲۳)۔

" پس کیا ہوا ؟ کیا ہم کچھ فضیلت رکھتے ہیں۔ بالکل نہیں کیونکہ ہم یہودیوں اور یونانیوں دونوں پر پیشتر ہی الزام لگا چکے ہیں کہ وہ سب کے سب گناہ کے ماتحت ہیں"

(رومیوں ۳: ۹)

"مگر کتابِ مُقدس نے سب کو گناہ کا ماتحت کر دیا۔ تاکہ وہ وعدہ جو یسوع مسیح پر ایمان لانے پر موقوف ہے۔ ایمانداروں کے حق میں پُورا کیا جائے" (گلتیوں ۳: ۲۲)۔

"اگر کہیں کہ ہم نے گناہ نہیں کیا۔ تو اُسے جھوٹا ٹھہراتے ہیں۔ اور اُس کا کلام ہم میں نہیں ہے" (۱۔یوحنا ۱: ۱۰)۔

پاک رُوح انسان کو گناہ کے بارے میں مجرم ٹھہراتا ہے۔

"اور وہ آکر دنیا کو گناہ اور راستبازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائے گا" (یوحنا ۱۶: ۸)۔

اور خدا کی مہربانی توبہ کی طرف مائل کرتی ہے۔

"بلکہ تو اپنی سختی اور غیر تائب دل کے مطابق اُس قہر کے دن کے لئے اپنے واسطے غضب کما رہا ہے۔ جس میں خدا کی سچی عدالت ظاہر ہوگی" (رومیوں ۲: ۵)۔

ب۔ اِنسان گُناہ کا غُلام ہے :۔

"اور وہ اُس کے سب راستوں کو ہموار بناتا ہے۔ شریر کو اُس کی بدکاری پکڑے گی۔ اور وہ اپنے ہی گناہ کی رسیوں سے جکڑا جائے گا" (امثال ۵: ۲۲)۔

"یسوع نے انہیں جواب دیا میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو کوئی گناہ کرتا ہے گناہ کا غلام ہے" (یوحنا ۸: ۳۴)۔

"اور جو عمر بھر موت کے ڈر سے غلامی میں گرفتار

رہے۔ انہیں چھڑائے" (عبرانیوں ۲ : ۱۵)۔

" اور گناہ سے آزاد ہو کر راستبازی کے غلام ہو گئے" (رومیوں ۶ : ۱۸)۔

رُوح اُلقُدس گناہ کی غلامی سے آزادی دیتا ہے۔

" اور اگر مسیح تم میں ہے تو بدن تو گناہ کے سبب سے مُردہ ہے۔ مگر رُوح راستبازی کے سبب سے زندہ ہے۔ اور اگر اُسی کا رُوح تم میں بسا ہوا ہے جس نے یسوؔع کو مُردوں میں سے جلایا۔ تو جس نے مسیح یسوؔع کو مُردوں میں سے جلایا۔ وہ تمہارے فانی بدنوں کو بھی اپنے اُس رُوح کے وسیلہ سے زندہ کرے گا۔ جو تم میں بسا ہُوا ہے" (رومیوں ۸ : ۱۰-۱۱)۔

ج۔ وُہ اندھا ہے :-

مذہبی نقطۂ نگاہ سے انسان اندھا ہے۔ دنیا کے سردار شیطان نے اُس کی روحانی بصیرت چھین لی ہے۔ وہ اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مارتا ہے۔

" کیونکہ ہم اپنی نہیں بلکہ مسیح یسوؔع کی منادی کرتے ہیں کہ وہ خداوند ہے اور اپنے حق میں یہ کہتے ہیں کہ یسوؔع کی خاطر تمہارے غلام ہیں" (۲۔ کرنتھیوں ۴ : ۵)۔

" انہیں چھوڑ دو وُہ اندھے راہ بتانے والے ہیں۔ اور اگر اندھے کو اندھا راہ بتائے گا تو دونوں گڑھے میں

گریں گے" (متی ۱۵ : ۱۴) -

"اور جس میں یہ باتیں نہ ہوں وہ اندھا ہے - اور کوتاہ نظر اور اپنے پہلے گناہوں کے دھوئے جانے کو بھولے بیٹھا ہے" (۲- پطرس ۱ : ۹) -

"اے بھائیو! کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اپنے آپ کو عقلمند سمجھ لو- اِس لئے مَیں نہیں چاہتا کہ تم اس بھید سے ناواقف رہو کہ اسرائیل کا ایک حصہ سخت ہو گیا ہے - اور جب تک غیر قومیں پوری پوری داخل نہ ہوں وہ ایسا ہی رہے گا" (رومیوں ۱۱ : ۲۵) -

"کیونکہ اُن کی عقل تاریک ہو گئی ہے - اور اُس نادانی کے سبب سے جو اُن میں ہے - اور اپنے دلوں کی سختی کے باعث خدا کی زندگی سے خارج ہیں" (رومیوں ۴ : ۱۸) -

رُوح القُدس اِنسان کی راہنمائی کرتا ہے - اور اُس کی کھوئی ہوئی بصیرت بحال کرتا ہے -

"اور سبت کے دن شہر کے دروازہ کے باہر ندی کے کنارے گئے جہاں سمجھے کہ دُعا کرنے کی جگہ ہوگی اور بیٹھ کر ان عورتوں سے جو اکٹھی ہوئی تھیں کلام کرنے لگے" (اعمال ۱۶ : ۱۳) -

د- وہ مُردہ ہے :-

اِنسان روحانی طور پر مُردہ ہے -

"اور اُس نے تمہیں بھی زندہ کیا۔ جب اپنے قصوروں اور گناہوں کے سبب سے مُردہ تھے" (افسیوں ۲: ۱)

"جب قصوروں کے سبب سے مُردہ ہی تھے۔ تو ہم کو مسیح کے ساتھ زندہ کیا۔ (تم کو فضل ہی سے نجات ملی)۔ (افسیوں ۲: ۵)۔

"اور اُس نے تمہیں بھی جو قصوروں اور جسم کی نامختونی کے سبب سے مُردہ تھے۔ اُس کے ساتھ زندہ کیا اور ہمارے سب قصور معاف کئے" (کلسیوں ۲: ۱۳)۔

"پھر اُس نے کہا کہ کسی شخص کے دو بیٹے تھے۔ اُن میں چھوٹے نے باپ سے کہا اَے باپ! مال کا جو حصّہ مجھ کو پہنچتا ہے مجھے دے دے۔ اُس نے اپنا مال متاع انہیں بانٹ دیا۔ اور بہت دن نہ گذرے تھے کہ چھوٹا بیٹا اپنا سب کچھ جمع کرکے دور دراز ملک کو روانہ ہوا۔ اور وہاں اپنا مال بدچلنی میں اڑا دیا۔ اور جب سب خرچ کرچکا تو اُس ملک میں سخت کال پڑا اور وہ محتاج ہونے لگا۔ پھر اس مُلک کے باشندہ کے ہاں جا پڑا۔ اُس نے اُس کو اپنے کھیتوں میں سُور چرانے بھیجا۔ اور اُسے آرزو تھی کہ جو پھلیاں سُوّر کھاتے تھے انہی سے اپنا پیٹ بھرے۔ مگر کوئی اُسے نہ دیتا تھا۔ پھر اُس نے ہوش میں آکر کہا میرے باپ کے کتنے ہی مزدوروں کو افراط سے روٹی مِلتی ہے اور مَیں یہاں بھُوکا مر رہا ہُوں۔ مَیں اٹھ کر اپنے باپ کے پاس جاؤنگا

اور اُس سے کہوں گا اَے باپ! مَیں آسمان کا اور تیری نظر میں گنہگار ہُوا۔ اب اِس لائق نہیں کہ پھر تیرا بیٹا کہلاؤں مجھے اپنے مزدوروں جیسا کرلے۔ پس وہ اٹھ کر اپنے باپ کے پاس چلا وہ ابھی دُور ہی تھا کہ اُسے دیکھ کر اُس کے باپ کو ترس آیا۔ اور دوڑ کر اُس کو گلے لگا لیا اور بوسے لئے۔ بیٹے نے اس سے کہا اَے باپ! مَیں آسمان کا اور تیری نظر میں گنہگار ہوا۔ اب اِس لائق نہیں کہ پھر تیرا بیٹا کہلاؤں۔ باپ نے نوکروں سے کہا اچھے سے اچھا جامہ نکال کر اُسے پہناؤ۔ اور اُس کے ہاتھ میں انگوٹھی اور پاؤں میں جُوتی پہناؤ۔ اور پلے ہوئے بچھڑے کو لاکر ذبح کرو تاکہ ہم کھاکر خوشی منائیں۔ کیونکہ میرا یہ بیٹا مُردہ تھا اب زندہ ہوا۔ کھو گیا تھا اب ملا ہے۔ پس وہ خوشی منانے لگے۔ لیکن اُس کا بڑا بیٹا کھیت میں تھا۔ جب وہ آکر گھر کے نزدیک پہنچا۔ تو گانے بجانے اور ناچنے کی آواز سنی۔ اور ایک نوکر کو بلا کر دریافت کرنے لگا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ اُس نے اُس سے کہا تیرا بھائی آگیا ہے اور تیرے باپ نے پلا ہوا بچھڑا ذبح کرایا ہے۔ کیونکہ اُسے بھلا چنگا پایا۔ وہ غصّے ہوا اور اندر جانا نہ چاہا۔ مگر اُس کا باپ باہر جاکر اُسے منانے لگا۔ اُس نے اپنے باپ سے جواب میں کہا۔ دیکھ میں اتنے برسوں سے تیری خدمت کرتا ہوں۔ اور کبھی تیری حکم عدولی نہیں کی۔ مگر مجھے تو نے کبھی ایک بکری کا

بچّہ بھی نہ دیا کہ اپنے دوستوں کے ساتھ خوشی مناتا۔ لیکن جب تیرا یہ بیٹا آیا جس نے تیرا مال متاع کسبیوں میں اڑا دیا۔ تو اُس کے لئے تُو نے پلا ہوا بچھڑا ذبح کرایا۔ اُس نے اُس سے کہا بیٹا تو تُو ہمیشہ میرے پاس ہے۔ اور جو کچھ میرا ہے وہ تیرا ہی ہے۔ لیکن خوشی منانا اور شادمان ہونا مناسب تھا۔ کیونکہ تیرا یہ بھائی مُردہ تھا۔ اب زندہ ہوا ہے۔ کھویا ہوا تھا اب ملا ہے" (لوقا ۱۵: ۱۱-۳۲)۔

"اور اپنے اعضا ناراستی کے ہتھیار ہونے کے لئے گناہ کے حوالے نہ کیا کرو۔ بلکہ اپنے آپ کو مُردوں میں سے زندہ جان کر خُدا کے حوالہ کرو۔ اور اپنے اعضا راستبازی کے ہتھیار ہونے کے لئے خدا کے حوالہ کرو" (رومیوں ۶: ۱۳)۔

"مَیں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو میرا کلام سنتا اور میرے بھیجنے والے کا یقین کرتا ہے۔ ہمیشہ کی زندگی اُس کی ہے اور اس پر سزا کا حکم نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ موت سے نکل کر زِندگی میں داخل ہو گیا ہے" (یوحنا ۵: ۲۴)۔

رُوح اُلقدُس زندگی بخشتا ہَے۔

"اور اگر مسیح تم میں ہے تو بدن تو گناہ کے سبب سے مُردہ ہے۔ مگر روح راستبازی کے سبب سے زندہ ہَے۔ اور اگر اسی کا رُوح تم میں بسا ہوا ہے۔ جس نے یسوؔع کو مُردوں میں سے جلایا۔ تو جس نے مسیح یسوؔع کو مُردوں میں سے جلایا۔ وہ تمہارے فانی بدنوں کو بھی اپنے

اُس رُوح کے وسیلہ سے زندہ کرے گا۔ جو تم میں بسا ہُوا ہے" (رومیوں ۸: ۱۰۔۱۱)۔

۳۔ یہ ہر مسیحی کی ذمہ داری ہے:۔

نئی زندگی سے اِنکار بے ایمان کے لئے گناہِ عظیم ہے۔ لیکن کثرت کی زندگی سے انکار ایماندار کے لئے عظیم گناہ ہے۔ روح کا بپتسمہ پانے کے بعد یہ ذمہ داری ہے کہ وہ رُوح سے معمور ہونے کی آرزو رکھے۔

رُوح سے معمُوری کا ظہور

رُوح القُدس کی معموری کا ظہور ہم پر بادلوں کے عقب سے اچانک سورج نمودار ہونے کی مانند یا صبح کی دھیرے دھیرے پڑنے والی روشنی کی مانند ہوتا ہے۔ ہر دو میں سے کسی ایک کو اساس بنا کر دوسرے کی تردید و تکذیب کرنا عقلمندی نہیں۔ اِس بات کی تفہیم کے لئے عہد جدید کی دو شہرۂ آفاق ہستیوں کا ذکر لازمی ہے۔ پولسؔ اور یوحنّا دونوں روح کی قوت سے معمور تھے۔ تاہم دونوں کی زندگیوں سے رُوح کی معمُوری کا ظہور جُداگانہ تھا۔ پولسؔ روحانی جوش سے لبریز فتح و نصرت کے نعرے لگاتا نظر آتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ اس کی زندگی یسوؔع کی محبّت سے بھڑک رہی ہے۔ بر عکس اِس کے یوحنّا خاموش طبع اور پُرسکون مفکر اور عابد کی صورت میں ہمارے سامنے آتا ہے۔ اس کی زندگی میں پولسؔ کا سا جوش اور ولولہ نہیں۔ لیکن اس کی زندگی بلا شبہ رُوح سے معمور تھی۔ رُوح کی معموری کا ظہور ان باتوں سے ہوتا ہے۔

۱- خُداوند یسوعؔ مسیح کی دائمی حضوری

ابتدائی کلیسیا خداوند یسوعؔ مسیح کی اپنے اندر حضُوری سے خوش تھی - یہ ان کے لئے سب سے بڑا انعام تھا -

"وہ اپنے جلال کی دولت کے موافق تمہیں یہ عنایت کرے کہ تم اُس کے رُوح سے باطنی انسانیت میں زورآور ہو جاؤ - اور ایمان کے وسیلہ سے مسیح تمہارے دلوں میں سکونت کرے" (افسیوں ۳: ۱۶)

۲- نئی اور پاک زِندگی پیدا کرنے سے :-

رُوح کی معمُوری کے باعث ہم نئی اور پاکیزہ زندگی حاصِل کرتے ہیں - جس سے رُوح کا پھل ظاہر ہوتا ہے -

" مگر رُوح کا پھل محبّت، خوشی، اطمینان، تحمّل، مہربانی نیکی، ایمانداری، حلم، پرہیزگاری ہے - ایسے کاموں کی کوئی شریعت مخالف نہیں" (گلتیوں ۵: ۲۲-۲۳) -

۳- فوق الفطرت قوّت سے :-

تمام قوت، طاقت اور توانائی کا خالق اور منبع خداوند یسوعؔ مسیح ہے اور ہمیں رُوح کی قوّت سے معمور کرتا ہے - اِس قوت کے باعث ہم روحانی مسیحی بنتے ہیں - شاگردوں کی عیدِ پنتکست سے پہلے کی زندگی اور قوت کا لباس پانے کے بعد کی زندگی میں زمین و آسمان

کا فرق ہے۔ یہ اس فوق الفطرت قوّت کا کرشمہ تھا کہ بزدل ڈرپوک، پریشان اور سراسیمہ شاگرد بہادر اور دلیر بن گئے۔ لونڈی سے خائف پطرس حاکم وقت کے سامنے دلیری اور جرأت سے گواہی دیتا ہے۔

"لیکن جب رُوح اُلقدُس تم پر نازل ہوگا تو تم قوّت پاؤگے اور یروشلیم اور تمام یہودیہ اور سامریہ میں بلکہ زمین کی انتہا تک میرے گواہ ہوگے۔" (اعمال ۱: ۸)

رُوح کی معمُوری کے بارے میں نظریات

پہلا نظریہ:-

روح کی معموری کا یہ نظریہ بہت مقبول ہے۔ اِس نظریہ کی رُو سے جب کوئی انسان کچھ ممنوعات سے دُور رہتا ہے تو اِس کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ رُوح سے معمور زندگی بسر کرتا ہے۔ ایک مکتبِ فکر کے مطابق پانچ ممنوعات کو اختیاری حیثیت حاصِل ہے۔

۱۔ تمباکو نوشی۔
۲۔ شراب نوشی۔
۳۔ ناچ رنگ۔
۴۔ فلم۔
۵۔ تاش۔

آج کچھ لوگ اِسی نظریہ کے مطابق رُوح کی معمُوری کی پرکھ کرتے

ہیں۔ لیکن اِن ممنوعات سے پرہیز رُوحانی بلوغت کو ظاہر کرتا ہے لیکن روح سے معمُوری کو نہیں۔

دوسرا نظریہ :۔

بسا اوقات مسیحی لوگ اپنا مقابلہ دوسروں سے کرتے ہیں۔ دوسروں پہ حرف گیری اور نکتہ چینی کرکے اپنی پارسائی کی ڈینگیں مارتے ہیں لیکن روح کی معموری ایک ایسی کیفیت ہے جس کو دوسروں سے مقابلہ کرکے جانچا اور پرکھا نہیں جا سکتا۔

تیسرا نظریہ :۔

کچھ لوگ جسم کو حقیر و ناچیز سمجھ کر اُسے بے دردی سے اذیت پہنچاتے ہیں۔ ان کے خیال کے مطابق جسم سے نفسانی اور جسمانی خواہشات پیدا ہوتی ہیں۔ یہ نظریہ رومیوں کے چھٹے باب کی خودساختہ تاویلوں اور تشریحوں سے بنایا گیا ہے۔ لیکن اپنے آپ کو اذیت دینے سے رُوح کی معموری کی تمنا کرنا ایک بیہودہ خیال ہے۔

چوتھا نظریہ :۔

یہ نظریہ سب سے زیادہ مقبول اور مروّج ہے۔ اِس نظریہ کے مطابق جتنا زیادہ کوئی شخص دُعا میں ٹھہرتا ہے اتنا ہی وہ رُوح سے معمور ہوتا ہے۔ دعا میں وقت گزارنا یقیناً قابلِ تحسین فعل ہے۔ اور ہم دُعا کے طفیل روحانی فیوض و برکات سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔

"پس آؤ ہم فضل کے تخت کے پاس دلیری سے چلیں
تاکہ ہم پر رحم ہو اور فضل حاصل کریں جو ضرورت کے وقت
ہماری مدد کرے" (عبرانیوں ۴: ۱۰)۔
لیکن محض دعا کے ذریعے روح کی معموری حاصل نہیں ہوتی۔ موثر دعا معموری کا نتیجہ تو ہو سکتی ہے لیکن ذریعہ نہیں۔

پانچواں نظریہ:-

یہ نظریہ زہد و ریاضت کا نظریہ کہلاتا ہے۔ یہ خود انکاری کا انتہا پسندانہ رویہ ہے۔ اس نظریے کے مطابق کوئی انسان انسانی رشتوں ناتوں کھانے پینے اور تمام سرگرمیوں سے مُنہ موڑ لیتا ہے جب وہ رُوح سے معمور ہوتا ہے۔ لیکن یہ فطرت کے خلاف بات ہے۔ اور خدا کی ناشکرگذاری کے مترادف۔ جب خدا نے خود ہی جسم بنایا اور اُسکو قائم رکھنے کے لیئے کارخانہ فطرت میں ہر طرح کا سامان پیدا کیا۔ تو فاقہ کشی اور رشتوں ناطوں سے مُنہ موڑ لینا خدا کی مرضی کے خلاف قدم ہے اِس کو نہ تو رُوح کی معموری اور نہ رُوح کی معموری کا ذریعہ ہی کہا جا سکتا ہے۔

چھٹا نظریہ:-

اِس نظریہ کو ہم نظم و ضبط کا ذریعہ کہہ سکتے ہیں۔ انسان رُوح سے معمور ہونے کے لیئے کچھ باتوں کو اپنے اُوپر عائد کر لیتا ہے۔ وہ اپنی زندگی کو ایک نظم و نسق کے تحت گزارتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ وہ

روحانی آدمی بن گیا ہے ۔ لیکن نظم و ضبط کی زندگی بسر کرنا روح کی معموری نہیں ہو سکتی ۔

ساتواں نظریہ :-

اس نظریہ کی رُو سے رُوح کی معموری کا تعلق وجد آخری سے ہے ۔ افلاطون کا قول ہے ۔ "وجد آفرینی اور جنوں کے باعث ہم بڑی بڑی برکات حاصل کرتے ہیں" ۔ لیکن کسی جذباتی اور جسمانی حالت کو رُوح کی معموری سمجھ لینا بہت بڑی غلطی ہے ۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ گوجرانوالہ میں مسٹر ایلس کو مدعو کیا گیا ۔ ایک میٹنگ میں ایک خاتون نے بڑے جذباتی انداز سے یسوع کی تعریف کرنا شروع کر دی ۔
بھائیوں نے خیال کیا کہ وہ رُوح سے معمُور ہو گئی ہے لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ اس کا رویّہ مسیحی نہیں ۔

رُوح اُلقدُس کی معمُوری کیسے ہوتی ہے

رُوح اُلقدُس کی معموری کے لئے کسی جذباتی تجربہ، صوفیانہ احساس وجد آور واقعہ دعایہٗ عبادتوں میں شراکت کلامِ مُقدّس کو ازبر کرنے اور صاف ستھری زندگی بسر کرنے کی ضرورت نہیں ۔ روح کی معموری کے لئے ضروری اقدام یہ ہیں ۔

پہلا قدم :- توبہ ۔

ابتدائی کلیسیا میں جب ہم مختلف اشخاص اور جماعتوں کے رُوح

سے معمور ہونے کے واقعات پر غور کرتے ہیں ۔ تو توبہ ایک اہم قدم نظر آتا ہے ۔ توبہ کے بارے میں مختلف لوگوں کے مختلف نظریات ہیں ۔

ا ۔ گناہوں پر افسوس :۔

بعض لوگ گناہوں پر افسوس کرنے کو توبہ کے نام سے تعبیر کرتے ہیں ۔ لیکن محض گناہوں پر افسوس کرنا ہی توبہ نہیں ۔ کیونکہ گناہوں پر افسوس تو یہودہ اسکریوتی نے بھی کیا ۔ لیکن وہ بچ نہ سکا ۔

ب ۔ گناہوں کا اقرار :۔

ایک مکتبِ فکر کے مطابق گناہوں کا اقرار کر لینا توبہ ہوتا ہے ۔ لیکن صرف گناہوں کے اقرار کو توبہ سمجھ لینا غلط فہمی ہے ۔ بائبل میں ایسے واقعات پائے جاتے ہیں ، جن سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ کچھ اشخاص نے اقبالِ جرم تو کیا لیکن ان کی زندگیوں میں متوقع تبدیلیاں نہ پیدا ہو سکیں ۔

۱ ۔ فرعون نے موسیٰ سے کہا : "میں نے گناہ کیا ۔" اس اقرار کے باوجود فرعون کا دل چٹان کی طرح سخت رہا ۔ اور وہ اپنے مذموم ارادوں کو عملی جامہ پہنانے سے باز نہ رہا ۔

۲ ۔ اسرائیل کے بادشاہ ساؤل نے سموئیل سے کہا "میں نے گناہ کیا" لیکن وہ بدستور اپنی الٹی راہوں پر گامزن رہا ۔

ج۔ ترکِ گناہ :۔

محض ترکِ گناہ بھی توبہ نہیں۔ کیونکہ شمعون جادوگر نے جادوگری ترک کردی تھی۔ لیکن پھر بھی پطرس نے اُس سے کہا۔

"مَیں دیکھتا ہوں کہ تو پت کی سی کڑواہٹ اور ناراستی میں گرفتار ہے" (اعمال ۸ : ۲۳)۔

حقیقی توبہ سے مراد گناہ کی قائیت۔ گناہ سے بیزاری، ترکِ گناہ اور تبدیلیٔ رویّہ ہے۔ نئے عہدنامہ میں توبہ کے لئے مستعمل یونانی لفظ کا مطلب ذہنی تبدیلی ہے۔ اس تبدیلی کو تین حصّوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

ا۔ خُدا کے بارے میں ذہنی تبدیلی :۔

کلامِ مُقدس کے مطابق اِنسان کی عقل اور ذہن گناہ آلود ہیں۔ اِس لئے وہ خدا کے بارے میں صحیح علم حاصل کرنے اور روحانی حقائق کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ اس کے ذہن کو مکمل تبدیلی کی ضرورت ہے۔

"خداوند فرماتا ہے کہ میرے خیال تمہارے خیال نہیں اور نہ میری راہیں تمہاری راہیں" (یسعیاہ ۵۵ : ۸)۔

کتنی مسرّت افزا بات ہے کہ انسان خدا کی فرمانبرداری میں اپنی راہیں متعین کرے۔ اور اس راہ پر گامزن ہو جو زندگی کی طرف جاتی ہے۔ اِس سلسلہ میں حنوک کی زندگی ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔ وہ اپنی زندگی بھر خدا کے ساتھ چلتا رہا۔

ب - خُداوند یسوؔع مسیح کے بارے میں ذہنی تبدیلی

"اور اُس نے تمہیں بھی زندہ کیا جب اپنے قصوروں اور گناہوں کے سبب سے مُردہ تھے" (افسیوں ۲: ۱)۔

اِس آیت سے یہ بات کھُل کر سامنے آجاتی ہے کہ جو لوگ مسیح یسوؔع کے ساتھ شخصی پیوستگی کا تجربہ نہیں رکھتے، وہ گناہ میں مُردہ ہیں۔ خُداوند یسوؔع مسیح محض نبی اور رسُول کی حیثیت سے اِس دنیا میں نہیں آئے بلکہ اِن کے تجسّم کا منتہائے مقصود مُردہ انسانیت کو نئی زندگی عطا کرنا ہے۔

"مَیں اِس لئے آیا کہ وہ زندگی پائیں اور کثرت سے پائیں" (یوحنّا ۱۰: ۱۰)۔

خداوند یسوؔع مسیح دنیا کے واحد نجات دہندہ ہیں۔ اُس کے بغیر گناہوں سے نجات اور مخلصی کی توقع رکھنا غلط فہمی ہے۔

"اور کسی دوسرے کے وسیلہ سے نجات نہیں کیونکہ آسمان کے تلے آدمیوں کو کوئی دوسرا نام نہیں بخشا گیا۔ جس کے وسیلہ سے نجات پا سکیں" (اعمال ۴: ۱۲)۔

بسا اوقات لوگ نیک کاموں کے وسیلے سے نجات حاصِل کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن نیک اعمال کے وسیلہ سے نجات نہیں حاصِل ہو سکتی۔ اگر اعمالِ حسنہ کو حصولِ نجات کی شرط قرار دیا جائے تو اِس صورت میں انسان سے شریعت کی کامل فرمانبرداری مطلوب ہے، ایک ایسی کامل اور بے نقص نیکی جس میں گناہ کا قطعی امکان نہ ہو۔

لیکن انسان ایسا کرنے پر قادر نہیں ہے - اُسے توبہ کی حاجت ہے۔ اگر نجات اعمال سے کمائی جا سکتی، تو خدا کے فضل سے فائدہ اٹھانے کی احتیاج ہی نہیں رہتی -

" اُس نے ہم کو نجات دی - مگر راست بازی کے کاموں کے سبب سے نہیں جو ہم نے خود کئے - بلکہ اپنی رحمت کے مطابق نئی پیدائش کے غسل اور رُوح القُدس کے ہمیں نیا بنانے کے وسیلہ سے " (ططس ۳ : ۵) -

اِنسان نئی زندگی مسیح کے وسیلہ سے حاصِل کرتا ہے - کیونکہ خداوند یسوعؔ مسیح نے بنی نوع انسان کے گناہوں کا کفارہ دیا ہے -

" کیونکہ تم کو ایمان کے وسیلہ سے فضل ہی سے نجات ملی ہے - اور وہ تمہاری طرف سے نہیں خدا کی بخشش ہے " (افسیوں ۲ : ۸) -

باقاعدگی سے گرجا جانا دہ یکی دینا اور اعمالِ حسنہ کی جستجو کرنا نجات یافتہ ہونے کی دلیل نہیں - نجات مسیح کے ساتھ شخصی وابستگی سے حاصِل ہوتی ہے -

جیسے ایک جنگلی انگور کے ساتھ اصلی اور شیریں انگور کی شاخ کی پیوند لگانے سے اس کی ترشی خاصیت رفتہ رفتہ شیریں ہو جاتی ہے - اور انگور کی پرانی فطرت مٹا کر ایک نئی فطرت اُس میں پیدا ہو جاتی ہے اسی طرح خداوند یسوع مسیح کے ساتھ جو خدا اور انسان کا درمیانی ہے اور پاک ہے، ایمانی رنگ میں پیوند ہو جانے سے ایماندار لوگ درجہ بدرجہ خدا کی صورت پر بدلتے جاتے ہیں - اُن کی پرانی انسانیت

مسیح کی قدرت و قدوسیت کی تاثیر سے زائل ہو کر نئی انسانیت پیدا ہو جاتی ہے۔

"وہ اپنی اُس قوت کی تاثیر کے موافق جس سے سب چیزیں اپنے تابع کر سکتا ہے۔ ہماری پست حالی کے بدن کی شکل بدل کر اپنے جلال کے بدن کی صورت پر بنائے گا" (فلپیوں ۳:۲۱)۔

ج۔ گناہ کے بارے میں ذہنی تبدیلی :۔

تمام مذاہبِ عالم کسی نہ کسی صورت میں گناہ کے وجود کے قائل ہیں۔ اگرچہ گناہ کے آغاز کے بارے میں سب کے خیالات اور آراء میں اتفاق نہیں۔ جہاں تک مسیحیت کا تعلق ہے وہ محض عدم نیکی اور عدم پاکیزگی کو گناہ نہیں کہتی۔ بلکہ از روئے بائبل گناہ ایک اور حقیقت اور نفس ایک اور حقیقت ہے۔ انسان کی اصلی فطرت کے بگاڑ کا نام گناہ ہے۔ جو آدم کی نافرمانی کے باعث نسلِ انسانی میں آگیا۔ بدیں وجہ سب انسان گنہگار ہیں۔

"اگر ہم کہیں کہ ہم بے گناہ ہیں۔ تو اپنے آپ کو فریب دیتے ہیں اور ہم میں سچائی نہیں" (یوحنا ۱:۸)۔

گناہ کو معمولی بات نہیں سمجھنا چاہیئے۔ خدائے قدوس کو گناہ سے نفرت ہے۔ کیونکہ وہ سراسر پاکیزگی ہے۔ گناہ کا قدرتی اور یقینی انجام موت ہے۔ انسان اِس ہلاکت آفریں سے از خود نجات حاصل نہیں کر سکتا۔ صرف کفارہ مسیح کے طفیل ہی گناہ گار انسان ابدی ہلاکت سے بچتا ہے۔

"وہ آپ ہمارے گناہوں کو بدن پر لئے ہوئے صلیب پر چڑھ گیا تا کہ ہم گناہوں کے اعتبار سے مر کر راستبازی کے اعتبار سے جئیں اور اس کے مار کھانے سے ہم نے شفا پائی" (۱-پطرس ۲: ۲۴)۔

گناہ کے انجام موت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہمیں تمام غلط رویّوں غلط تعلقات، غلط اصولوں، نازیبا خواہشات اور وقت اور دولت کے غلط استعمال کو خیرباد کہنا ہے۔ اگر پہلے بُری باتوں میں خوشی حاصل ہوتی تھی تو اب اُن پر افسوس کر کے ان کو چھوڑنا ہے۔ جب تک گناہ زندگی میں رہتا ہے نئی زندگی حاصل نہیں ہوتی ہے۔

آج بے شمار لوگ نئی اور کثرت کی زندگی کے حصول کیلئے مذہبی اجتماعوں میں جاتے ہیں۔ باقاعدگی سے دہ یکی دینے اور کلام مقدس کا مطالعہ کرنے کے باوجود بے نیل و مرام رہتے ہیں۔ اس کا ایک ہی سبب ہے۔ وہ گناہ کو مکمل طور پر اپنی زندگیوں سے خارج نہیں کرتے۔ آیئے اِس بات کو ایک چھوٹی کہانی سے سمجھنے کی کوشش کریں۔

ایک دفعہ بھوٹے کا ہاتھ ایک قیمتی پھول دان میں پھنس گیا۔ اُس نے ہاتھ باہر نکالنے کے لئے بڑے جتن کئے۔ لیکن ناکام رہا قریب بیٹھے باپ نے جو مطالعہ میں مصروف تھا۔ بھوٹے پر نگاہ کی تو اس نے بھوٹے کی آنکھوں میں آنسو تیرتے ہوئے دیکھے۔ اُس نے بھوٹے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ بیٹا! اپنی انگلیوں کو سیدھا کر کے ہاتھ نکالنے کی کوشش کرو۔" اُس پر بھوٹے نے بڑے معصومانہ انداز سے

کہا نہیں! تو اگر میں نے ہاتھ کھول دیا تو میرے ہاتھ میں بند ا ٹھنی اندر ہی رہ جائے گی۔

آج بہت سے لوگوں کی حالت بھوے کی طرح ہے۔ وہ گناہ سے آزادی اور مخلصی حاصل کرنے کے آرزو مند ہیں۔ لیکن گناہ سے دستبردار ہونا نہیں چاہتے۔

رُوح اُلقدُس کی معموری کے لئے پہلا اور اہم قدم توبہ ہے۔

"توبہ کرو . . . تو رُوح اُلقدُس انعام میں پاؤ گے"۔

دوسرا قدم :- ایمان

رُوح اُلقدُس کی معموری مسیحی کو حاصل ہوتی ہے۔ مسیحی وہ شخص ہے۔ جس نے خداوند یسوعؔ مسیح کو اپنی زندگی میں اپنا آقا اور نجات دہندہ قبول کیا ہو۔

"لیکن جتنوں نے اُسے قبول کیا۔ اُس نے اُنہیں خدا کے فرزند بننے کا حق بخشا یعنی اُنہیں جو اُس کے نام پر ایمان لاتے ہیں" (یوحنا ۱ : ۱۲)۔

"اِس لئے اگر کوئی مسیح میں ہے تو وہ نیا مخلوق ہے۔ پرانی چیزیں جاتی رہیں دیکھو وہ نئی ہو گئیں" (۲۔ کرنتھیوں ۵ : ۱۷)۔

رُوح اُلقدُس کی قوت ایمان کے وسیلہ دی جاتی ہے۔

"اُس نے یہ بات اُس رُوح کی بابت کہی۔ جسے وہ پانے کو تھے۔ جو اُس پر ایمان لائے۔ رُوح اب تک نازل نہ

ہوا تھا"(یوحنا ۷: ۳۹)۔

"لیکن اگر تم میں سے کسی میں حکمت کی کمی ہو تو خدا سے مانگے۔ جو بغیر ملامت کئے سب کو فیاضی کے ساتھ دیتا ہے اُس کو دی جائے گی۔ مگر ایمان سے مانگے اور کچھ شک نہ کرے کیونکہ شک کرنے والا سمندر کی لہر کی مانند ہوتا ہے۔ جو ہوا سے بہتی اور اُچھلتی ہے"(یعقوب ۱: ۵-۶)

جہاں انسانی کوشش اور حکمت عملی ناکام ہو جاتی ہے۔ وہاں سے ایمان کا آغاز ہوتا ہے۔ انسانی نقطۂ نظر سے ابرہام اور سارہ بڑھاپے کی اُن حدوں کو چھو چکے تھے، جہاں بچہ کی اُمید کسی دیوانے کے خواب کے مترادف تھی۔ لیکن جس خدا پر ان کو توکّل تھا اُس نے ناممکن کو ممکن کر دکھایا۔ اور سارہ کے رحم کی مُردگی ہی سے زندگی نے جنم لیا۔

"یشوع نے جنگی ہتھیاروں کے بغیر ایمان سے یریحو کو فتح کیا"(یشوع ۶: ۱-۱۰)۔

جب خدا ہمیں کوئی کام کرنے کو کہتا ہے۔ تو خائف اور بے دل ہونے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ جب وہ پطرس کو پانی پر چلنے کا حکم دیتا ہے تو اُسے مطلوبہ قوّت بھی عطا کرتا ہے۔

آج بہت سے مسیحی اپنی کم اعتقادی کی بنا پر پاک رُوح کی معمُوری حاصل نہیں کر پاتے۔ وہ ہونٹوں سے تو خدا کی پرستش کرتے ہیں۔ لیکن اُن کا ایمان کمزور ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ بنی اسرائیل اپنی کم اعتقادیوں کے باعث ملک موعود میں داخل نہ

ہونے پائے ۔ مقامِ افسوس ہے کہ آج بے شمار مسیحی روحانی حقائق سے باخبر ہونے کے باوجود ان حقائق کی صداقت پر ایمان نہیں رکھتے۔ اور اُن روحانی برکات و فیوض سے جو رُوح القُدس کی معموری کے باعث حاصل ہوتے ہیں محروم رہتے ہیں۔

تیسرا قدم :- آرزو

رُوح القُدس کی معموری کی آرزو کے لئے تین ۳ باتوں کو ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیئے۔

ا۔ اپنی روحانی تنگدستی اور غربت کو محسوس کر کے اُس کا اقرار کرنا۔

ب۔ عاجزی انکساری اور فروتنی سے مانگنا۔

ج۔ اپنی مرضی پر خدا کی مرضی کو فوقیت دینا۔

"پس جب تم بُرے ہو کر اپنے بچّوں کو اچھی چیزیں دینا جانتے ہو تو آسمانی باپ اپنے مانگنے والوں کو روح القدس کیوں نہ دے گا" (لوقا ۱۱: ۱۳)۔

"مُبارک ہیں وہ جو راستبازی کے بھُوکے اور پیاسے ہیں۔ کیونکہ وہ آسُودہ ہوں گے" (متی ۵: ۶)۔

مسیح خداوند نے کہا "اگر کوئی پیاسا ہو تو میرے پاس آ کر پیئے"۔ (یوحنا ۷: ۳۷)

"کیونکہ مَیں پیاسی زمین پر پانی انڈیلونگا اور خشک زمین میں ندیاں جاری کروں گا۔ مَیں اپنی رُوح تیری نسل

پر اور اپنی برکت تیری اولاد پر نازل کروں گا" (یسعیاہ ۴۴: ۳)۔

آج پاکستانی کلیسیا کا ایک فرقہ اس آرزو کا اظہار عجیب اور مضحکہ خیز انداز سے کر رہا ہے۔ اس فرقہ کے متعدد راہنماؤں نے رُوح کی معموری کے لئے ایک خانہ ساز فارمولا تیار کیا ہے جس سے اَن گنت مسیحی گمراہی کا شکار ہو چکے ہیں۔ یہ لوگ سادہ اور بھولے بھالے مسیحیوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ سب سے پہلے ان کو کہا جاتا ہے کہ وہ جلدی جلدی "بھر دے بھر دے" کا وِرد کریں۔ بعد ازاں دے بھر دے دے بھر دے" کہیں اور پھر اِن دونوں فارمولوں کو آپس میں ملا کر ورد کریں۔ ان کے نزدیک یہ رُوح القُدس کی معموری ہے۔ اور الفاظ کے ہیر پھیر کو غیر زبان سے تعبیر کرتے ہیں۔ لیکن یہ ایسی تعلیم ہے جس کی بائیبل مُقدس سے تصدیق نہیں ہوتی ہے۔

چوتھا قدم :- تسلیم کرنا (اقرار)

یہ حقیقتِ مسلمہ ہے کہ انسان بذاتِ خود روحانی طور پر مُردہ ہے اور وہ اپنی کوشش سے نئی زندگی حاصل کرنے سے قاصر ہے۔

"کیونکہ مَیں جانتا ہوں کہ مجھ میں یعنی میرے جسم میں کوئی نیکی بسی ہوئی نہیں۔ البتہ ارادہ تو مجھ میں موجود ہے مگر نیک کام مجھ سے بن نہیں پڑتے" (رومیوں ۷: ۱۸)۔

رُوح القُدس کی معمُوری خدا کا انعام ہے۔ جو انسان کو قوّت سے ملبس کرتا ہے۔ اِس کے لئے اپنی کمزوری اور بے بسی کا اقرار

کرنا ضروری ہے۔ جب انسان اپنی شخصی لاچاری اور بے بسی کا اظہار کرتا ہے۔ تو دوسرا مددگار (رُوح اُلقدُس) اس کی بے بسی اور لاچاری کو قوّت میں بدل دیتا ہے۔

لیکن افسوس کا مقام ہے کہ آج مسیحیوں کی ایک جماعت اپنے آپکو فُل گاسپل کا مُدّعی بنا کر دُوسروں پر اپنی روحانی برتری ثابت کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس قسم کا رویّہ رُوح کی معموری کے حصول میں سدِ راہ ثابت ہوتا ہے۔

پانچواں قدم :- مانگنا

مسیحی تاریخ اِس حقیقت کی شاہد اور گواہ ہے کہ جب بھی ایماندارں نے رُوح اُلقدُس کی معموری کے لئے دعا کی وہ رُوح القدُس سے بھر گئے۔

ایک مکتبِ فکر کے مطابق رُوح اُلقدُس کی معموری کے لئے دُعا کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ رُوح القدُس عیدِ پنتکست کے دن مل چکا ہے۔ اور جو چیز ایک بار مل جائے اس کا بار بار تقاضا کرنا طوطے کی رٹ کے مترادف ہے۔ کلامِ مقدس میں صاف رقم ہے۔

"پس جب تم بُرے ہو کر اپنے بچّوں کو اچھی چیزیں دینا جانتے ہو تو آسمانی باپ اپنے مانگنے والوں کو رُوح القدُس کیوں نہ دے گا۔" (لوقا ۱۱: ۱۳)

اگر یہ کہا جائے کہ اِس اقتباس کا تعلق اُس زمانہ سے ہے جبکہ ابھی رُوح اُلقدُس نازل نہ ہوا تھا تو بھی اِس مکتبِ فکر کا اعتراض

قابل پذیرائی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ عید پنتکست کے بعد بھی رُوح القدس کا مطالبہ کیا جاتا رہا ہے۔

"جب وہ دُعا کر چکے تو جس مکان میں جمع تھے وہ ہل گیا۔ اور وہ سب رُوح القدس سے بھر گئے۔ اور خدا کا کلام دلیری سے سناتے رہے" (اعمال ۴: ۳۱)۔

"انہوں نے جا کر اُن کے لئے دُعا کی کہ رُوح القدس پائیں۔ کیونکہ وہ اُس وقت تک اُن میں سے کسی پر نازل نہ ہوا تھا۔ پھر انہوں نے صرف خداوند یسوع مسیح کے پر بپتسمہ لیا۔ (اعمال ۸: ۱۵)

رُوح القدس کی معموری، اپنی بڑائی اور شخصی اغراض و مقاصد کے حصول کے لئے نہیں مانگنی چاہیئے۔

شمعون جادوگر نے کہا۔ مجھے بھی یہ اختیار دو کہ جس پر میں ہاتھ رکھوں وہ رُوح القدس پائے (اعمال ۸: ۱۹)۔

اس پر پطرس نے کہا۔ تیرے روپے تیرے ساتھ غارت ہوں۔ اس لئے کہ تو نے خدا کی بخشش کو روپوں سے حاصل کرنے کا خیال کیا" (اعمال ۸: ۲۰)۔

چھٹا قدم:۔ فرمان برداری

جس طرح مادی قوانین کی بجا آوری میں ہماری جسمانی زندگیوں کی بقا ہے۔ اُسی طرح روحانی قوانین کی پیروی میں ہماری رُوحانی زندگیوں کی بقا اور صحت ہے۔ شیطانی طاقتیں ہمیں ان قوانین سے

دور ہٹاتی ہیں۔ لیکن جب ہم مسیح کے فرمانبردار ہوتے ہیں۔ تو ہمیں فتح سے بھی بڑھ کر غلبہ حاصل ہوتا ہے۔

ایماندار کی محبّت کا امتحان اُس کی فرمانبرداری سے ہوتا ہے۔ خُداوند یسوعؔ مسیح نے فرمایا۔

"جس کے پاس میرے حکم ہیں اور وہ اُن پر عمل کرتا ہے۔ وہی مجھ سے محبّت رکھتا ہے۔ وہ میرے باپ کا پیارا ہوگا۔ مَیں اس سے محبّت رکھوں گا۔ اور اپنے آپ کو اُس پر ظاہر کروں گا" (یوحنّا ۱۴: ۲۱)۔

"تابعداری اور فرمانبرداری سے مراد ایک دو احکام پر کاربند نہیں ہونا بلکہ غیر مشروط اور مکمل اطاعت کا نام فرمانبرداری ہے۔ بسا اوقات لوگ مکمل تابعداری سے گھبراتے ہیں۔ ان کا خیال ہوتا ہے کہ شاید خدا اُن کے منصوبوں اور تدبیروں کو بدل دے گا۔ اور انہیں ایسی باتیں کرنے کے احکام صادر کرے گا جو انہیں ناپسند ہیں۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا ہے۔ فرض کریں۔ فیاض پچھلے چھ ماہ سے گھر سے دُور کام پر گیا ہوا تھا۔ اِس عرصہ کے دوران اس کے اہل خانہ شدّت سے محوِ انتظار تھے۔ اور پھر ایک دن فیاض کی آمد سے ہر چہرے پر خوشی کی شفق پھیل گئی۔ فیاض کا بیٹا فرطِ مسرّت سے اپنی بانہیں باپ کی گردن میں ڈال کر کہتا ہے۔

"ابو! آج مَیں بہت خوش ہوں۔ اَب مَیں اپنی مرضی سے نہیں بلکہ آپ کی مرضی کے مطابق کام کرنا چاہتا ہوں"۔ کیا بیٹے کی اِس آرزو کے اظہار پر فیاض اُسے اُن باتوں کے کرنے کا حکم دے گا۔ جو

وہ پسند کرتا؟ ہرگز نہیں۔ بعینہٖ آسمانی باپ بھی ایسا کرتا۔

"پس جبکہ تم بُرے ہو کر اپنے بچّوں کو اچھی چیزیں دینا چاہتے ہو تو تمہارا باپ جو آسمان پر ہے۔ اپنے مانگنے والوں کو اچھی چیزیں کیوں نہ دے گا" (متی ۷:۱۱)۔

رُوح اُلقُدس خدا کا انعام ہے جو ایماندار کو دیا جاتا ہے بشرطیکہ ایمان دار احکام الہٰی کو بنا کر اُن کی پیروی کرے۔

"اور ہم ان باتوں کے گواہ ہیں۔ اور رُوح اُلقُدس بھی جسے خدا نے انہیں بخشتا ہے۔ جو اُس کا حکم مانتے ہیں" (اعمال ۵:۳۲)۔

بسا اوقات لوگ خدا کی علانیہ فرمانبرداری کرنے سے گھبراتے ہیں۔ وہ دل میں سوچتے ہیں کہ لوگ ان کے بارے میں کیا خیال کریں گے۔ لیکن مسیح کے بارے میں جاننا اور دل میں اس کے لئے پیار رکھنا کافی نہیں ہے۔ ہمیں دیری سے اُس کی فرمانبرداری کرنا ہے۔ پطرس مسیح کے بارے میں جانتا تھا۔ اپنے دِل میں مسیح کے لئے محبّت رکھتا تھا۔ لیکن جب آزمائش کا وقت آیا تو ایک لونڈی سے ڈر گیا۔ اپنے خدا اور نجات دہندہ کا کھلم کھُلا اقرار کرنے کی ضرورت ہے۔

بعض مسیحی جھوٹی فرمانبرداری سے خُدا کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب یروشلیم کے مسیحیوں نے جائیداد کو مشترکہ قرار دے دیا تو برنباس نے اپنی زمین بیچ کر اُس کا روپیہ کلیسیا کو دے دیا۔ حننیاہ اور سفیرہ نے بھی ایسا ہی کیا۔ لیکن

کچھ رقم اپنے پاس رکھ لی - یُوں انہوں نے جھُوٹی فرمانبرداری سے خدا کو خوش کرنے کی کوشش کی - لیکن اِس فرمانبرداری کا انجام بڑا لرزہ خیز نکلا - دونوں میاں بیوی ڈھیر ہو گئے - جھُوٹی فرمانبرداری کی ایک مثال پرانے عہدنامہ میں بھی ملتی ہے - امصیاہ کی قبر پر ایک کتبہ لگا تھا جو اس طرح تھا -

"اور اس نے وہی کیا جو خُدا کی نظر میں ٹھیک تھا پر کامل دل سے نہیں" (۲-تواریخ ۲۵:۲) -

خدائے قدوس کی تابعداری کرنے کے لئے اس کی کامل اور جلالی مرضی کو پُورا کرنا اور جاننا ضروری ہے - رُوحُ القُدس پاک کلام کا مطالعہ کرنے والوں پر اُس کی مرضی ظاہر کرتا ہے "حکم ماننا قربانی چڑھانا سے بہتر ہے" یہاں یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ جہاں لوگ رفتہ رفتہ اور بتدریج اپنی مرضی کو خدا کے لئے تابع کرتے ہیں - وہاں رُوح کی معموری کا تجربہ بھی بتدریج فروغ پاتا ہے -

ساتواں :- دستبرداری

گناہوں سے توبہ کرنے اور مسیح پر ایمان لانے سے نئی پیدائش یعنی نئی انسانیت حاصل ہوتی ہے - ایمان دار کو نئی انسانیت کا تابع ہو کر پُرانی انسانیت سے دستبردار ہونا پڑتا ہے - جس تناسب سے انسان اپنے آپ کو رُوح کے تابع کرتا ہے ، اُسی تناسب سے وہ رُوحُ القُدس کی معمُوری حاصل کرتا ہے - پولُس رسُول اپنے

بارے میں یوں رقم طراز ہے۔

"میں مسیح کے ساتھ مصلوب ہوا ہوں - اور اب میں زندہ نہ رہا بلکہ مسیح مجھ میں زندہ ہے - اور میں جو اب زندگی گذارتا ہوں۔ تو خدا کے بیٹے پر ایمان لانے سے گذارتا ہوں جس نے مجھ سے محبت رکھی اور اپنے آپ کو میرے لئے موت کے حوالے کر دیا" (گلتیوں ۲ : ۲۰)۔

رُوح القُدس کی معمُوری کے نتائج

ایک تابع فرمان مسیحی کو رُوح کی معموری کا تجربہ کئی بار ہوتا ہے - اصل یونانی زبان کے لفظ کا مفہوم پاک رُوح سے مسلسل معمور ہوتے اور بھرتے رہنا ہے - روح سے معمور زندگی سے مندرجہ ذیل نتائج صادر ہوتے ہیں۔

۱۔ مزامیر گیت اور رُوحانی غزلوں سے خُدا کی تمجید کرنا :-

حمد وثنا ایماندار کی زندگی کا طرۂ امتیاز ہے - ہر دور میں رُوح سے معمور زندگیاں - خدائے بزرگ و برتر کی تعریف میں مسیحی غزلیں اور گیت گا کر اُس کی پرستش کرتی رہی ہیں - آج بھی ایماندار روح کی معموری کے بعد زبور اور گیت گانے میں غیر معمولی دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں۔

"اور آپس میں مزامیر اور گیت اور رُوحانی غزلیں گایا کرو۔ اور دل خداوند کے لئے گاتے بجاتے رہا کرو۔ (افسیوں ۵: ۱۹)۔

۲۔ خُدا باپ کا شکر کرنا:۔

"اور سب باتوں میں ہمارے خُداوند یسوؔع مسیح کے نام سے ہمیشہ خُدا کا شکر کرتے رہو" (افسیوں ۵: ۲۰)۔

شکر گزاری خدا پر اعتماد کو ظاہر کرتی۔

"ہر بات میں شکر گزاری کرو۔ کیونکہ مسیح یسوؔع میں تمہاری بابت خدا کی یہی مرضی ہے" (یوحنا ۱: ۹)۔

بڑبڑانا وہ خطرناک گناہ ہے جس کے باعث بنی اسرائیل ملک کنعاؔن میں داخل نہ ہو سکے۔ اور صحرا کی خاک چھانتے رہے۔

۳۔ مسیح کے خوف سے ایک دوسرے کے تابع رہنا:۔

"اور مسیح کے خوف سے ایک دوسرے کے تابع رہو"۔ (افسیوں ۵: ۲۱)۔

رُوح القدس کی معموری کا نتیجہ ایک دوسرے کے تابع رہنا ہے۔

تابعداری مسیحی کردار کی اہم صفت ہے نئے عہدنامہ میں تینس ۳ دفعہ ذکر آیا ہے۔

۴۔ جرأت اور دلیری سے گواہی دینا:۔

شاگرد جب رُوح سے معمُور ہو گئے کہ انکی زندگیوں میں غیر معمولی تبدیلی

دلیری اور جرأت آگئی۔ لونڈی سے ڈرنے والا پطرس علانیہ مسیح خداوند کی منادی کرنے لگا۔

لفظ گواہ ایک یونانی لفظ مارٹاش (MARTYS) سے مشتق ہے۔ اسی سے انگریزی لفظ مارٹائر اخذ کیا گیا ہے۔ گواہ ہونے سے مراد اپنے ایمان خدا کی شہادت دینا ہے۔ گواہی دینے کا فعل رسولوں یا ابتدائی کلیسیا تک ہی محدود نہ تھا۔ بلکہ ہر دور میں کلیسیا کو مصائب اٹھانے اور جان دینے تک اپنے ایمان میں دلیر ہونا چاہیئے۔

"اور ہم اُن سب کاموں کے گواہ ہیں۔ جو اُس نے یہودیوں کے ملک اور یروشلیم میں کئے۔ اور انہوں نے اُسے صلیب پر لٹکا کر مار ڈالا۔ اُس کو خدا نے تیسرے دن جلایا۔ اور ظاہر بھی کر دیا نہ کہ ساری اُمت اُن پر بلکہ اُن گواہوں پر جو آگے سے خدا کے چُنے ہوئے تھے۔ یعنی ہم پر جنہوں نے اُس کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد اس کے ساتھ کھایا پیا" (اعمال ۱۰: ۳۹-۴۱)۔

۵۔ خداوند یسوع مسیح کے لئے زندگی بسر کرنا:۔

"کوئی آدمی دو مالکوں کی خدمت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یا تو ایک سے عداوت رکھے گا۔ اور دوسرے سے محبت۔ یا ایک سے محبت رکھے گا اور دوسرے کو ناچیز جانے گا۔ تم خدا اور دولت دونوں کی خدمت نہیں کر سکتے"، (متی ۶: ۲۴)۔

"مَیں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جب تک گیہوں کا دانہ زمین میں گرکر مَر نہیں جاتا۔ اکیلا رہتا ہے۔ لیکن جب مَر جاتا ہے تو بہت سا پھل لاتا ہے" (یوحنا ۱۲: ۲۴)۔

رُوح سے معمور لوگ اپنی زندگی اپنے خداوند کے لئے بسر کرتے ہیں۔ اُس میں قائم رہنے کے باعث وہ خداوند یسوؔع مسیح کا جلال ظاہر کرتے ہیں۔

۶۔ رُوحانی باتوں کو مادی باتوں پر ترجیح دینا:۔

جب لنگڑے کو شفا دینے پر پطرسؔ کی مخالفت ہوئی۔ تو اُس نے کہا۔ "ہمیں آدمیوں کے حکم کی نسبت خدا کا حکم ماننا زیادہ فرض ہے"۔

۷۔ کلیسیائی رُوحانی ترقی اور مسیح کے جلال کے لئے شخصی فیاضی کا اظہار کرنا:۔

پاک رُوح سے معمور لوگ کلیسیائی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے ہیں۔ اور اپنے وقت، روپے پیسے اور جائیداد کو یسوؔع کی خدمت کیلئے وقف کر دیتے ہیں۔

گیارھواں باب

رُوح کی قوّت

"لیکن جب رُوح القدس تم پر نازل ہوگا تو تم قوت پاؤگے۔ اور یروشلیم اور تمام یہودیہ اور سامریہ میں بلکہ زمین کی انتہا تک تم میرے گواہ ہوگے" (اعمال ۱: ۸)۔

انسانی تاریخ طاقت اور قوّت کی پیہم جدوجہد ہے۔ دُوسروں پر تسلّط جمانے کا اشتیاق اور اپنے قرب و جوار میں رہائش پذیر لوگوں کو زیرِ سایہ رکھنے کی آرزو انسانی فطرت کا حصّہ ہے۔ تاریخ انسانی طاقت کے لرزہ خیز مظاہروں سے بھری پڑی ہے۔ لیکن یہاں ہم ایک الٰہی قُوّت کا ذکر کرنے کو ہیں جو انسان کو موثر اور پھل دار خدمت سر انجام دینے کے قابل بناتی ہے۔

لفظ قوّت کا مصدر اور منبع وہی مادہ ہے۔ جس سے لفظ ڈائنامائیٹ (DYNAMITE) "طاقت" مشتق ہے۔ یہ فی الحقیقت خدا کی قوت ہے۔ جو کسی فرد کی زندگی میں آکر کام کرتی ہے۔ جس سے وہ گناہ پر غالب آکر ایک فتح مند زندگی بسر کرتا ہے۔ خالق نے تین چیزوں کے امتزاج سے آدم کو تخلیق کیا۔

ا۔ بدن۔

ب۔ جان

ج۔ پاک رُوح۔

بائبل مُقدّس غیر مبہم الفاظ میں اِس حقیقت کو بیان کرتی ہے۔ کہ آدمؔ خدا کی شبیہ پر تھا۔ بدن اور نفس (جان) پاک رُوح کے تابع تھے۔ لیکن آدم کی حکم عدولی سے پاک رُوح الگ ہوگیا۔ جس سے نفس کا زور بڑھ گیا اور انسان مکمل طور پر نفس کے قبضہ میں آگیا۔ اُس نے اچھے اور نیک کام کرنے سے اپنی اس کھوئی ہوئی قوت کا اظہار کرنا چاہا۔ لیکن وہ اپنی تمام کوششوں اور مساعیٔ جمیلہ کے باوجود بے نیل و مرام رہا۔ کیونکہ کسی کام کی انجام دہی کے لئے کام کے مطابق قوت کا ہونا لازمی امر ہے۔ جس طرح ایک بڑا پتھر اُٹھانے کے لئے زیادہ طاقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اِسی طرح نفس پر قابو پانے کے لئے انسان کی کھوئی ہوئی طاقت کا بحال ہونا ضرور ہے۔ مسیح خداوند نے انسان کی کھوئی ہوئی طاقت دینے کا وعدہ کیا۔ جو کفّارۂ مسیح پر ایمان لاکر اپنے گناہوں سے مخلصی حاصل کرتے ہیں۔ وہ یقیناً اِسی عظیم الٰہی قوّت سے ملبّس ہوتے ہیں۔

خصوصیات

ا۔ رُوح اُلقدُس کی قوّت اندیکھی اور نادیدنی چیزوں کو حقیقی اور دیدنی صورت میں پیش کرتی ہے۔ یہ نادیدنی حقائق کا صاف اور واضح

علم بخشتی ہے۔ وہ حقائق جو عام حالات میں فہم و ادراک کی رسائی سے بعید ہوتے ہیں۔ رُوح اُلقدس ان کی تفہیم عطا کرتا ہے۔ الیشع کی دعا پر اس کے خادم کی آنکھیں کھل گئیں اور اس نے خدا کی قدرت اور طاقت کا نظارہ کیا۔ موسیٰ رُوح اُلقدس کی قوّت سے معمور نادیدنی باتوں کی خبر دیتا رہا۔

۲۔ آزاد کرنے والی قوّت ہے :-

"کیونکہ زندگی کے رُوح کی شریعت نے مسیح یسوع میں مجھے گناہ اور موت کی شریعت سے آزاد کر دیا"، (رومیوں ۸ : ۲)۔

فطری طور پر انسان گناہ کے قبضہ میں ہے۔ شریعت گناہ سے آزاد نہیں کرتی۔ بلکہ گناہ کو ظاہر کرتی ہے۔ مثلاً جیسے تھرمامیٹر بخار کو ظاہر کرتا ہے۔ مگر بخار کا علاج نہیں۔ رُوح اُلقدس کی قوّت انسان کو توبہ کی طرف مائل کرتی ہے۔ گناہ گار انسان میں احساسِ گناہ دو طریقوں سے پیدا ہوتا ہے۔

ا۔ رُوح القدس ایماندار کے وسیلہ سے گنہگار انسان کے دل میں احساسِ گناہ پیدا کرتا ہے۔

ب۔ رُوح اُلقدس کلام مقدس کے وسیلہ سے احساسِ گناہ پیدا کرتا ہے۔

فرض کریں کہ ایک آدمی نے اپنی ہتھیلی پر کتاب رکھی ہے۔ اس کتاب پر دو قوتیں کارفرما ہیں۔ کششِ ثقل کتاب کو نیچے زمین کی طرف

کھینچتی ہے۔ جبکہ ہاتھ کی طاقت اُسے اُوپر کی طرف اُٹھاتی ہے۔ جب آدمی اپنے ہاتھ کو اُٹھاتا ہے تو کتاب زمین پر گر جاتی ہے لیکن اگر وہ اپنے ہاتھ کو اوپر اٹھائے تو بلاشبہ کتاب بھی اُوپر اٹھ جاتی ہے۔ یعنیہ گناہ اور موت کی شریعت کی قوت انسان کو نیچے کی طرف کھینچتی ہے۔ اور خداوند یسوؔع مسیح میں زندگی کے رُوح کی شریعت اوپر کی طرف۔

پاک رُوح کیسے احساسِ گناہ پیدا کرتا ہے

۱۔ گناہ کا ہولناک انجام ظاہر کرنے سے احساسِ گناہ پیدا ہوتا ہے۔

"اِس لئے کہ سب نے گناہ کیا اور خدا کے جلال سے محروم ہیں" (رومیوں ۳: ۲۳)۔

"جو جان گناہ کرتی ہے وہی مرے گی۔ بیٹا باپ کے گناہ کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ اور نہ باپ بیٹے کے گناہ کا بوجھ صادق کی صداقت اُسی کے لئے ہوگی۔ اور شریر کی شرارت شریر کے لئے" (حزقی ایل ۱۸: ۲۰)۔

"مَیں تم سے کہتا ہوں کہ نہیں بلکہ اگر تم توبہ نہ کروگے تو سب اِسی طرح ہلاک ہوگے" (لوقا ۱۳: ۳)

۲۔ یسوؔع مسیح کو پیش کرنے سے احساسِ گناہ پیدا ہوتا ہے۔

رُوح القدس کے طفیل جب گنہگار انسان صلیب پر لٹکے ہوئے لہولہان یسوؔع پر نگاہ ڈالتا ہے تو اُس کے دل میں گناہ کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ وہ سمجھ جاتا ہے کہ ایک راستباز کیوں ناراستوں کی خاطر

اپنی جان دے رہا ہے۔ وہ اپنے گناہوں سے توبہ کر کے کفّارہ مسیح پر ایمان لا کر ایک فتح مند زندگی بسر کرتا ہے۔

۳۔ رُوح اُلقدُس نہ صرف گناہ کی قید سے آزادی بخشتا ہے بلکہ گناہ میں گرنے سے بچاتا ہے۔

"مگر میں یہ کہتا ہُوں کہ رُوح کے موافق چلو تو جسم کی خواہش کو ہرگز پُورا نہ کرو گے۔" (گلتیوں ۵ : ۱۰)

۳۔ بولنے کی قوّت بخشتا ہے :۔

خداوند یسوّع مسیح کی مصلوبیّت اور جی اُٹھنے کے وقت تک شاگرد خائف اور سراسیمہ تھے۔ لیکن جونہی عیدِ پنتکست کے دن رُوح اُلقدُس کا نزول ہُوا۔ ان کا خوف جاتا رہا۔ بند ہونٹوں میں حرکت پیدا ہو گئی۔ اور وہ دلیرانہ زندہ مسیح کا پرچار کرنے لگے۔ جہاں کہیں وہ گئے۔ لوگ اُنکے غیر معمولی جوش وجذبہ سے دنگ رہ گئے اور پکار اُٹھے۔

"جنہوں نے جہان کو باغی کر دیا وُہ یہاں بھی آ گئے۔"

پطرس کے پیغام کی شعلہ بیانی رُوحُ القدُس کی بدولت تھی۔ وہ بادشاہوں کی عدالتوں میں رُوحُ القدُس سے معمور دلیرانہ گواہی دیتا تھا۔

۴۔ دُعا کرنی کی قوّت ملتی ہے :۔

مسیحی تاریخ میں ایسے بے شمار واقعات ملتے ہیں۔ جب ایمانداروں نے کٹھن اور صبر آزما حالات میں دُعا کے ذریعہ خُدا سے الٰہی قوّت

حاصل کی۔

عیدِ پنتکست سے قبل شاگرد اور دوسرے ایماندار دس دن تک ایک جگہ باہم مل کر دُعا کرتے لکھا ہے۔

"اور یہ رسولوں سے تعلیم پانے اور رفاقت رکھنے اور روٹی توڑنے اور دعا میں مشغول رہے"۔ (اعمال ۲: ۴۲)۔

ہیکل کا وہ دروازہ جو خوبصورت کہلاتا ہے۔ اس کے نزدیک ایک لنگڑا بیٹھتا تھا۔ جب پطرس اور یوحنا کا وہاں سے گزر ہُوا تو انہوں نے لنگڑے کو ٹھیک کر دیا۔ اِس پر مذہبی عدالت نے پطرس اور یوحنا کو پکڑ کر ڈرایا دھمکایا۔ لیکن جونہی خداوند یسوع مسیح کے سچے پرستار قید و بند کی صعوبتوں سے چھوٹے دُعا میں جُھک گئے۔ نتیجتہً وہ مکان جس میں وہ دُعا کر رہے تھے ہل گیا۔ نئی جرأت نئی دلیری اور نئے عزم سے گواہی دینے میں لگ گئے۔

کسی نے خُوب کہا ہے "دُعا کا فقدان قوّت کا فقدان ہے"۔ روزمرّہ کا مُشاہدہ ہے کہ وہ لوگ جن میں قوّت کم ہوتی ہے۔ دوسروں کی نسبت جلدی بیماریوں سے متاثر ہوتے ہیں۔ بعینہ وہ لوگ جو الٰہی قوّت سے محروم ہوتے ہیں، جلد شیطان کے قبضہ میں آجاتے ہیں۔

۵۔ فرمانبرداری کرنے کی قوّت ملتی ہے :۔

فرمانبرداری شاگردوں اور رسُولوں کی زندگیوں کا طرۂ امتیاز تھی۔ جس کے نام کا وہ پرچار کرتے تھے۔ اس کے احکام کو انہوں نے حرزِ جان بنا رکھا تھا۔ سردار کاہن نے پطرس اور یوحنا کو پکڑ کر ڈرایا اور دھمکایا

اور تاکید کی کہ آئندہ یسوع کا نام لے کر منادی نہ کرنا۔ اس پر پطرس اور یوحنا نے جواب دیا "آیا خدا کے نزدیک یہ واجب ہے کہ خدا کی بات سے زیادہ تمہاری بات سنیں"۔ یہ جرأت اور دلیری جس سے وہ اپنے مالک کی فرمانبرداری کرتے تھے روح القدس کی قوت کے طفیل تھی۔ کلامِ مقدس سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ روح القدس کی قوت اُن لوگوں کو ملتی ہے جو اُس کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔

"اور ہم اِن باتوں کے گواہ ہیں۔ اور روح القدس بھی جسے خدا اُنہیں بخشتا ہے جو اس کا حکم مانتے ہیں"۔ (اعمال ۵: ۳۲)۔

حکم ماننے کی فضیلت کو بائبل مقدس یوں ظاہر کرتی ہے۔

"حکم ماننا قربانی چڑھانے سے بہتر ہے"۔ (اسموئیل ۱۵: ۲۸)۔

۶۔ امتیاز کی قوت ملتی ہے:۔

یہ روح القدس کی قوت کا کمال ہے کہ پطرس اور یوحنا نے لنگڑے کے دل کی بات بھانپ لی اور حننیاہ اور سفیرہ کی ریاکاری ظاہر ہو گئی۔ شیطان کے پاس ہمیشہ بدروحوں کی ایک مسلح دستہ فوج تیار رہے جو کلیسیا کی روحانی زندگی میں خلل ڈالنے کے درپے رہتی ہے۔ اِس فوج کے دفاع کے لئے روح القدس کی قوت ہمیں امتیاز کی قوت بخشتی ہے تاکہ کلیسیا جھوٹی اور باطل روحوں کا امتیاز کر سکے۔

بسا اوقات لوگ روح القدس کی قوت سے نہیں۔ بلکہ اپنے دنیوی

تعلقات کی بنا پر امتیاز کرتے ہیں۔ لیکن اپنی مرضی اور امتیاز کو دہ خُدا سے منسوب کرتے ہیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ مَیں اپنی بیوی بچّوں سمیت طرابلس میں مقیم تھا۔ خدا کے رُوح اُلقُدس نے ہمیں یسوع کے جلال اور کلیسیا کی روحانی ترقی کے لئے استعمال کیا۔ ایک چھوٹی سی کلیسیا بن گئی۔ کلیسیائی امور کی انجام دہی کے لئے کمیٹی اور چیئرمین کا انتخاب ہُوا۔ اس انتخاب میں ایک ناپسندیدا اور دو بیویوں کے شوہر نے کلیسیائی کمیٹی کا چیئرمین بننا چاہا۔ جس پر کچھ لوگوں نے عَلمِ اِحتجاج بُلند کیا۔ ایک نام نہاد مسیحی بھائی سے جو صاحبِ موصوف کا حامی تھا۔ جب استفسار کیا گیا کہ ایسا شخص کلیسیائی امور کی انجام دہی کے لئے موزوں نہیں اور کتابِ مُقدّس کے معیار پر پُورا نہیں اُترتا۔ تو بھائی نے نہایت مومنانہ انداز میں جواب دیا۔

"خدا کی مرضی ہے کہ ہمارا یہ بھائی کلیسیائی کمیٹی کا صدر ہو۔"

یقیناً رُوح اُلقُدس کی قدرت ہمیں امتیاز کرنے کی صلاحیت عطا کرتی ہے۔ لیکن ہم میں سے بہت سے لوگ اپنے ذاتی اور شخصی تعلّقات اور اغراض و مقاصد کے پیشِ نظر غلط فیصلے کرتے ہیں۔

کسی نے کہا "اب الیشع کا خُدا نہیں رہا" اِس پر برجستہ جواب ملا "اب الیشع بھی تو نہیں رہے۔"

آج جلوہ طور تو موجود ہے۔ لیکن موسیٰ معدوم ہیں۔ وہ آج بھی کہہ رہا ہے :۔

ے ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دِکھلائیں کِسے رہرو منزل ہی نہیں۔

۷۔ معجزات کی قوّت ملتی ہے :۔

معجزہ کے معنیٰ "قدرتی منصوبہ بندی پر فوق الفطری عمل" ہے۔ یہ خدا کا ایسا کام ہے جو طبعی انسان کے لئے ناممکن نظر آتا ہے۔ اور جس کی فطری اور طبعی تشریح نہیں کی جا سکتی۔

کلیسیا کے ابتدائی دور پر نگاہ ڈالنے سے معجزات کی قوّت کارفرما نظر آتی ہے۔ ایک آدمی جو چالیس سال سے لنگڑا تھا، ایک بڑی بھیڑ کے سامنے مسیح پاک کے نام سے مکمل شفا پا گیا۔ کود کر کھڑا ہو گیا اور چلنے پھرنے لگا۔

"اور وہ کود کر کھڑا ہُوا۔ اور چلنے پھرنے لگا اور چلتا اور کودتا ہوا خُدا کی حمد کرتا ہوا اُن کے ساتھ ہیکل میں گیا" (اعمال ۳ : ۸)۔

جب رسُول جیل خانہ میں تھے۔ اور قید و بند کی صعوبتیں جھیل رہے تھے تو خداوند کے فرشتہ نے آ کر جیل خانہ کے دروازے کھول دیئے۔

"اور رسُولوں کو پکڑ کر عام حوالات میں رکھ دیا۔ مگر خُداوند کے ایک فرشتہ نے رات کو قید خانہ کے دروازے کھولے" (اعمال ۵ : ۱۸-۱۹)۔

لدّہ میں بیداری کا محرّک اینیاسس نامی مفلوج کا شفا پانا تھا۔

"وہاں اینیاسؔ نام ایک مفلوج کو پایا جو آٹھ برس سے چارپائی پر پڑا تھا۔ پطرسؔ نے اُس سے کہا اے اینیاسؔ! مسیح یسوع تجھے شفا دیتا ہے۔ اُٹھ آپ اپنا بستر بچھا۔ وہ

فوراً اُٹھ کھڑا ہُوا۔ تب لدّہ اور شارون کے سب رہنے والے اُسے دیکھ کر خداوند کی طرف رجوع لائے" (اعمال ۹: ۳۳ تا ۳۵)۔

یافا شہر میں بیداری تبیتا نام ایک ایماندار عورت کے مُردوں میں سے زندہ کئے جانے سے شروع ہوئی۔

"یہ بات سارے یافا میں مشہور ہوئی اور بہتیرے خداوند پر ایمان لے آئے" (اعمال ۹: ۴۲)۔

یہ معجزات کی قوت ابتدائی کلیسیا تک ہی محدود نہ تھی۔ بلکہ آج بھی رُوح القُدس کی قوت سے معجزات رونما ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر کرٹ ای کچ اپنی کتاب "انڈونیشیا میں بیداری" اور ڈان کرافورڈ "انڈونیشیا میں معجزات" میں اِس بات پر متفق البیان ہیں کہ نئے عہدنامہ میں ہونے والا تقریباً ہر معجزہ انڈونیشیا میں بیداری کے ایام میں وقوع پذیر ہُوا۔

رُوح القُدس کی قوت کا کام

ا۔ گمراہ انسان کے تعلق سے رُوح القُدس کا کام:۔

۱۔ رُوح القُدس غیر نجات یافتہ انسان کو قبولِ نجات کے لئے قائل کرتا ہے:

"لیکن مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے

لئے فائدہ مند ہے۔ کیونکہ اگر مَیں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا۔ لیکن اگر جاؤں گا تو اُسے تمہارے پاس بھیج دُوں گا۔ اور وہ آکر دنیا کو گناہ اور راستبازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائے گا۔ گناہ کے بارے میں اِس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لاتے۔ راستبازی کے بارے میں اِس لئے کہ مَیں باپ کے پاس جاتا ہوں۔ اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ عدالت کے بارے میں اِس لئے کہ دُنیا کا سردار مجرم ٹھہرایا گیا ہے۔" (یوحنّا ۱۶: ۴-۷)۔

۲- رُوح اُلقُدس گناہ کے بارے میں مجرم ٹھہراتا ہے۔

"گناہ کے بارے میں اِس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لاتے" (یوحنّا ۱۶: ۹)۔

۳- رُوح القُدس برگشتہ اِنسان پر ظاہر کرتا ہے کہ اُسے مسیح کی شخصی راستبازی سے استفادہ کرنے کی ضرورت ہے۔

"راستبازی کے بارے میں اِسلئے کہ مَیں باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے" (یوحنّا ۱۶: ۱۰)۔

۴- رُوح القُدس گمراہ انسانوں کو مسیح کے پاس آنے کی دعوت دیتا ہے۔

"اور رُوح اور دُلہن کہتی ہیں آ اور سننے والا بھی کہے آ

اور جو پیاسا ہو وہ آئے اور جو کوئی چاہے آبِ حیات مُفت لے" (مکاشفہ ۲۲ : ۷) ۔

۵۔ رُوح اُلقُدس کی بدولت پُرانا اِنسان نیا مخلوق بنتا ہے۔

"تو اُس نے ہمیں نجات دی مگر راستبازی کے کاموں کے سبب سے نہیں جو ہم نے خود کئے۔ بلکہ اپنی رحمت کے مُطابق نئی پیدائش کے غسل اور رُوح اُلقُدس کے ہمیں نیا بنانے کے وسیلہ سے" (ططس ۳ : ۵) ۔

ایمانداروں کے تعلق سے رُوح اُلقُدس کا کام۔

۱۔ رُوح اُلقُدس ایمانداروں کے دل میں سکُونت پذیر ہوتا ہے

"کیا تم نہیں جانتے کہ تم خُدا کا مَقدِس ہو اور خُدا کا رُوح تم میں بسا ہوا ہے" (۱۔کرنتھیوں ۳ : ۱۶) ۔

۲۔ رُوح اُلقُدس ایمانداروں کو نجات کی یقین دہانی کراتا ہے۔

"رُوح خود ہماری رُوح کے ساتھ مل کر گواہی دیتا ہے کہ ہم خدا کے فرزند ہیں۔ اور اگر فرزند ہیں تو وارث بھی ہیں۔ یعنی خدا کے وارث اور مسیح کے ہم میراث۔ بشرطیکہ ہم اُسکے ساتھ دُکھ اُٹھائیں تاکہ اُسکے ساتھ جلال بھی پائیں" (رومیوں ۸ : ۱۶-۱۷) ۔

۳- رُوح اُلقُدس نئے مخلوق کو خُدا کے ساتھ پیدا ہونے والے نئے رشتہ کے بارے میں بتاتا ہے :-

"اور چونکہ تم بیٹے ہو- اِس لئے خدا نے اپنے بیٹے کا رُوح ہمارے دِلوں میں بھیجا- جو اَبّا یعنی اَے باپ کہہ کر پکارتا ہے" (گلتیوں ۴: ۶)-

۴- رُوح اُلقُدس خُدا اور انسان کی مرضی میں ہم آہنگی پیدا کرتا ہے-

"کیونکہ جو تم میں نیت اور عمل دونوں کو اپنے نیک ارادہ میں انجام دینے کے لئے پیدا کرتا ہے- وہ خدا ہے" (فلپیوں ۲: ۱۳)-

۵- رُوح اُلقُدس ایماندار کو نیا ذہن اور نیا دل عطا کرتا ہے-

"مگر میں یہ کہتا ہوں کہ رُوح کے موافق چلو تو جسم کی خواہش کو ہرگز پُورا نہ کرو گے" (گلتیوں ۵: ۱۶)-

۶- رُوح اُلقُدس مسیح کی مرضی کو ایماندار پر ظاہر کرتا ہے-

"لیکن مددگار یعنی رُوح اُلقُدس جسے باپ میرے نام سے

بھیجے گا۔ تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے۔ وہ سب تمہیں یاد دلائے گا" (یوحنا ۱۴:۲۰)

"لیکن جب وہ مددگار آئے گا جس کو میں باپ کی طرف سے تمہارے پاس بھیجوں گا یعنی رُوحِ حق جو باپ سے صادر ہوتا ہے۔ تو وہ میری گواہی دے گا" (یوحنا ۱۵:۲۰)۔

"لیکن جب وہ یعنی رُوحِ حق آئے گا۔ تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔ اِس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سُنے گا وہی کہے گا۔ اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگا" (یوحنا ۱۶:۱۳)۔

۷۔ رُوح اُلقُدس ایماندار کو مُؤثّر خدمت کے لئے قوّت عطا کرتا ہے۔

"لیکن جب رُوح اُلقُدس تم پر نازل ہوگا۔ تو تم قوّت پاؤ گے۔ اور یروشلیم تمام یہودیہ اور سامریہ میں بلکہ زمین کی انتہا تک میرے گواہ ہو گے" (اعمال ۱:۸)۔

۸۔ رُوح اُلقُدس دُعائیہ زندگی بسر کرنے میں ایماندار کی مدد کرتا ہے۔

"اِسی طرح رُوح بھی ہماری کمزوری میں مدد کرتا ہے۔

کیونکہ جس طور سے ہم کو دُعا کرنا چاہیئے ہم نہیں جانتے مگر رُوح خود ایسی آہیں بھر بھر کر ہماری شفاعت کرتا ہے۔ جن کا بیان نہیں ہو سکتا۔ اور دلوں کا پرکھنے والا جانتا ہے کہ رُوح کی کیا نیت ہے۔ کیونکہ وہ خدا کی مرضی کے مُوافق مُقدّسوں کی شفاعت کرتا ہے" (رومیوں ۸: ۲۶-۲۷)۔

۹- یہ باطنی اِنسانیت میں زورآور بناتا ہے :-

" وہ اپنے جلال کی دولت کے موافق تمہیں یہ عنایت کرے کہ تم اُس کے رُوح سے اپنی باطنی اِنسانیت میں بہت ہی زورآور ہو جاؤ"، (افسیوں ۳: ۱۰)۔

۱۰- یہ رُوح کا پھل پیدا کرتا ہے :-

" مگر رُوح کا پھل محبّت، خوشی، اطمینان، تحمّل، مہربانی، نیکی، ایمانداری، حلم، پرہیزگاری ہے" (گلتیوں ۵: ۲۲-۲۳)۔

۱۱- یہ ایماندار کو سچائی کی راہ دکھاتا ہے :-

" جب وُہ یعنی رُوحِ حق آئیگا تو تم کو سچائی کی راہ دکھائیگا" (یوحنّا ۱۶: ۱۳)۔

۱۲- یہ خُداوند یسوع مسیح کی تعلیم یاد دلاتا ہے :-

"لیکن مددگار یعنی رُوح اُلقدُس جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا۔ وہی تمہیں سب باتیں سکھلائے گا۔ اور جو کچھ مَیں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا" (یوحنا ۲۶:۱۹)

۱۳- یہ ایماندار کو اپنے محبوبِ حقیقی کی عبادت کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

"مختون تو ہم ہیں جو خدا کے رُوح کی ہدایت سے عبادت کرتے ہیں" (فلپیوں ۳:۳)۔

۱۴- یہ خاص خدمت کی انجام دہی کے لئے ایماندار کو مقرّر کرتا ہے۔

"جب وہ خداوند کی عبادت کر رہے اور روزے رکھ رہے تھے تو رُوح اُلقدُس نے کہا میرے لئے برنباس اور ساؤل اس کام کے واسطے مخصوص کر دو۔ جس کے واسطے مَیں نے اُن کو بلایا ہے.... وہ رُوح اُلقدُس کے بھیجے ہُوئے سلوکیہ کو گئے" (اعمال ۱۳: ۲-۴)۔

۱۵- یہ روزمرّہ کی زندگی میں ایماندار کی ہدایت و رہنمائی کرتا ہے۔

"وہ فروگیہ اور گلتیہ کے علاقوں میں سے گذرے کیونکہ رُوح اُلقدُس نے اُنہیں آسیہ میں کلام سنانے سے منع کیا اور اُنہوں نے موسیہ کے قریب پہنچ کر بتونیہ میں جانے کی کوشش کی مگر یسوع کے رُوح نے انہیں جانے نہ دیا"

(اعمال ۱۶: ۶-۷)۔

۱۶- یہ ایمانداروں کے فانی جسموں کو زندہ کرے گا۔

"اگر اُسی کا رُوح تم میں بسا ہُوا ہے جس نے یسوع کو مُردوں میں سے جلایا تو جس نے مسیح یسوع کو مُردوں میں سے جلایا وہ تمہارے فانی بدنوں کو بھی اپنے اُسی رُوح کے وسیلہ سے زندہ کرے گا جو تم میں بسا ہوا ہے" (رومیوں ۸: ۱۱)۔

قُوّت کے چشمے

۱- پختہ ایمان:-

ابتدائی کلیسیا کی طاقت اور قُوّت کا چشمہ ان کا پختہ ایمان تھا۔ جب پنتکست کے دِن رُوح اُلقدُس کلیسیا میں آیا۔ تو پطرس نے بائبل مُقدّس میں سے اِس کی تصدیق کی۔

"خداوند فرماتا ہے کہ آخری دنوں میں ایسا ہوگا کہ میں اپنے رُوح میں سے ہر فرد و بشر پر ڈالونگا۔ اور تمہارے بیٹے اور بیٹیاں نبوّت کریں گی۔ اور تمہارے جوان رویا اور تمہارے بڈھے خواب دیکھیں گے۔ بلکہ میں اپنے بندوں اور اپنی بندیوں پر بھی اُن دنوں میں اپنے رُوح میں سے ڈالوں گا اور وہ نبوّت کریں گی" (اعمال ۲: ۱۷-۱۸)۔

یوایل نبی کا یہ اقتباس جو پطرس نے پیش کیا، اِس حقیقت کی نشاندہی کرتا ہے کہ وہ صاف اور سچے دل سے خدا کے کلام پر ایمان رکھتے تھے۔

۲۔ کلامِ مُقدّس کا مُطالعہ :-

عیدِ پنتکُست کے دِن پطرس رسُول کا یوایل نبی کی کتاب سے اقتباس اِس حقیقت کا بین ثبوت ہے کہ وہ لوگ کلامِ مُقدّس کا مطالعہ کرتے اور ابلیس کے خلاف اس کو اِستعمال کرتے تھے۔

۳۔ دُعا :-

ایک اور چشمہ جسکی آواز رسُولوں کے اعمال میں گونجتی ہے دُعا ہے۔ دُعا کے ذریعہ خدا کے ساتھ رفاقت رکھنا ابتدائی (رسُولی) کلیسیا کا طرۂ امتیاز تھا۔ وہ روزانہ ایک دل ہوکر دُعا میں لگے رہتے تھے ایذارسانیوں اور مشکل کے باوجود بہ دِل و جان سے دُعا کرتے تھے۔

قوت کے حصول میں رکاوٹیں

۱- تمام گناہوں سے دست بردار نہ ہونا:-

جس طرح کسی مشین میں ایک چھوٹا سا پتھر پھنس جانے سے مشین بند ہو جاتی ہے۔ بالکل اسی طرح ایک چھوٹے سے گناہ سے روحانی زندگی کی نشو ونما رک جاتی ہے۔

ایک دفعہ ایک نوجوان ویلڈر کی آنکھ میں چھوٹا سا دھات کا ٹکڑا لگا تو اُس کی بصارت جاتی رہی۔ بسا اوقات رُوحانی بصارت چھوٹے سے گناہ سے جاتی رہتی ہے۔ اِسی لئے زبُور نویس لکھتا ہے۔

"اگر میں بدی کو اپنے دِل میں رکھتا تو خُداوند میری نہ سُنتا..." (زبور ۶۶: ۱۸)۔

۲- غیر حقیقی اقرار اور تقدیس:-

"مجھے یاد ہے طرابلس میں ہمارے ایک دوست نے چرچ میں کھڑے ہو کر سگریٹ نوشی سے باز رہنے کا اقرار کیا۔ اور بعدازاں چھُپ چھُپ کر سگریٹ نوشی جاری رکھی۔

حزقی ایل فرماتا ہے۔ "اے آدمزاد ان مردوں نے اپنے بتُوں کو دل میں نصب کیا ہے۔ اور اپنی ٹھوکر کھلانے والی بدکرداری کو اپنے سامنے رکھتا ہے" (حزقی ایل ۱۴: ۳)۔

۳- غلط مقاصد :-

اکثر مسیحی اپنی ذاتی توقیر کے لئے خُدا سے کچھ مانگتے ہیں۔ لیکن جس طرح پُرانے عہدنامہ میں مسح کا تیل جسم پر ڈالنا منع تھا۔ اسی طرح ذاتی توقیر کے لئے الٰہی قوت حاصل نہیں ہو سکتی۔ رسُول رقمطراز ہے۔

"تم مانگتے ہو اور پاتے نہیں اس لئے کہ بُری نیت سے مانگتے ہو تاکہ عیش و عشرت میں خرچ کرو" (یعقوب ۴ : ۳)۔

۴- ایمان کے پیغام سے انحراف :-

رسُول لکھتا ہے "میں تم سے صرف یہ دریافت کرنا چاہتا ہُوں کہ تم نے شریعت کے اعمال سے رُوح کو پایا یا ایمان کے پیغام سے" (گلتیوں ۳ : ۲)۔

بارھواں باب

رُوحانی نعمتیں

نِعمت ایک ایسا لفظ ہے جس کے سُنتے ہی احساس پیدا ہوتا ہے کہ یہ محنت کا صلہ نہیں بلکہ مُفت انعام ہے۔ روحانی نعمتوں کا بیان تین حوالہ جات میں ملتا ہے۔

۱۔ رومیوں بارہ[۱۲] باب میں۔

۲۔ ۱۔کرنتھیوں ابواب بارہ[۱۲] اور چودہ[۱۴] میں۔

۳۔ افسیوں باب چار میں۔

کلیسیا محض ایک معاشرتی یا عدلی تنظیم نہیں بلکہ ایک زندہ نظامِ حیات ہے۔ جیسے طبعی بدن اور سَر کے درمیان تعلقِ حیات ہوتا ہے۔ بعینہٖ مسیح اور کلیسیا کے مابین پختہ رشتے استوار ہیں۔ انسانی بدن رُوح کے طفیل قوی ہے۔ اس کے اندر زندگی ہے۔ اسی طرح کلیسیا جو مسیح کا بدن ہے، رُوح القدس کی قوت کی بدولت زندگی رکھتی ہے۔ رُوح القدس کلیسیا کو روحانی نعمتیں عطا کرتا ہے۔ ان نعمتوں کے بغیر کلیسیا مسیح کا بدن کہلانے کا حق دار نہیں۔

رُوحانی نعمتوں کی فہرست

۱۔ حکمت کا کلام۔

۲۔ علمیت کا کلام۔

۳۔ ایمان۔

۴۔ شفا دینے کی توفیق۔

۵۔ معجزوں کی قدرت۔

۶۔ نبوّت۔

۷۔ روحوں کا امتیاز۔

۸۔ غیر زبانیں بولنا۔

۹۔ غیر زبانوں کا ترجمہ۔

رُوحانی نعمتوں کی تقسیم

مذکورہ بالا رُوحانی نعمتوں کو تین گروہوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

۱۔ وہ نعمتیں جن میں "کہنے" کے معنی پائے جاتے ہیں۔

ا۔ نبوّت

ب۔ غیر زبانیں بولنا۔

ج۔ غیر زبانوں کا ترجمہ۔

۲۔ وہ نعمتیں جس میں "کرتے" کے معنی پائے جاتے ہیں۔

ا۔ شفا دینے کی قوّت۔

ب۔ معجزے۔

ج۔ ایمان۔

۳۔ وہ نعمتیں جن میں "جاننے" کے معنی پائے جاتے ہیں۔

ا۔ روحوں کا امتیاز۔

ب۔ علمیت۔

ج۔ حکمت کا کلام۔

رُوحانی نعمتوں کے مقاصد

رُوحانی نعمتیں بچّوں کے کھلونے نہیں یہ خدا کی بخششیں ہیں۔ اِس لئے اِن کو خودغرضانہ اور نفس پرور مقاصد کے لئے استعمال کرنا المناک غلطی ہوتی ہے۔ کلیسیا میں یہ روحانی نعمتیں ہیں۔

ا۔ دنیا میں مسیح کے بدن کو ظاہر کرنا:۔

کرنتھس کی کلیسیا کے نام پہلے خط میں پولس رسُول کلیسیا کو بطور مسیح کا بدن پیش کرتا ہے۔

"کیونکہ جس طرح بدن ایک ہے اور اُس کے بہت سے اعضا ہیں۔ اور بدن کے سب اعضا گو بہُت سے ہیں۔ مگر باہم مل کر ایک ہی بدن ہیں۔ اسی طرح مسیح بھی ہے۔ چنانچہ بدن میں ایک ہی عضو نہیں بلکہ بہت سے ہیں۔ اسی طرح تم مل کر مسیح کا بدن ہو۔ اور فرداً فرداً اعضا ہو" (ا۔کرنتھیوں ۱۲: ۱۲، ۱۴، ۲۷)۔

اپنی زمینی زندگی کے دوران تو مسیح خداوند ایک وقت میں ایک ہی جگہ کام کرتے تھے، لیکن اب رُوح اُلقدس کے طفیل وہ اپنے اَن گنت ایمانداروں کے وسیلہ سے اپنے آپ کو دنیا پر ظاہر کرتے ہیں۔ جب ایمانداروں کی جماعت کلیسیا میں رُوحانی نعمتیں عمل میں آتی ہیں۔ تو کلیسیا موثر طریقہ سے مسیح کو دنیا پر ظاہر کرتی ہے۔

۲۔ بشارتی کام کی توسیع کے لئے :-

"اور اُس نے اُن سے کہا کہ تم تمام دنیا میں جا کر ساری خلقت کے سامنے انجیل کی منادی کرو۔ جو ایمان لائے اور بپتسمہ لے وہ نجات پائے گا۔ اور جو ایمان نہ لائے وہ مجرم ٹھہرایا جائے گا۔ اور ایمان لانے والوں کے درمیان یہ معجزے ہوں گے۔ وہ میرے نام سے بدرُوحوں کو نکالیں گے۔ سانپوں کو اُٹھا لیں گے۔ اور اگر کوئی ہلاک کرنے والی چیز پئیں گے۔ تو انہیں کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔ وہ بیماروں پر ہاتھ رکھیں گے تو وہ اچھے ہو جائیں گے۔"

(مرقس ۱۶: ۱۵-۱۸)۔

بشارت کا یہ کام انسانی کوشش سے نہیں بلکہ روحانی نعمتوں سے پایۂ تکمیل کو پہنچتا ہے۔ روحانی نعمتوں سے انجیلی حقائق کی تصدیق ہوتی ہے۔

۳۔ کلیسیائی ترقی کے لئے :-

"لیکن جو نبوت کرتا ہے وہ آدمیوں سے ترقی نصیحت

اور تسلی کی باتیں کرتا ہے۔ پس تم جب روحانی نعمتوں کی آرزو رکھتے ہو۔ تو ایسی کوشش کرو کہ تمہاری نعمتوں کی افزونی سے کلیسیا کی ترقی ہو۔ پس اے بھائیو! کیا کرنا چاہیئے؟ جب تم جمع ہوتے ہو تو ہر ایک دل میں مزمور یا تعلیم یا مکاشفہ یا بیگانہ زبان یا ترجمہ ہوتا ہے۔ بہت کچھ روحانی ترقی کے لئے ہونا چاہیئے" (۱۔کرنتھیوں ۱۴: ۳، ۱۲، ۲۶)۔

۴۔ خُدا کے لوگوں کی مخلصی کے لئے:۔

رُوحانی نعمتوں کے باعث خدا کے لوگ مخلصی حاصل کرتے ہیں۔ پرانے عہدنامے میں ایسے بے شمار واقعات ہیں۔ جہاں خدا کے برگزیدہ لوگوں نے مافوق الفطرت طریقہ سے مخلصی حاصل کی۔

۵۔ کلیسیائی کاملیت کے لئے:۔

"اور اُس نے بعض کو رسول اور بعض کو نبی اور بعض کو مبشّر اور بعض کو چرواہا اور بعض کو استاد بنا کر دے دیا۔ تاکہ مُقدّس لوگ کامل بنیں۔ اور خدمت گذاری کا کام کیا جائے۔ اور مسیح کا بدن ترقی پائے۔ جب تک ہم سب کے سب خدا کے بیٹے کے ایمان اور اُس کی پہچان میں ایک نہ ہو جائیں۔ اور کامل انسان نہ بنیں یعنی مسیح کے پُورے قد کے اندازے تک نہ پہنچ جائیں" (افسیوں ۴: ۱۱-۱۲)

کلیسیائی تواریخ اِس حقیقت کی نقیب ہے کہ بسا اوقات کچھ گندم نما جو فروشوں نے دوسروں پر ذاتی روحانی برتری ظاہر کرنے کے لئے حقیقی رُوحانی نعمتوں کی بجائے۔ مصنوعی اور بناوٹی نعمتوں کا اظہار کیا۔ اور زیادہ سے زیادہ رُوحانی نعمتیں اپنے آپ سے منسوب کیں۔ تاکہ دوسرے لوگ اُن کی روحانیت کا لوہا مانیں۔ عالمی پینتکاسٹل کے سابقہ جنرل سیکرٹری ڈیوو اٹسن لکھتے ہیں۔

کلیسیائی نعمتوں میں پاک رُوح کی نعمتوں کی غیر موجودگی اور اِن کے بارے میں عدم واقفیت سے زیادہ اور کوئی افسوس ناک بات نہیں۔ ہماری کلیسیاؤں میں رُوح اُلقدُس کی نعمتوں کے حقیقی اظہار کی بجائے رُوح کی موجودگی کے جسمانی اور جذباتی ردّعمل زیادہ پائے جاتے ہیں۔ میں اِس بات کو بدعت جانتا ہوں کہ تھرتھرانے۔ کانپنے۔ گرنے۔ ناچنے تالی بجانے۔ شور مچانے اور ایسے دیگر افعال کو پاک روح کا اظہار قرار دیا جائے۔ یہ انسانی ردّعمل ہیں۔ جو پاک روح کے حقیقی اظہار کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔

رُوحانی نعمتوں کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل باتوں کو ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیئے۔

۱۔ روحانی نعمتیں مسیحی زندگی کا جزوِ لاینفک۔

۲۔ رُوح اُلقدُس خدا کے ارادہ کے موافق روحانی نعمتیں ایمانداروں میں بانٹتا ہے۔ اِن رُوحانی نعمتوں کا ظہور انسانی ارادہ سے نہیں بلکہ رُوح اُلقدُس کے طفیل ہے۔

"کیونکہ انسانوں میں سے کون کسی انسان کی باتیں جانتا

ہے۔ سوا انسان کی اپنی رُوح کے جو اُس میں ہے؟ اسی طرح خدا کے رُوح کے سوا کوئی خدا کی باتیں نہیں جانتا۔" (۱۔ کرنتھیوں ۲ : ۱۱)۔

۳۔ تمام روحانی نعمتیں ایمانداروں کو کسی خاص مقصد کے تحت دی جاتی ہیں۔

"تاکہ مُقدّس لوگ کامل بنیں۔ اور خدمت گذاری کا کام کیا جائے۔ اور مسیح کا بدن ترقی پائے"۔ (افسیوں ۴ : ۱۲)۔

اِن نعمتوں کا مقصد مسیح کو جلال دینا ہے۔ اگر کوئی ان رُوحانی نعمتوں کو ذاتی توقیر کے لئے استعمال کرتا ہے۔ تو وہ دھوکا باز ہے۔ اور اس میں پاک رُوح نہیں۔ کرنتھس کی کلیسیا کے لوگ اپنی بُت پرستی کے وقت کی زبانوں کو غیر زبان کے طور پر دہراتے۔ تاکہ دوسرے لوگ ان کی رُوحانی برتری کا اعتراف کریں۔ ۱۹۶۸ء کی بات ہے۔ ایک پینٹکاسٹل منادسیمنری میں زیرِ تعلیم میرے ایک دوست کے پاس آیا۔ اور خلوت میں اُس سے کہا۔ "مجھے یونانی بائبل سے کچھ آیات حفظ کروا دو"۔ میرے دوست کے استفسار پر اس نے بتایا کہ وہ ان آیات کو غیر زبان کے طور پر استعمال کرنا چاہتا ہے۔

۱۹۵۷ء کی بات ہے۔ مَیں سی۔ ٹی۔ آئی ہائی سکول (سیالکوٹ) میں زیرِ تعلیم تھا۔ بورڈنگ میں کافی روحانی بیداری تھی۔ لڑکے دُعائیہ کمرے میں جمع ہو کر دُعا کرتے۔ ایک لڑکے نے دُعا میں غیر زبان بولنا شروع کر دی۔ ہم سب اس نعمت کے لئے خدا کا شکر کرنے لگے۔

لیکن وہ دھوکا باز تھا۔ اُس نے اپنی ذاتی توقیر کے لئے سندھی زبان بولنا شروع کر دی تھی۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں بعد سب پر حقیقت واضح ہو گئی۔

۴۔ کسی ایماندار کے پاس بھی تمام رُوحانی نعمتیں نہیں۔

"تو کیا سب رسُول ہیں؟ کیا سب نبی ہیں؟ کیا سب اُستاد ہیں؟ سب معجزے دکھانے والے ہیں؟" (۱۔کرنتھیوں ۱۲ : ۲۹)۔

۵۔ ہر ایماندار کے پاس رُوح اُلقُدس کی نعمت ہوتی ہے۔

"اور چونکہ اُس توفیق کے موافق جو ہم کو دی گئی ہیں طرح طرح کی نعمتیں ملیں" (رومیوں ۱۲ : ۶)۔

۶۔ ایسی کوئی بھی روحانی نعمت نہیں جو ہر ایماندار کے پاس ہو۔ کرنتھس کی کلیسیا میں ایسے بہت سے مسیحی تھے۔ جو غیر زبان میں سلام کرنے کو ایسی روحانی نعمت کہتے تھے۔ جو ہر مسیحی کے پاس ہونا ضروری ہے۔ اِس خام خیالی کے باعث بہت سے ایمانداروں نے بیگانہ زبان میں کلام کرنا شروع کر دیا۔ حالانکہ وہ اِس معیار پر نہ تھے۔ اور ان کو ہرگز ایسا نہ کرنا چاہیئے تھا۔

۷۔ کسی بھی ایماندار کو کوئی بھی رُوحانی نعمت مستقل طور پر نہیں ملتی ہے۔ کیونکہ نعمتوں کا مستقل ہونا غرُور اور تکبّر کی جڑ ہے۔

۸۔ ایماندار کو اعلےٰ سے اعلےٰ ترین نعمتوں کی جستجو میں رہنا چاہیئے۔

"تم بڑی سے بڑی نعمتوں کی آرزو رکھو۔ لیکن اور

بھی سب سے عمدہ طریقہ میں تمہیں بتاتا ہوں" (۱-کرنتھیوں ۳۱:۱۲)-

۹- خدا رُوحانی نعمتوں کی بے مقصد بوچھاڑ نہیں کرتا-

کیا رُوحانی نعمتیں ابتدائی کلیسیا کے ساتھ ہی ختم ہوگئی تھیں؟ ایک مکتبِ فکر کے مطابق روحانی نعمتیں ابتدائی کلیسیا کے ساتھ ہی ختم ہوگئیں- اپنے دعویٰ کے ثبوت میں مندرجہ ذیل آیات پیش کرتے ہیں-

۱- نبوّتیں ہوں تو موقوف ہو جائیں گی- زبانیں ہوں تو جاتی رہیں گی- علم ہو تو مٹ جائے گا- کیونکہ ہمارا علم ناقص ہے- اور ہماری نبوّت ناتمام لیکن جب کامل آئے گا- تو ناقص جاتا رہے گا" (۱-کرنتھیوں ۱۳: ۸-۱۰)

۲- لیکن اس نظریہ کو جب کلامِ مُقدّس کی روشنی میں پرکھا جاتا ہے- تو یہ غلط ثابت ہو جاتا ہے- کیونکہ جس زمانے کا ذکر مذکورہ بالا اقتباس میں پایا جاتا ہے- وہ ابھی نہیں آیا ہے- ایک عام فہم اور سیدھا سادہ آدمی بھی جانتا ہے کہ ابھی زمانۂ کامل نہیں آیا ہے-

۳- یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دنیا میں مسیحی بشارت پھیل چکی ہے- اب رُوحانی نعمتوں کی ضرورت نہیں- لیکن اگر دیکھا جائے تو دہریت اور اشتراکیت بڑی تیزی سے پھیل رہی ہیں- اس سرعت سے دنیا کو مسیحی پیغام دینے کی ضرورت ہے-

۴- آج کلیسیا میں بہت سے لوگوں کو یہ روحانی نعمتیں دی گئی ہیں- جن کے وسیلہ سے وہ مُوثّر خدمات سرانجام دے رہے ہیں-

رُوحانی نعمتوں کا بیان

غیر زبان :-

غیر زبان سے مُراد ایسی زبان میں کلام کرنا ہے جو بولنے والے نے نہ تو باقاعدہ طور پر خود سیکھی ہو۔ اور نہ ہی اسے سمجھتا ہو۔ اُس کے اپنے کانوں کے لیئے بھی یہ محض مختلف آوازوں کی روانی ہوتی ہے۔ اِس کے الفاظ یا جُملے بغیر ہچکچاہٹ اور تذبذب کے ادا ہوتے ہیں۔ غیر زبان میں اِضطراب کا ذرا سا بھی دخل نہیں ہوتا۔ اِس کا تعلق براہِ راست دل سے ہوتا ہے۔ غیر زبان سے جذبات کا ابھرنا تو فطری امر ہے۔ لیکن غیر زبان بولنے سے پہلے اپنے آپ پر جذباتی کیفیت کا طاری کرنا غیر زبان کو مشکوک بنا دیتا ہے۔

غیر زبان میں کلام کرنے کے لیئے یونانی زبان گلوسولیلیا (GLOSSO-LALIA) مستعمل ہوا ہے۔ یہ لفظ دو الفاظ سے مل کر بنا ہے۔ جن کا مطلب زبانیں اور بولنا ہے۔

غیر زبان میں باتیں کرنا رُوح اُلقدُس کا ایک ظہور ہے۔
"اور سب رُوح اُلقدُس سے بھر گئے اور غیر زبانیں بولنے لگے۔ جس طرح رُوح نے ان کو بولنے کی طاقت بخشی۔ اور ہر قوم میں سے جو آسمان کے تلے ہے۔ خدا ترس یہودی یروشلیم میں رہتے تھے۔ جب یہ آواز آئی تو بھیڑ لگ گئی

اور لوگ دنگ رہ گئے۔ کیونکہ ہر ایک کو یہی سنائی دیتا تھا کہ
یہ میری ہی بولی بول رہے ہیں۔ اور سب حیران اور متعجب
ہو کر کہنے لگے۔ دیکھو! یہ بولنے والے کیا سب گلیلی نہیں ؟
پھر کیونکر ہم میں سے ہر ایک اپنے اپنے وطن کی بولی سنتا
ہے۔ حالانکہ ہم پارتھی اور مادی اور عیلامی اور سوتپامیہ
اور یہودیہ اور کپدکیہ اور پنطس اور آسیہ اور فروگیہ اور پمفولیہ
اور مصر اور لبوآ کے علاقے کے رہنے والے ہیں۔ جو کرینے
کی طرف ہے اور رومی مسافر خواہ یہودی خواہ ان کے مرید
اور کریتی اور عرب ہیں" (اعمال ۲: ۴-۱۰)

"کسی کو معجزوں کی قوتیں۔ کسی کو نبوّت۔ کسی کو روحوں
کا امتیاز۔ کسی کو طرح طرح کی زبانیں۔ کسی کو زبانوں کا ترجمہ
کرنا" (۱-کرنتھیوں ۱۲: ۱۰)۔

اس لئے روح القدس کے درست اظہار کے لئے لازم ہے کہ غیر
زبان کمال صبر، درستگی اور شائستگی سے عمل میں لائی جائے۔ کلامِ مقدس
کا فرمان ہے۔

"کہ خدا ابتری کا نہیں بلکہ امن کا بانی ہے" (۱-کرنتھیوں
۱۴: ۳۳)

"مگر سب باتیں شائستگی اور قرینہ سے عمل میں آئیں"
(۱-کرنتھیوں ۱۴: ۴۰)

یہاں یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ غیر زبان خبط
یا محض جذباتی عمل نہیں۔ جس کو ٹھکرا دیا جائے۔ کلامِ مقدس میں ایسی

ایک دلیل بھی نہیں ملتی - جو غیر زبانوں کے خلاف ہو بلکہ پولس رسول اِس نعمت کو عمل میں لانے کی تلقین کرتا ہے -

" اگرچہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم سب بیگانہ زبانوں میں باتیں کرو - لیکن زیادہ تر یہی چاہتا ہوں کہ نبوّت کرو - اور اگر بیگانہ زبانیں بولنے والا کلیسیا کی ترقی کے لئے ترجمہ نہ کرے - تو نبوّت کرنے والا اُس سے بڑا ہے " (۱- کرنتھیوں ۱۴ : ۵)

غیر زبان میں کلام کرنے کی ماہیت :-

عیدِ پنتیکست کے دن جب یروشلیم کے باشندوں نے گلیلی ایمانداروں کو طرح طرح کی زبانیں بولتے سنا تو وہ انگشت بدنداں رہ گئے -

۱- کچھ مفسرین کے نزدیک غیر زبانیں، زبان کی حد بندی اور رکاوٹوں کو مٹانے کے لئے خدا کا طریقہ کار تھا تاکہ انجیل کی خوشخبری طول و عرض میں پھیل جائے - لیکن یہ نقطہ نظر قابلِ قبول نہیں - کیونکہ پنتیکست کے دن یروشلیم میں زبان کی کوئی رکاوٹ نہ تھی - جن لوگوں نے ایمانداروں کو غیر زبانوں میں کلام کرتے سنا - وہ یروشلیم کے مستقل باشندے ہو گئے تھے -

۲- غیر زبانوں کی نعمت انجیل کی خوشخبری پھیلانے کے لئے نہیں بخشی گئی تھی - بلکہ فوق الفطرت نشان کے طور پر - اِس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ خدا اپنے بندوں کے درمیان ہے - مثال کے طور پر پطرس نے فوراً بیچ میں کھڑے ہو کر اجتماع سے اِن الفاظ میں خطاب کیا -

"لیکن پطرس ان گیارہ کے ساتھ کھڑا ہوا اور اپنی آواز بلند کرکے لوگوں سے کہا "اے یہودیو! اور اے یروشلیم کے سب رہنے والو! یہ جان لو اور کان لگا کر میری سب باتیں سنو" (اعمال ۲: ۱۴)

پطرس کا یہ خطبہ غیر زبان میں نہیں بلکہ ایسی زبان میں تھا جو اُس وقت وہاں بولی جاتی تھی۔

۳۔ جب ہم اپنی مادری زبان یا کسی سیکھی ہوئی زبان میں کلام کرتے ہیں۔ تو ہماری عقل کا ہماری باتوں پر ضبط و اختیار ہوتا ہے لیکن غیر زبان بولنے کی تحریک عقل سے نہیں رُوح اُلقدُس سے ہوتی ہے۔ اِس لیئے فیصلہ کا اختیار بولنے والے کو حاصل نہیں ہوتا۔ کہ کونسی آواز یا کونسا لفظ ادا ہو۔

"وہ سب رُوح اُلقدُس سے بھر گئے اور غیر زبانیں بولنے لگے جس طرح روح نے اُنہیں بولنے کی طاقت بخشی"

(اعمال ۲: ۴)۔

غیر زبان کے لئے مستعمل ہونے والی اصطلاحات

۱- نئی نئی زبانیں :-

"اور ایمان لانے والوں کے درمیان یہ معجزے ہونگے وہ میرے نام سے بدرُوحوں کو نکالیں گے۔ نئی نئی زبانیں

بولیں گے۔ سانپوں کو اُٹھا لیں گے۔ اور اگر کوئی ہلاک کرنے والی چیز پئیں گے۔ تو انہیں کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔ وہ بیماروں پر ہاتھ رکھیں گے تو اچھے ہو جائیں گے۔" (مرقس ۱۶:۱۷)

۲۔ غیر زبانیں :۔

"اور وہ سب روُح اُلقدُس سے بھر گئے اور غیر زبانیں بولنے لگے جس طرح رُوح نے انہیں بولنے کی طاقت بخشی۔" (اعمال ۲:۴)

۳۔ طرح طرح کی زبانیں :۔

"کسی کو معجزوں کی قدرت۔ کسی کو نبوّت۔ کِسی کو رُوح کا امتیاز۔ کِسی کو طرح طرح کی زبانیں۔ کِسی کو زبانوں کا ترجمہ کرنا۔" (۱۔ کرنتھیوں ۱۲:۱۰)

۴۔ بیگانہ زبانیں :۔

"کیونکہ جو بیگانہ زبان میں باتیں کرتا ہے وہ آدمیوں سے باتیں نہیں کرتا۔ بلکہ خدا سے اِس لئے کہ اُس کی کوئی نہیں سمجھتا حالانکہ وہ اپنے رُوح کے وسیلہ سے بھید کی باتیں کہتا ہے۔"

(۱۔ کرنتھیوں ۱۴:۲)۔

غیرزبان کے مقاصد

۱- غیرزبان کی وساطت سے ایماندار خدا سے باتیں کرتا ہے۔

"وہ انسانوں سے نہیں بلکہ خدا سے باتیں کرتا ہے۔ کوئی اُس کی باتیں نہیں سمجھتا۔" (۱-کرنتھیوں ۱۴: ۲)۔

۲- بھید کی باتیں کرنے کے لئے:-

"کیونکہ وہ بیگانہ زبان میں باتیں کرتا ہے۔ وہ آدمیوں سے باتیں نہیں کرتا بلکہ خدا سے۔ اِس لئے کہ اس کی کوئی نہیں سمجھتا حالانکہ وہ اپنی روح کے وسیلہ سے بھید کی باتیں کہتا ہے۔"

(۱-کرنتھیوں ۱۴: ۲)۔

۳- خُدا کی تمجید و تعریف کرنے کے لئے:-

"اور آپس میں مزامیر اور گیت اور روحانی غزلیں گایا کرو۔ اور دل سے خداوند کے لئے گاتے بجاتے رہا کرو۔"

(افسیوں ۵: ۱۹)

۴- غیرزبان سے بولنے والے کی ذاتی ترقی ہوتی ہے:-

"جو بیگانہ زبان میں باتیں کرتا ہے وہ اپنی ترقی کرتا ہے۔" (۱-کرنتھیوں ۱۴: ۴)

۵- غیر زبان میں رُوح کا تعلق براہِ راست خدا سے ہوتا ہے۔ بالالفاظ دیگر ایماندار کی رُوح دُعا کرتی ہے:-

"اِس لئے کہ اگر میں کسی بیگانہ زبان میں دُعا کروں تو میری رُوح دعا کرتی ہے۔ مگر میری عقل بے کار ہے۔ (۱-کرنتھیوں ۱۴:۱۴)۔

۶- غیر زبان بے ایمانوں کے لئے نشان ہے:-

"لیکن وہ بیگانہ لبوں اور اجنبی زبان سے ان لوگوں سے کلام کرے گا۔ جن کو اُس نے فرمایا یہ آرام ہے۔ تم تھکے ماندوں کو آرام دو۔ اور یہ تازگی ہے۔ پر وہ شنوا نہ ہوئے"۔ (یسعیاہ ۲۸: ۱۱-۱۲)۔

"پس بیگانہ زبانیں ایمانداروں کے لئے نہیں بلکہ بے ایمانوں کے لئے نشان ہیں۔ اور نبوّت بے ایمانوں کے لئے نہیں بلکہ ایمانداروں کے لئے نشان ہے" (۱-کرنتھیوں ۱۴:۲۲

۷- غیر زبان سے ایماندار کی دُعائیہ زندگی کو نئی گہرائی اور عمق ملتا ہے۔

پہلے اگر وہ دُعا کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ تو اب دُعا کرنے کو اُس

کا جی چاہتا ہے ۔

غیرزبان کا نمونہ

ام ڈیری بیرسس ٹوانڈا چیرسی شہنلا چیرا باس ۔ ٹوینڈ ڈائی راباس ۔
چانڈی ۔ بابا کواپی ۔ باٹاس ۔ ٹیا چانڈسی چیری عباس ۔ ٹوڈالا چیانڈی
لاچیرا بانٹی ۔

منقول غیرزبانوں میں کلام
مصنفین (۱) ہمفرے
(۲) ملکم ٹابرٹ

غیرزبانوں میں کلام کرنے والے کون لوگ ہیں

اِن لوگوں سے مُراد مسیحی لوگ ہیں ۔ مسیحی وہ شخص ہے ۔ جس نے خداوند یسوع مسیح کو اپنی زندگی میں اپنا آقا اور نجات دہندہ قبول کیا ہو ۔

" لیکن جتنوں نے اُسے قبول کیا ۔ اُس نے اُنہیں خدا کے فرزند بننے کا حق بخشا یعنی انہیں جو اس پر ایمان لاتے ہیں " (یوحنا ۱ : ۱۲) ۔

" اِس لئے اگر کوئی مسیح میں ہے تو وہ نیا مخلوق ہے ۔ پرانی چیزیں جاتی رہیں دیکھو وہ نئی ہو گئیں " (۲ ۔ کرنتھیوں ۵ : ۱۷) ۔

غیر زبانوں کے بارے میں پنتکاسٹلز مسیحیوں کے نظریات

۱- غیر زبان قدیم زبانوں میں سے کوئی زبان ہوتی ہے۔

۲- غیر زبان فرشتوں کی زبان ہے۔ جسے انسان سمجھنے سے قاصر ہے۔

۳- غیر زبان بڑبڑاہٹ یا محض جذباتی ڈرامہ نہیں۔ بلکہ معنی خیز کلام ہے۔ اِس میں مُضمر روحانی حقائق کو خُدا ہی جانتا ہے۔ اور وہ مترجم کے وسیلہ سے ایمانداروں کو ان روحانی حقائق سے آگاہ کرتا ہے۔

۴- غیر زبان رُوح اُلقُدس کے بپتسمہ کا واحد تصدیقی نشان ہے۔ اس دعویٰ کے ثبوت میں وہ اعمال کی کتاب سے اقتباسات پیش کرتے ہیں۔

غیر زبان اور خُداوند یسوؔع مسیح

غیر زبان کی اہمیّت کو ظاہر کرنے کے لئے مسیح خداوند کے الفاظ پیش کئے جاتے ہیں۔

"وہ میرے نام سے بدرُوحوں کو نکالیں گے۔ نئی نئی زبانیں بولیں گے۔ سانپوں کو اٹھالیں گے۔ اور اگر کوئی ہلاک کرنے والی چیز پئیں گے۔ تو انہیں کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔"

(مرقس ۱۶: ۱۷- ۱۸)۔

کلامِ مُقدس سے یہ حقیقت عیاں ہے کہ جب مسیح خُداوند بزرُوح القدس

نازل ہوا تو اُس نے غیر زبان میں کلام نہیں کیا۔

"اور یسوعؔ بپتسمہ لے کر فی الفور پانی کے پاس سے اُوپر گیا۔ اور دیکھو اُس کے لئے آسمان کھل گیا۔ اور اُس نے خدا کے رُوح کو کبوتر کی مانند اُترتے اور اپنے اُوپر آتے دیکھا"۔ (متی ۳: ۱۶)۔

"اور جب وہ پانی سے نکل کر اُوپر آیا۔ تو فی الفور اُس نے آسمان کو پھٹتے اور رُوح کو کبوتر کی مانند اپنے اُوپر اُترتے دیکھا"۔ (مرقس ۱: ۱۰)

"اور رُوح اُلقُدس جسمانی صورت میں کبوتر کی مانند اُس پر نازل ہوا۔ اور آسمان سے آواز آئی کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے۔ تجھ سے مَیں خوش ہُوں"۔ (لوقا ۳: ۲۲)۔

"اور یوحنا نے یہ گواہی دی کہ مَیں نے رُوح کو کبوتر کی طرح آسمان سے اُترتے دیکھا ہے۔ اور وہ اُس پر ٹھہر گیا"۔ (یوحنا ۱: ۳۲)

نہ تو مسیح خداوند نے رُوح اُلقُدس کا ثبوت فراہم کرنے کے لئے سانپ اٹھائے نہ اُس نے زہر ہی پیا۔ اگر ٹھنڈے دِل سے اِس حوالہ کا مطالعہ کیا جائے۔ تو اس آیت کا اشارہ نئی انسانیت کی طرف ہے۔ جو گنہگار انسان کفارۂ مسیح کے طفیل حاصل کرتا ہے۔ نیا مخلوق پہلے اور پرانے آدم سے بالکل مختلف ہوتا ہے۔ پہلے اگر وُہ گندی اور پلید زبان بولتا تھا۔ تو نئی پیدائش کے بعد وہ شائستہ اور پسندیدہ زبان بولتا ہے۔ جس کو نئی زبان کہا جا سکتا ہے۔

غیر زبان اور غیر مذاہب :۔

غیر زبان مسیحی مذہب ہی کا طرۂ امتیاز نہیں۔ بلکہ بدھ مت اور اُس کے مذہبی راہنما بھی عالم وجد میں بیگانہ زبانیں بولتے ہیں۔

افریقہ کے ایک قبیلہ کا یہ اعتقاد ہے کہ جب کسی شخص سے بدرُوحیں نکالی جاتی ہیں۔ وہ ایک شفا بخش گیت گاتا ہے۔ یہ گیت وہ خُود بناتا ہے۔

سوڈان میں رہنے والے مسلمان زاہد اور عابد غیر زبانوں میں کلام کرتے ہیں۔ اِن غیر زبانوں کے لئے کوئی اصطلاح بھی استعمال کر لیں۔ ان کو وجدانی زبان کہیں یا ڈرامائی اداکاری۔ اسے خود فراموشی کی زبانیں یا بدروحوں کی تحریک، لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کہ غیر زبان کا تصوّر (عقیدہ) دوسرے مذاہب میں بھی پایا جاتا ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ غیر زبان کے ساتھ ترجمہ کی نعمت کا ہونا مسیحی مذہب ہی کا امتیازی نشان ہے۔

ایماندار کی زندگی پر غیر زبان کے اثرات :۔

غیر زبان کی نعمت کا تجربہ رکھنے والے کچھ خواتین و حضرات سے بات چیت کے دوران مَیں نے ہمیشہ استفسار کیا ہے کہ غیر زبان کے اُن کی شخصی زندگی پر کیا اثرات ہیں؟ مختلف جوابات کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیے :

۱۔ ایماندار کی مسیح کے لئے محبّت اور عقیدت کی تجدید ہوتی ہے۔

۲۔ کلامِ مُقدّس کے مطالعہ کے لئے دل میں بھُوک اور پیاس

پیدا ہوتی ہے۔

۳۔ ایماندار کے مسیح پر ایمان میں نئی ثابت قدمی اور پختگی پیدا ہوتی ہے۔

۴۔ ایماندار کی دُعائیہ زندگی نئی گہرائیوں سے ہم کنار ہوتی ہے۔

۵۔ پاک رُوح کی راہنمائی کا احساس پہلے سے کہیں زیادہ ہوتا ہے۔

عیدِ پنتیکُست کا واقعہ

عیدِ پنتیکُست کے دن ایک ایسا معجزہ رُونما ہوا جس میں مکمل خوشخبری کو علامتی صورت میں پیش کیا گیا۔ اِس دن وقوع پذیر ہونے والے واقعات کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

۱۔ زور کی آندھی کا سناٹا:۔

یہ نشان رُوح اُلقدُس کی غیر معمولی قُوّت کا آئینہ دار ہے۔ آندھی بڑے بڑے درختوں عالی شان عمارتوں کو گرا دیتی ہے۔ بعینہٖ رُوح اُلقدُس کی قوّت کے باعث سنگین دل ٹوٹتے ہیں، شیطانی طاقتیں راہِ فرار اختیار کرتی ہیں۔ اور ایماندار نئی روحانی بصیرت حاصل کرتے ہیں۔ وہ اس قُوّت کے لباس سے مُلبّس ہو کر مسیح کی گواہی دیتے ہیں۔ رُوح اُلقدُس کی عظیم قوّت کے طفیل بڑے بڑے عجیب کام ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ اور بشارت کا کام تحیّر آفرین طریقہ سے انجام پاتا ہے۔

۲- آگ کے شعلہ کی پھٹتی ہُوئی زبانیں :-

آگ خدا کی حضوری کی عکاس ہے - عہدِ عتیق میں خدا آگ کے وسیلہ سے ظاہر ہوتا رہا - یہ آگ کی سی پھٹتی ہوئی زبانیں غیر معمولی جوش، ولولہ اور سرگرمی کو ظاہر کرتی ہیں - ایماندار اس تجربہ کے باعث کفارۂ مسیح کی برکات حاصل کرتا ہے - پرانے عہدنامہ میں ابرہام (ایمانداروں کا باپ) خُدا سے استفسار کرتا ہے -

"مَیں کیونکر جانوں کہ مَیں اُس کا وارث ہونگا"

اس پر جواب ملا -

"اور جب سُورج ڈوبا اور اندھیرا چھا گیا - تو ایک تنور جس میں سے دھواں اُٹھتا تھا - دکھائی دیا - اور ایک جلتی مشعل ان ٹکڑوں کے بیچ سے ہو کر گذری" -

غیر زبان :-

عیدِ پنتیکست کے دن بولی جانے والی غیر زبان قابل فہم تھی - اس لئے مترجم کی ضرورت نہیں پڑی - اگرچہ مختلف جگہوں سے لوگ موجود تھے - تاہم ہر ایک اپنی ہی بولی بولتے سُن رہا تھا - کم و بیش پندرہ قوموں نے کہا "پھر کیونکر ہم میں سے ہر ایک اپنی ہی بولی سُنتا ہے -

کرنتھس کی کلیسیا اور غیر زبان

پولس رسُول غیر زبان کے بارے میں لکھتا ہے کہ یہ رُوحانی نعمتوں

میں سے ایک ہے۔ اس کی وضاحت کے لئے وہ تین مشابہتیں پیش کرتا ہے۔

پہلی مشابہت:-

یہ بے جان ساز کی مشابہت ہے۔ رسول کے مطابق بغیر ترجمہ کے غیر زبان اُس بانسری یا بربط کی طرح ہے۔ جس کے سروں میں معنی خیز رنگا رنگی یا بوقلمونی ہیں۔ کیونکہ اِس سے سُننے والوں میں جوش اور ولولہ پیدا نہیں ہوتا۔

دوسری مشابہت:-

غیر زبان ایسی بولی کی طرح ہے۔ جس کے الفاظ کا صحیح تلفظ ادا نہ ہو۔ بولنے والے کی آواز محض بڑبڑاہٹ ہوتی ہے۔ سننے والے کچھ سمجھ نہیں پاتے۔ یاد رہے کہ پولس یہاں الہام سے کام لے کر اہلِ کرنتھس کو اُس کی ناقابلِ فہم زبان پر جھاڑ جھپاڑ کر رہا ہے۔

تیسری مشابہت:-

جب غیر زبان ناقابلِ فہم ہو۔ اور سننے والے اُس کو سمجھنے سے عاجز وقاصر ہوں تو بولنے والا غیر مہذب اور غیر شائستہ سمجھا جاتا ہے۔

کیا غیر زبان رُوح اُلقُدس کے حصول کا واحد تصدیقی نشان ہے؟

کلیسیائی تواریخ بہت سی افسوس ناک بدعتی داستانوں سے بھری پڑی ہے۔ جب کہ انتہا پسندوں نے بائبل کی تعلیم کو بالائے طاق رکھ

کرخانہ ساز تفسیروں سے سادہ لوح مسیحیوں کو گمراہ کیا۔ اور بہت سے لوگ ایمان کے بانی اور کامل کرنے والے مسیح کو بھول کر نام نہاد عُلماء کی بھُول بھلیوں میں کھو گئے۔

۱۔ فرمودۂ بائبل مقدس کے مطابق غیر زبان رُوحانی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ اور رُوح القُدس کے حصول کا واحد تصدیقی نشان ہرگز نہیں۔

"کیونکہ ہم سب نے خواہ یہودی ہوں خواہ یونانی۔ خواہ غلام خواہ آزاد ایک ہی رُوح کے وسیلہ سے ایک بدن ہونے کے لئے بپتسمہ لیا اور ہم سب کو ایک ہی رُوح پلایا گیا۔" (۱۔ کرنتھیوں ۱۲: ۱۳)

"کیا سب رسول ہیں؟ کیا سب نبی ہیں؟ کیا سب اُستاد ہیں؟ کیا سب معجزہ دکھانے والے ہیں۔ کیا سب کو شفا دینے کی قوت عنایت ہوئی؟ کیا سب زبانیں بولتے ہیں؟ کیا سب ترجمہ کرتے ہیں؟" (۱۔ کرنتھیوں ۱۲: ۲۹-۳۰)۔

۲۔ انڈونیشیا میں وقوع پذیر مذہبی انقلاب مسیحی تاریخ میں ایک عظیم اہمیت کا حامل ہے۔ یہ بیسویں صدی کا ناقابلِ فراموش انقلاب ہے۔ لیکن یہاں غیر زبان کو رُوح القُدس کے حصول کا واحد تصدیقی نشان نہیں مانا گیا۔ بلکہ رُوحانی نعمتوں میں سے ایک نعمت تسلیم کیا گیا ہے۔

۳۔ بہت سے مسیحی مُبشّروں ریفارمروں اور راہنماؤں نے غیر زبان میں کلام نہیں کیا۔ لیکن ان کی زندگیاں رُوح القُدس سے معمور

تھیں۔ منجملہ از خروارے۔ آگسٹین، مارٹن لوتھر، جان ولزلے، ڈی ایل موڈی، بلی گراہم، ہنری مارٹن وغیرہ۔

ترجمہ:-

ترجمہ کی نعمت سے مُراد وہ صلاحیت ہے۔ جو بیگانہ زبان کو قابل فہم بناتی ہے۔ جس طرح رُوح اُلقدس کلیسیا میں سے کسی کو غیر زبان کی توفیق بخشتا ہے۔ اُسی طرح وہ اُسی شخص یا کسی دوسرے شخص کو ترجمہ کرنے کی توفیق بھی عطا کرتا ہے۔ یہ باقاعدہ ترجمہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ مترجم بھی جماعت کے دوسرے افراد کی طرح غیر زبان سے واقف نہیں ہوتا۔ لیکن پاک روح کی تحریک سے ناقابلِ فہم زبان کو قابلِ فہم بنا دیتا ہے۔ سامعین کے پاس اس ترجمہ کو جانچنے یا پرکھنے کے لئے کوئی پیمانہ قاعدہ یا کسوٹی نہیں ہوتی، جس کے باعث وہ ترجمہ کے غلط یا درست ہونے پر فتویٰ صادر کر سکیں۔

وہ لوگ جنہیں غیر زبان کی نعمت ملی ہے، رسول انہیں تاکید کرتا ہے کہ وہ غیر زبان کے ترجمہ کے لئے بھی خدا سے درخواست کریں۔ ترجمہ کے بغیر غیر زبان کو رسول ناقابلِ فہم قرار دیتا ہُوا اس کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔

نبوّت:-

ہر زمانہ میں کچھ برگزیدہ نیک اور راستباز انسان ہوتے ہیں۔ جو الہام اور نبوّت کے جلیل منصب پر ممتاز ہو کر خدا کی طرف سے کلام کرتے

ہیں۔ جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نبوّت کے ذریعے خُدا لوگوں سے ہمکلام ہوتا ہے۔

موسیٰ نے کہا

"کاش خُداوند کے سب لوگ نبی ہوتے اور خُداوند اپنی رُوح ان سب میں ڈالتا" (گنتی ۱۱: ۲۹)

نبوّت کے بارے میں ارشادتِ کلامِ مُقدّس

۱۔ یہ نعمت ہر ایماندار کے پاس نہیں ہوتی :۔

"کیا سب رسول ہیں ؟ کیا سب نبی ہیں ؟ کیا سب استاد ہیں ؟ کیا سب معجزے دکھانے والے ہیں" (۱۔کرنتھیوں ۱۲: ۲۹)۔

۲۔ اس نعمت کی آرزو سب ایماندار رکھ سکتے ہیں :۔

"نعمت کے طالب ہو اور رُوحانی نعمتوں کی بھی آرزو رکھو۔ خصوصاً اس کی کہ نبوّت کرو" (۱۔کرنتھیوں ۱۴: ۱)۔

۳۔ یہ خُدا کا کلام ہے جو کسی خاص وقت اور خاص جماعت کیلئے دیا جاتا ہے۔

"اُس نعمت سے غافل نہ رہ۔ جو تجھے حاصل ہے اور نبوّت کے ذریعہ سے بزرگوں کے ہاتھ رکھتے وقت تجھے ملی

تھی"۔ (۱۔تیمتھیس ۴: ۱۴)۔

۴۔ یہ واضح اور قابلِ فہم کلام ہوتا ہے۔ جس کے لئے کسی مترجم کی ضرورت نہیں ہوتی:۔

"جو بیگانہ زبان میں باتیں کرتا ہے وہ اپنی ترقی کرتا ہے۔ اور جو نبوّت کرتا ہے۔ وہ کلیسیا کی ترقی کرتا ہے"۔ (۱۔کرنتھیوں ۱۴: ۴)۔

۵۔ نبوّت مرد و زن ہر دو، بلا امتیاز کر سکتے ہیں:۔

"اُس کی چار کنواری بیٹیاں تھیں جو نبوّت کرتی تھیں"۔ (اعمال ۲۱: ۹)۔

"پر مجھے تجھ سے یہ شکایت ہے کہ تُو نے اُس عورت کو رہنے دیا۔ جو اپنے آپ کو نبیہ کہتی ہے۔ اور میرے بندوں کو حرامکاری کرنے اور بتوں کی قربانیاں کھانے کی تعلیم دے کر گمراہ کرتی ہے"۔ (مکاشفہ ۲: ۲۰)

"اور جو عورت بے سر ڈھکے دُعا یا نبوّت کرتی ہے وہ اپنے سر کو بے حرمت کرتی ہے کیونکہ وہ سر منڈی کے برابر ہے"۔ (۱۔کرنتھیوں ۱۱: ۵)

۶۔ نبوّت انفرادی اور مجموعی ہر دو طریقہ سے ہو سکتی ہے :۔

"انطاکیہ میں اُس کلیسیا کے متعلق جو وہاں تھی۔ کئی نبی اور معلم تھے یعنی برنباؔس اور شمعوؔن جو کالا کہلاتا ہے۔ اور لوکیسؔ کرینی اور مناہیم جو چوتھائی ملک کے حاکم ہیرودیسؔ کے ساتھ پلا تھا اور ساؤلؔ" (اعمال ۱۳:۱)۔

"اور رسولوں اور نبیوں کی نیو پر جس کے کونے کے سرے کا پتھر خود مسیح یسوعؔ ہے تعمیر کئے گئے ہو (افسیوں ۲: ۲۰)۔

"جو اور زمانوں میں بنی آدم کو اِس طرح معلوم نہ ہوا تھا۔ جس طرح اُس کے مُقدّس رسولوں اور نبیوں پر رُوح میں اب ظاہر ہو گیا ہے" (افسیوں ۳: ۵)

"اور اُسی نے بعض کو رسول اور بعض کو نبی اور بعض کو مُبشّر اور بعض کو چرواہا اور اُستاد بنا کر دے دیا" (افسیوں ۴: ۱۱)۔

"بلکہ ساتویں فرشتہ کی آواز دینے کے [illegible] میں جب وہ نرسنگا پھُونکنے کو ہوگا تو خدا کا پوشیدہ مطلب اُس خوشخبری کے موافق جو اس کے اپنے بندوں نبیوں کو دی تھی۔ پُورا ہوگا" (مکاشفہ ۱۰: ۷)۔

"پھر اُس نے مجھ سے کہا یہ باتیں سچ اور برحق ہیں۔ چنانچہ خداوند نے جو نبیوں کی روح کا خدا ہے اپنے فرشتہ کو اِس لئے بھیجا کہ اپنے بندوں کو وہ باتیں دکھائے جن کا جلد

ہونا ضرور ہے۔" (مکاشفہ ۲۲: ۶)۔

۷۔ نبوّت کرنے والا غیر زبان بولنے والے سے بڑا ہے :۔

"اگرچہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم سب بیگانہ زبانوں میں باتیں کرو لیکن زیادہ تر یہی چاہتا ہوں کہ نبوّت کرو۔ اور اگر بیگانہ زبانیں بولنے والا کلیسیا کی ترقی کے لئے ترجمہ نہ کرے تو نبوّت کرنے والا اس سے بڑا ہے۔" (۱۔کرنتھیوں ۱۴: ۵)۔

۸۔ نبوّت کا مقصد مسیح کی گواہی دینا ہے :۔

"اور مَیں اُسے سجدہ کرنے کے لئے اُس کے پاؤں پر گرا۔ اُس نے مجھ سے کہا کہ خبردار ایسا نہ کر۔ مَیں بھی تیرا اور تیرے اُن بھائیوں کا ہم خدمت ہوں۔ جو یسوع کی گواہی دینے پر قائم ہیں۔ خدا ہی کو سجدہ کر کیونکہ یسوع کی گواہی نبوّت کی رُوح ہے۔" (مکاشفہ ۱۹: ۱۰)۔

نبوّت کے طریقے

۱۔ براہِ راست :۔

اس میں نبوّت کا آغاز "خداوند فرماتا ہے"! سے ہوتا ہے۔ ان الفاظ کی ادائیگی کے بعد جو کلام کیا جاتا ہے وہ خداوند کی طرف سے پیغام ہوتا ہے۔

۲- بذریعہ متکلم :-

اس میں نبوّت کی نعمت متکلم کے پیغام کے دوران عمل میں لائی جاتی ہے۔ بولنے والا حاضرین سے اس طریقہ سے کلام کرتا ہے۔ کہ سامعین کے خیالوں کے بھید ان پر عیاں ہو جاتے ہیں۔

نبوّت کے بارے میں نظریات

پہلا نظریہ :-

بہت سے لوگ نبوّت کو وجدانی کلام سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ نبوّت کرنے والے کے جسم میں ہیجانی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ جس کے باعث وہ اپنے تئیں قابو میں نہیں رکھ سکتا۔ اور اپنے منہ سے فقرات ادا کرتا ہے۔ جسے نبوّت کہا جاتا ہے۔ لیکن یہ درست نہیں۔ ایماندار رُوح القدس کی تحریک سے بولتے ہیں۔ نبوّت کسی ہیجانی یا وجدانی کیفیت کا نتیجہ نہیں۔

دُوسرا نظریہ :-

کچھ لوگوں کے نزدیک نبوّت سے مُراد تعلیم یا بشارت ہے۔ کیونکہ نبوّت میں لوگوں کو خدا کی طرف سے تعلیم ملتی ہے۔ اور یہ ایک بشارت ہے۔ لیکن یہ نظریہ بھی غور و خوض کی کٹھائی میں پرکھا جاتا ہے تو کندن ہو کر نہیں نِکلتا۔ کیونکہ پہلی صدی کے ایماندار تعلیم بشارت اور نبوّت کی اصطلاحوں سے بخوبی واقف تھے۔ اور نبی استاد اور مبشر میں فرق کر سکتے تھے۔

"انطاکیہ کی کلیسیا میں کئی نبی اور معلّم تھے یعنی برنباس اور شمعون جو کالا کہلاتا ہے۔ اور لوکیس کرینی اور مناہیم جو چوتھائی ملک کے حاکم ہیرودیس کے ساتھ پلا تھا اور ساؤل"۔ (اعمال ۱۳: ۱)۔

"کیا سب رسول ہیں؟ کیا سب نبی ہیں؟ کیا سب استاد ہیں؟ کیا سب معجزے دکھانے والے ہیں؟" (۱۔کرنتھیوں ۱۲: ۲۹)۔

تیسرا نظریہ :-

اس نظریے کے حامی مسیحیوں کا خیال ہے کہ شاگردوں کے دور کے ساتھ نبوت ختم ہو گئی ہے۔ کیونکہ جب کلمۃ اللہ نے انسانیت کا جامہ پہن لیا۔ اور انجیل حیطۂ تحریر میں آ گئی تو اس کے بعد کسی نبوّت کی ضرورت نہ رہی۔ لیکن یہ نظریہ قابلِ قبول نہیں اس لئے کہ

۱۔ خداوند یسوع مسیح کی آرزو ہے کہ نبوت جاری رہے۔

"جو نبی کے نام سے نبی کو قبول کرتا ہے۔ وہ نبی کا اجر پائے گا۔ اور جو راستباز کے نام سے راستباز کو قبول کرتا ہے۔ وہ راستباز کا اجر پائیگا"۔ (متی ۱۰: ۴۱)

"اسی لئے خدا کی حکمت نے کہا ہے کہ مَیں نبیوں اور رسولوں کو اُن کے پاس بھیجوں گی۔ وہ اُن میں سے بعض کو قتل کرینگے اور بعض کو ستائیں گے"۔ (لوقا ۱۱: ۴۹)۔

۲۔ ایمانداروں کی حوصلہ افزائی اور کلیسیا کی روحانی ترقی کے لئے نبوّت

ضروری ہے۔

"جو بیگانہ زبان میں باتیں کرتا ہے۔ وہ اپنی ترقی کرتا ہے۔ اور جو نبوّت کرتا ہے وہ کلیسیا کی ترقی کرتا ہے۔" (۱۔کرنتھیوں ۱۴: ۴)۔

۳۔ دوسری صدی میں کواڈریس۔ پولی کارپ، اور ملیٹو۔ نبوّت کرتے رہے۔ جو اِس بات کی دلیل ہے کہ نبوت ختم نہیں ہوئی۔

نبوّت کی اقسام

۱۔ گواہی کے لئے نبوّت :-

"اور مَیں اُسے سجدہ کرنے کے لئے اُس کے پاؤں پر گرا۔ اُس نے مجھ سے کہا خبردار! ایسا نہ کر مَیں بھی تیرا اور تیرے اُن بھائیوں کا ہم خدمت ہوں جو یسوؔع کی گواہی دینے پر قائم ہیں۔ خدا ہی کو سجدہ کر۔ کیونکہ یسوؔع کی گواہی نبوّت کی روح ہے۔" (مکاشفہ ۱۹: ۱۰)۔

"اور ہم ان باتوں کے گواہ ہیں۔ اور رُوح بھی جنہیں خدا نے انہیں بخشا ہے۔ جو اس کا حکم مانتے ہیں۔" (اعمال ۵: ۳۲)

"لیکن جب رُوح اُلقُدس تم پر نازل ہوگا۔ تو تم قوّت پاؤ گے۔ اور یروؔشلیم اور تمام یہوؔدیہ اور سامرؔیہ میں بلکہ زمین کی انتہا تک میرے گواہ ہوگے۔" (اعمال ۱: ۸)۔

۲- امتیاز کے لئے نبوّت :-

بسا اوقات رُوح القُدس پیغمبرانہ لہجہ میں گناہ اور مذموم راز کو ظاہر کرتا ہے۔

" لیکن اگر سب نبوّت کریں - اور کوئی بے ایمان یا ناواقف اندر آجائے - تو سب اُسے قائل کر دیں گے - اور سب اس کو پرکھ لیں گے " (۱-کرنتھیوں ۱۴ : ۲۴)

۳- بشارت کے لئے نبوّت :-

نئے عہد نامہ کے خادموں نے نبوّت کی نعمت کے وسیلہ سے انجیل کی بشارت دی -

" کہ تو کلام کی منادی کر- وقت اور بے وقت مستعد رہ- ہر طرح کے تحمّل اور تعلیم کے ساتھ سمجھا دے - اور ملامت اور نصیحت کر " (۲-تیمتھیس ۴ : ۲) -

" ان پر یہ ظاہر کیا گیا کہ وہ اپنی بلکہ تمہاری خدمت کے لئے یہ باتیں کیا کرتے تھے - جن کی خبر اب تم کو اُن کی معرفت ملی - جنہوں نے رُوح القُدس کے وسیلہ سے جو آسمان پر سے بھیجا گیا تم کو خوشخبری دی اور فرشتے بھی ان باتوں پر غور سے نظر کرنے کے مشتاق ہیں "

۴- پیشین گوئی کے لئے نبوّت :-

نبوّت کے وسیلہ سے خدا وقوع پذیر ہونے والے واقعات کی نشاندہی کرتا ہے۔ یسعیاہ، دانی ایل، حزقی ایل، یوایل، ہوسیع، زکریاہ اور دیگر انبیا کی پیشتر نبوّت مسیح کی آمد، اس کے تجسّم، اُس کی بادشاہی، گناہ کے خاتمہ اور یہودیوں کی بحالی کی پیشین گوئیاں پائی جاتی ہیں۔

"اِس نبوّت کی کتاب کا پڑھنے والا اور اس کا سننے والا۔ اور جو کچھ اُس میں لکھا ہے۔ اُس پر عمل کرنے والے مُبارک ہیں۔ کیونکہ وقت نزدیک ہے۔" (مکاشفہ ۱: ۳)۔

۵- دُعا کے لئے نبوّت :-

"مگر تم اے پیارو! اپنے پاک ترین ایمان میں اپنی ترقی کرکے اور رُوح اُلقدُس میں دعا کرکے" (یہوداہ ۱: ۲۰)۔

"اور ہر طرح سے رُوح میں دعا اور منت کرتے رہو اور اسی غرض سے جاگتے رہو کہ سب مُقدسوں کے واسطے بلاناغہ دُعا کیا کرو۔" (افسیوں ۶: ۱۸)۔

"اسی طرح رُوح بھی ہماری کمزوری میں مدد کرتا ہے۔ کیونکہ جس طور سے ہم کو دُعا کرنا چاہیئے ہم نہیں جانتے۔ مگر روح خود ایسی آہیں بھر بھر کر ہماری شفاعت کرتا ہے۔ جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔" (رومیوں ۸: ۲۶)۔

نبوّت کا نمونہ

دوسری صدی میں دو نامور بشپ پولی کارپ اور ملیٹو ہوئے ہیں بشپ ملیٹو سردیس کا بشپ تھا۔ دوسری صدی کے مصنفوں میں یہ چوٹی کا مصنف مانا جاتا ہے۔ یوسیبئس (EUSEBIUS) مؤرخ اس کے بائیس رسالوں کا ذکر کرتا ہے۔ جو اُس نے بُت پرست منطانس اور مارقیون کے خلاف بطور مباحثہ تصنیف کئے۔ آپ قیصر مارکس اور کے عہد میں شہید ہوئے۔

بشپ ملیٹو پیغام دیتے ہوئے کہتے ہیں۔

”خداوند نے انسانی جامہ پہنا۔ گرفتار ہو کر دُکھ اُٹھایا۔ دفن ہوا اور مُردوں میں سے جی اُٹھا“۔ اِن الفاظ کے بعد انہوں نے مندرجہ ذیل نبوّت کی۔

کون میرے خلاف جد و جہد کرے گا“ اُسے میرے سامنے کھڑا کرو۔ یہ مَیں ہوں جس نے سزاوار کو مخلصی اور رہائی دی۔ یہ مَیں ہوں جس نے مُردہ کو زندگی دی۔ یہ مَیں ہوں جس نے مدفون کو اٹھا کھڑا کیا ہے۔ میرے ساتھ حجت کرنے کی کس کو تاب ہے؟ یہ مَیں یسوع ہوں جس نے موت کا قلع قمع کیا۔ یہ مَیں ہوں جس نے دشمن پر فتح حاصل کی اور پاتال کو پاؤں تلے دبا دیا۔ اور زور آور انسان کو باندھ دیا ہے۔ اور انسانیت کو آزاد کر کے آسمانی بلندیوں تک سرفراز کیا ہے۔ یہ مَیں یسوع کہتا ہوں۔

”پس اب اے سب آدمیوں کے گھرانو! یہاں آؤ۔ اپنے گناہ کا بوجھ ہلکا کرو۔ اور اپنے اعمال کی معافی حاصل کرو۔ کیونکہ مَیں تمہاری معافی ہوں۔ اور مَیں تمہارا فدیہ دینے والا ہوں، جو تمہارے لئے نجات لاتا ہوں۔ مَیں تمہاری زندگی ہوں۔ مَیں تمہاری قیامت ہوں۔ مَیں تمہارا نور ہوں۔ مَیں

تمہاری نجات ہوں - مَیں تمہارا بادشاہ ہوں - مَیں ہی ہوں جو تمہیں آسمانی بلندیوں تک لے آیا ہوں - یہ مَیں ہی ہوں جو تمہیں قیامت دوں گا - میں تمہیں ابدی باپ کو دکھاؤں گا - مَیں تمہیں اپنے دائیں ہاتھ سے اُٹھا کھڑا کرونگا۔"

شفا دینے کی توفیق

مسیح خُداوند نے اپنی حینِ حیات میں طرح طرح کی بیماریوں سے لوگوں کو شفا دی - اُس نے تپ، بخار، مرگی اور مختلف عارضہ والوں کو اپنی کلامی قدرت اور دستِ کرم سے کامل تندرستی دی - اور بعدازاں اپنے شاگردوں کو بھی شفا دینے کی قوّت اور قدرت بخشی -

"بیماروں کو اچھّا کرنا - مرُدوں کو جلانا - کوڑھیوں کو پاک صاف کرنا - بدروحوں کو نکالنا تم نے مفت پایا - مفت دینا۔"

(متّی ۱۰:۸)

"اور وہاں کے بیماروں کو اچھا کرو اور اُن سے کہو کہ خدا کی بادشاہی تمہارے نزدیک آ پہنچی ہے۔" (لوقا ۱۰:۹) میں ہم پولُس اور پطرس کو اعمال کی کتاب میں بیماروں کو شفا دیتے دیکھتے ہیں - لیکن ابتدائی کلیسیا میں انجیل کی خوشخبری پھیلانے کے لئے یہ نعمت بہت کم استعمال ہوئی ہے -

ایماندار کو یہ نعمت اپنی ذاتی توقیر کے لئے استعمال نہیں کرنی چاہیئے بلکہ مسیح کے جلال اور روحانی ترقی کے لئے - آج کل زیادہ تر خادموں کی یہ دُعا ہوتی ہے کہ انہیں شفا دینے کی توفیق مل جائے - لیکن انجیلِ مُقدس میں اس نعمت کو زیادہ اہمیت نہیں ملی ہے -

"اور کیونکہ اُس توفیق کے موافق جو ہم کو دی گئی - ہمیں

طرح طرح کی نعمتیں ملی۔ اس لئے جس کو نبوت ملی ہو، وہ ایمان کے اندازہ کے موافق نبوت کرے۔ اگر خدمت ملی ہو، تو خدمت میں لگا رہے۔ اگر کوئی معلم ہو تو تعلیم میں مشغول رہے۔ اور اگر ناصح ہو تو نصیحت میں خیرات بانٹنے والا سخاوت سے بانٹے پیشوا سرگرمی سے پیشوائی کرے۔ رحم کرنے والا خوشی سے رحم کرے" (رومیوں ۱۲: ۶-۸)۔

" اور اُسی نے بعض کو رسُول بعض کو نبی اور بعض کو مبشر اور بعض کو چرواہا اور بعض کو اُستاد بنا کے دے دیا" (افسیوں ۴: ۱۱)

مذکورہ بالا دونوں حوالہ جات سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ کہ خادموں کی فہرست میں شفا دینے کی توفیق کو شامل نہیں کیا گیا۔

۱۔ شفا دینے کی توفیق ایک نعمت ہے۔ جو خدا پاک روح کلیسیا میں سے ایمان داروں کو اپنی مرضی کے مطابق دیتا ہے۔ تاکہ کلیسیا پر مسیح کی محبت اور ہمدردی ظاہر ہو جائے۔

۲۔ شفا دینا ایمان دار کا کام نہیں۔ بلکہ خدا پاک رُوح کا ہے۔ جو کسی بھی وسیلے سے بیمار کو شفا دے سکتا ہے۔ ایک کو دعا سے۔ دوسرے کو ہاتھ رکھنے سے، تیل لگانے سے، ہسپتال میں زیر علاج ہونے سے، یا دوائی کے استعمال کرنے سے۔ کچھ پینتیکاسٹلز کلیسیاؤں میں دوائی کے استعمال کو خدا کی رحمت اور فضل پر شک کے مترادف سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے خادم یا تو دوائی کا چوری چھپے استعمال کرتے ہیں۔ یا پھر بالکل ہی دوائی استعمال کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ حالانکہ ایسی تعلیم بائبل کے مطابق نہیں۔ پولس رسُول نے تمیتھیس کے پیٹ کی

خرابی پر اُسے مے کو دوائی کے طور پر استعمال کرنے کی تاکید کی۔

"آئندہ کو نہ صرف پانی ہی پیا کر۔ بلکہ اپنے معدہ اور اکثر کمزور رہنے کی وجہ سے ذرا سی مے بھی کام میں لایا کر" (۱۔تیمتھیس ۵ : ۲۳)۔

۳۔ ضروری نہیں کہ ایماندار کی دُعا سے سب بیمار شفا پا جائیں۔

(ا) پولُس رسول اِپفرُدتُس کی بیمار کو دُعا سے ٹھیک نہ کر سکا۔

(ب) تیمتھیس کو پیٹ کی خرابی کے لئے مے کا استعمال کرنے کی تاکید کی۔

(ج) پولُس رسول ترفمس کی میلیتس میں بیمار چھوڑ کر آگے بڑھتا ہے۔

"اراستس کرنتھس میں رہا۔ اور ترفمس کو مَیں نے میلیتس میں بیمار چھوڑا" (۲۔تیمتھیس ۴ : ۲۰)۔

بعض لوگ یہ بھی کہتے سُنے گئے ہیں کہ ایمان دار بیمار ہی نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ دعویٰ بائبل کی تعلیم کے خلاف ہے۔ پولُس رسول اپنی بیماری کا ذکر کرتا ہے۔

"اور مکاشفوں کی زیادتی کی باعث میرے پھُول جانے کے اندیشہ سے میرے جسم میں کانٹا چبھویا گیا۔ یعنی شیطان کا قاصد تاکہ میرے مُکے مارے اور میں پھُول نہ جاؤں۔ اس کے بارے میں مَیں نے تین بار خدا سے التماس کیا کہ یہ مجھ سے دُور ہو جائے۔ مگر اس نے کہا میرا فضل تیرے لئے کافی ہے۔ کیونکہ میری قدرت کمزوری میں پُوری ہوئی ہے" (۲۔کرنتھیوں ۱۲ : ۷۔۹)۔

پولُس کے تین دفعہ اپنی بیماری کے لئے دُعا کرنے پر اُسے شفا نہیں

بلکہ بیماری کو برداشت کرنے کی توفیق ملی - اگر یہ مان لیا جائے تو صبر سے برداشت کرنا کی اصطلاح جو بائبل میں استعمال ہوئی ہے - اپنا مفہوم کھو دے گی۔

معجزوں کی قدرت

بائبل مُقدّس کے مُطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ معجزات کا بیان عہدِ عتیق اور عہد جدید ہر دو میں ملتا ہے - ہم اِن معجزات کی تین زمانوں میں شیرازہ بندی کر سکتے ہیں -

نمبرا - خروج کے زمانہ کے معجزات

(ا) جلتی ہُوئی جھاڑی -

(ب) مصر کی دس وبائیں -

(ج) یریحو کا زوال -

(د) جدعون کی جنگیں -

نمبر۲ - بُت پرستی دُور کرنے کے معجزات -

(ا) الیشع اور ایلیاہ کے معجزات -

(ب) یوناہ کا معجزہ -

(ج) یسعیاہ کے دور کے ۲ معجزات -

"سو اُسی رات کو خداوند کے فرشتہ نے نکل کر اسور کی لشکر گاہ میں ایک لاکھ پچاسی ہزار آدمی مار ڈالے - اور صبح کو جب لوگ سویرے اُٹھے تو دیکھا کہ وہ سب مرے پڑے ہیں۔" (۲ - سلاطین ۱۹ : ۳۵) -

"اور اُس نے خداوند کا گھر اور بادشاہ کے قصر اور یرؔوشلیم کے سب گھر یعنی ہر ایک بڑا گھر آگ سے جلا دیا۔ اور کسدیوں کے سارے لشکر نے جو جلوداروں کے سردار کے ہمراہ تھا۔ یرؔوشلیم کی فصیل کو چاروں طرف سے گرا دیا۔" (۲۔ سلاطین ۲۴: ۹۔۱۱)۔

نمبر۳۔ مسیح خُداوند اور اُس کے شاگردوں کے معجزات :۔

اِنجیل نویسوں نے مسیح خُداوند کے تقریباً چالیس معجزات کا ذکر کیا ہے۔ بعدازاں رسولوں کے وسیلہ سے بھی معجزات وقوع پذیر ہوتے رہے۔

معجزات کے بارے میں خیالات

۱۔ "حیرت انگیز اور تحیر آفرین واقعہ کا نام معجزہ ہے۔

۲۔ یہ ایک اہم اور ایک غیر معمولی واقعہ ہے۔ جس کی تمام قوانین فطرت کی روشنی میں توجیہ نہیں ہو سکتی۔

۳۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے جو مشاہدہ کرنے والے کے لئے اُصولِ موضوعہ کا درجہ رکھتا ہے۔

۴۔ یہ ایسا واقعہ ہے۔ جس کے اثرات اور محاصل واقعہ سے کہیں زیادہ خیال انگیز اور معنی خیز ہوتے ہیں۔

۵۔ معجزات ایمان داروں کی دُعا کے نتیجہ میں ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ اور بے ایمانوں کے لئے خُدا کی قدرت کا نشان ٹھہرتے ہیں۔ الیشعؔ کی دعا کے جواب میں آگ کا وقوع پذیر ہونا۔" (۱۔ تواریخ ۱۸: ۱۶۔۳۸)۔

۶- الٰہی معجزات اور شیطانی اعجاز آفرین کاموں میں فرق ہے۔ شیطانی حیران کن کاموں میں کچھ پڑھنے سے واقعات وقوع میں آتے ہیں۔

"تب فرعون نے بھی داناؤں اور جادوگروں کو بلوایا اور مصر کے جادوگروں نے بھی اپنے جادو سے ایسا ہی کیا۔" (خروج ۷: ۱۱)۔

"اور جادوگروں نے بھی ایسا ہی کیا۔ اور ملکِ مصر پر مینڈک چڑھا لائے۔" (خروج ۸: ۷)۔

لیکن الٰہی معجزات کا انحصار خدا کی مرضی پر ہوتا ہے۔ ان میں معجزات دکھانے والے کی حیثیت ایک کارکن یا خادم کی ہوتی ہے۔ مسیح خداوند نے شیطانی معجزات کے بارے میں پہلے سے آگاہ کر دیا۔

"کیونکہ جھوٹے نبی اور جھوٹے مسیح اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اور ایسے بڑے نشان اور عجیب کام دکھائیں گے کہ اگر ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کر لیں گے۔" (متی ۲۴: ۲۴)

۷- معجزہ ایک نشان ہے جس کا ظہور قطرت پر قادر ہونے کی قوی دلیل ہے۔ معجزہ کا فعل قدرت کے قانون کی خلاف ورزی نہیں۔ بلکہ قانونِ قدرت کے ساتھ گہری مطابقت و موافقت رکھتا ہے۔ مثلاً مردوں کا زندہ ہونا۔ قانونِ قدرت کے خلاف نہیں۔ کیونکہ موت گناہ کا ماحصل ہے۔ اور یہ قانون کے قائم ہونے کے بعد کا واقعہ ہے۔ یہ انسان پر سزا کے طور پر آئی۔

گناہ کی مزدوری موت ہے۔ مگر خدا کی بخشش ہمارے خداوند یسوع مسیح میں ہمیشہ کی زندگی ہے۔" (رومیوں ۶: ۲۳)۔

معجزات کا مقصد

۱- ہر معجزہ خُدا کے مکاشفہ کا جزو لاینفک ہے۔ اور اِس سے انسان رُوحانی سربلندی حاصل کرتا ہے۔

"لیکن یہ اس لئے لکھے گئے کہ تم ایمان لاؤ کہ یسوعؔ خدا کا بیٹا مسیح ہے۔ اور ایمان لاکر اس کے نام سے زندگی پاؤ۔" (یوحنّا ۲۰: ۳۱)

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ مادی عناصر خدا کے دست قدرت سے باہر ہیں۔ لیکن یہ خدا کی ہستی اور قدرت مطلقہ کے انکار کے مترادف ہے جس خدا نے اس مادی عالم کو پیدا کیا ہے۔ وہ صانع ہو کر اپنی صفت پر پورا اختیار رکھتا ہے۔ اور جیسا چاہتا ہے ویسا کرتا ہے۔

"اور زمین کے تمام باشندے ناچیز گنے جاتے ہیں۔ اور وہ آسمانی لشکر اور اہلِ زمین کے ساتھ جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے اور کوئی نہیں جو اُس کا ہاتھ روک سکے یا اُس سے کہے تُو کیا کرتا ہے؟" (دانی ایل ۴: ۳۵)

"اے اِنسان تُو کون ہے جو خُدا کے سامنے جواب دیتا ہے؟ کیا بنی ہوئی چیز بنانے والے سے کہہ سکتی ہے کہ تو نے مجھے کیوں ایسا بنایا۔ کیا کمہار کا مٹی پر اختیار نہیں۔" (رومیوں ۹: ۲۰-۲۱)۔

ایمان

ایمان سے مُراد اعتماد وفاداری یا بھروسہ ہے۔ ایک اندازہ کے مطابق

ہے کہ عہد نامہ میں یہ لفظ ۵۰۰ دفعہ استعمال ہوا ہے۔ روحانی نعمتوں میں ایمان کی نعمت بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔ دوسری نعمتوں کا اس سے گہرا تعلق ہے۔ جب تک کوئی شخص خداوند یسوع مسیح پر ایمان نہیں رکھتا۔ وہ اُسکے نام سے نہ تو معجزات کر سکتا ہے۔ نہ بیماروں کو شفا دے سکتا ہے۔ نہ نبوت کر سکتا ہے۔ اور نہ غیر زبان اور غیر زبان کے ترجمہ ہی کی نعمت حاصل کر سکتا ہے۔ اسی نعمت کے طفیل ایماندار کے راستے میں آنے والی دشواریوں اور صعوبتوں کو خندہ پیشانی سے ٹھکرا دیتا ہے۔ یہ نعمت نوح کے پاس تھی۔ اُس نے خدا کے وعدہ پر اعتماد کرتے ہوئے، کشتی بنائی اور بچ گیا۔ ابراہیم نے خدا کی ہدایت پر بھروسہ کرتے ہوئے اُور کو خیرباد کہا۔ حالانکہ مالی نقطہ نگاہ سے ایسا کرنا نقصان دہ تھا۔ یہ نعمت ہڈسن ٹیلر کے پاس تھی تو اس نے فانی دشواریوں کے باوجود دنیا کی بڑی تنظیموں میں سے ایک کی بنیاد رکھی۔ اور وہ کامیاب ہوئی۔ وہ کہتے ہیں۔ خدا کے قوی اور عظیم لوگوں نے ایمان ہی کی بدولت بڑے بڑے کام کئے ہیں۔"

۱۔ شاگرد خداوند یسوع مسیح کے ارشاد کی تعمیل میں ایمان سے بالائی منزل میں اکٹھے ہوئے تو قوت کا لباس پایا۔

"اور ان سے مل کر اُن کو حکم دیا کہ یروشلیم سے باہر نہ جاؤ۔ بلکہ باپ کے اُس وعدہ کے پُورے ہونے کے منتظر رہو جس کا ذکر تم مجھ سے سُن چکے ہو۔" (اعمال ۱:۴)۔

۲۔ گلتیوں کی کلیسیا نے ایمان سے رُوح القدس پایا۔

"مَیں تم سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ تم نے شریعت کے اعمال سے رُوح کو پایا یا ایمان کے پیغام سے۔" (گلتیوں ۳:۲)

زندہ ایمان نئی روحانی زندگی پیدا کرتا ہے۔ اور مُردہ ایمان، موت، ہلاکت، اور ناکامی و نامرادی کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔

علمیت کا کلام

علم کے معنی جاننا ہیں۔ یونانی زبان میں اس کے لئے ناسس کا لفظ آیا ہے۔ غالباً اِسی سے ناسٹک تحریک معرض وجود میں آئی۔ اِس تحریک کے اعتقادات کے مطابق انسان کی نجات اور مخلصی علمیت کے کلام کے طفیل ہے۔ کرنتھس کی کلیسیا میں بھی اس خیال کے حامی اور موید تھے۔ وہ اپنے آپکو خُدا کی کامل اور جلالی مرضی کے تابع کرنے کی بجائے اپنے علم سے نجات اور مخلصی حاصل کرنے کے آرزومند تھے۔ اپنی طبع زاد تاویلوں اور تشریحوں کی وجہ سے وہ خُدا سے برگشتہ اور منحرف ہوکر بتوں کی قربانیوں میں شریک ہو گئے۔

"جو تم کو آخر تک قائم بھی رکھے گا۔ تاکہ تم ہمارے خُداوند یسوع مسیح کے دن بے الزام ٹھہرو۔" (۱-کرنتھیوں ۱: ۸)۔

اُن کے علم نے اُن کی غلط راہنمائی کی۔ اِس لئے یہ ازبس ضروری ہے کہ ہم اس روحانی نعمت کے صحیح مطلب و مفہوم سے واقفیت حاصل کریں۔

۱۔ علمیت کے کلام سے مراد خدا کا علم حاصل کرنا ہے۔ لیکن نوع انسان اِسے اپنی کوشش اور جدوجہد سے حاصِل کرنے سے قاصر ہے۔ اس میں شک نہیں کہ انسان نے خدا کے بارے میں استدلالی علم حاصل کیا یعنی معلول سے علِت کا علم۔ لیکن یہ علم ناکافی اور ادھورا تھا۔ کیونکہ دنیا میں کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو خدا کی مانند ہو۔ خدا نے اپنا

علم انسان کو الہام کے وسیلہ سے بخشا۔ لیکن الہام حقائق الٰہی کا صرف جزوی بیان ہے۔ الفاظ محدود اور مرکب ہونے کے باعث حقیقی علم نہ دے سکے۔ لہذا عبرانیوں کے نام خط کا مصنف لکھتا ہے۔

"اگلے زمانہ میں خدا نے باپ دادا سے حصہ بہ حصہ اور طرح بہ طرح نبیوں کی معرفت کلام کرکے اس زمانہ کے آخر میں ہم سے بیٹے کی معرفت کلام کیا۔ جسے اُس نے سب چیزوں کا وارث ٹھہرایا اور جس کے وسیلہ اُس نے عالم بھی پیدا کئے۔" (عبرانی ۱ : ۲۱)۔

اگلے زمانہ میں خدا نے باپ دادا سے حصہ بہ حصہ اور طرح بہ طرح نبیوں کی معرفت کلام کیا۔ اس زمانہ کے آخر میں ہم سے بیٹے کی معرفت کلام کیا۔ اسی لئے یوحنا کی انجیل کا مصنف لکھتا ہے۔

"خدا کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے۔ اسی نے ظاہر کیا۔" (یوحنا ۱ : ۱۸)

علم الٰہی کا حصول

۱۔ خدا پاک ہے، اس لئے ناپاک اور گناہ آلود زندگی بسر کرنے والا شخص اُس کا علم حاصل نہیں کرسکتا۔ کفارۂ مسیح کو قبول کرنے اور اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کے بعد انسان خدا کا علم حاصل کرتا ہے۔ اسی لئے پولس کرنتھس کی کلیسیا کو لکھتا ہے۔

"اور اگر تقریر میں بے شعور ہوں۔ تو علم کے اعتبار سے

نہیں۔ بلکہ ہم نے اس کو ہر بات میں تمام آدمیوں پر تمہاری خاطر ظاہر کر دیا" (۲۔کرنتھیوں ۱۱: ۶)۔

۲۔ متکبر اور خود پسند رویہ کے مالک لوگ اس کا علم حاصل نہیں کر سکتے۔ دوسروں کے ساتھ تحمل سے پیش آنے والے خدا کا علم حاصل کرتے ہیں۔

۳۔ اگر ہم ۱۔کرنتھیوں ۱۲: ۲ اور ۱۴: ۶ کا تقابلی مطالعہ کریں تو ایک حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے۔ یہ علم لوگوں کے فائدہ کے لئے خدا کے مکاشفہ کا درجہ رکھتا ہے۔ علمیت کے کلام کا مرکز مسیح ہے۔ کیونکہ حکمت اور علمیت کے تمام خزانے اِس میں پوشیدہ ہیں۔

حکمت کا کلام

حکمت کا کلام خدا کی طرف سے ایماندار کو ملنے والا ارمغانِ عظیم ہے۔ جس سے انسانی ذہن کو نئی جلا ملتی ہے۔ اِسی لئے مسیح خداوند نے اس کا وعدہ اپنے شاگردوں سے کیا۔

"کیونکہ میں تمہیں ایسی زبان اور حکمت دوں گا کہ تمہارے کسی مخالف کو سامنا کرنے یا خلاف کہنے کا مقدور نہ ہوگا۔"

(لوقا ۲۱: ۱۵)۔

استفنس شہید کے دشمن اُس کی حکمت اور دانش کا مقابلہ نہ کر سکے۔

"پس اَے بھائیو! اپنے میں سے سات نیک نام

شخصوں کو چن لو جو رُوح اور دانائی سے بھرے ہوئے ہوں

کہ ہم اُن کو اِس کام پر مقرر کریں" (اعمال ۶: ۳)۔

" مگر وہ اُس دانائی اور رُوح کا جس سے وہ کلام کرتا تھا

مقابلہ نہ کر سکے" (اعمال ۶: ۱۰)۔

یونانی اعتقادات کے مطابق خدائے قدوس کی ذات دانشِ کُل ہے۔ یہی اعتقاد بتدریج یہودیت میں جڑ پکڑ گیا۔ مسیحیت کے رونما ہونے پر لوگوں نے مسیحی تعلیم کو نئی حکمت کے نام سے تعبیر کرنا شروع کر دیا اور ہر دانشِ کلام کو مسیحی بشارت کا مرکز بنا لیا۔ جس کی پولس رسول نے نہایت واضح اور غیر مبہم الفاظ میں تردید و تکذیب کر کے اس کی مذمت کی۔ اور کرنتھس کی کلیسیا میں اس اعتقاد کے حامیوں پر واضح کیا کہ انسان کی حکمت اور خدا کی حکمت میں بُعد المشرقین ہے۔ اور انسان اپنی حکمت کے باوجود بھی خدا کا حقیقی علم حاصل کرنے سے قاصر ہے۔ وہ جو اپنے حکمت کے کلام پر فاخر و نازاں تھے۔ ان کے لیے پولس رسول نے مصمم ارادہ کیا۔ جس کا انکشاف وہ یوں کرتا ہے۔

"میں نے عہد کر لیا ہے کہ مسیح مصلوب کی صلیب کے سوا اور کچھ نہ کہوں"

مردِ مصلوب کے ساتھ شخصی پیوستگی ایماندار کو حکمت، فہم و ادراک، پاکیزگی اور مخلصی عطا کرتی ہے۔

لیکن تم اُس کی طرف سے مسیح یسوع میں ہو۔ جو ہمارے لئے خدا کی طرف سے حکمت ٹھہرا یعنی راستبازی اور پاکیزگی اور مخلصی" (۱۔ کرنتھیوں ۱: ۳۰)۔

۱- حکمت کے کلام کا منبع اور مخزن :-

"اور خداوند یسوع مسیح کو پہچانیں - جس میں حکمت اور معرفت کے سب خزانے پوشیدہ ہیں"۔ (کلسیوں ۲: ۲-۳)۔

۲- اِس حکمت کے کلام کا مطلب و مفہوم خدا کے کلام اور اُس کی راہوں کو سمجھنا ہے۔

"... تاکہ اب کلیسیا کے وسیلہ سے خدا کی طرح طرح کی حکمت اور ؟ اُن حکمت والوں اور اختیار والوں کو جو آسمانی مقاموں میں ہیں معلوم ہو جائے"۔ (افسیوں ۳: ۱۰)۔

یسعیاہ نے پیشین گوئی کی۔

"اور خداوند کی رُوح اس پر ٹھہرے گی۔ حکمت اور خرد کی رُوح مصلحت اور قدرت کی رُوح۔ معرفت اور خدا کے خوف کی رُوح"۔ (یسعیاہ ۱۱: ۲)۔

اس پیشن گوئی کی تکمیل دیکھیئے۔

"اور وہ لڑکا بڑھتا گیا اور قوت پاتا گیا۔ اور حکمت سے معمور ہوتا گیا۔ اور خداوند کا فضل اُس پر تھا"۔ (لوقا ۸: ۴۰)۔

"اور یسوع حکمت اور قدو قامت میں۔ اور خُدا کی اور انسان کی مقبولیت میں ترقی کرتا گیا"۔ (لوقا ۲: ۵۲)۔

۳- حکمت کے کلام کی آبیاری -

"اور نئی انسانیت کو پہن لیا ہے۔ جو معرفت حاصل

کرنے کے لئے اپنے خالق کی صُورت پر بنتی جاتی ہے"۔ (کلسیوں ۳: ۱۰)۔

۴۔ حکمت کے کلام کی عملی صورت :۔

"وقت کو غنیمت جان کر باہر والوں کے ساتھ ہوشیاری سے برتاؤ کرو"۔ (کلسیوں ۴: ۵)۔

۵۔ حکمت کے کلام کا حصول :۔

"لیکن اگر تم میں سے کسی میں حکمت کی کمی ہو۔ تو خُدا سے مانگے جو بغیر ملامت کئے سب کو فیاضی کے ساتھ دیتا ہے۔ اُس کو دی جائے گی"۔ (یعقوب ۱: ۵)۔

۶۔ حکمت کے کلام کی معموری الٰہی تجویز کی جز و لاینفک ہے۔ اعمال کی کتاب میں جن سات اشخاص کا انتخاب ہُوا۔ وہ حکمت سے معمُور تھے۔

۷۔ ایماندار اِس حکمت کے کلام کے آرزومند تھے۔

ا۔ پولُس آرزومند ہے کہ خدا کی افسس کی کلیسیا کو حکمت کی رُوح سے معمور کرے۔

"کہ ہمارے خداوند یسوع مسیح کا جلال جو باپ کا جلال ہے۔ تمہیں اپنی پہچان میں حکمت اور مکاشفہ کی رُوح بخشے"۔ (افسیوں ۱: ۱۷)۔

ب۔ سلیمان حکمت کا آرزومند ہے۔

"سو تو اپنے خادم کو اپنی قوم کے انصاف کرنے کے لئے سمجھنے والا دل عنایت کرتا کہ مَیں بُرے اور بھلے میں امتیاز کر

سکوں۔کیونکہ تیری اس بڑی قوم کا انصاف کون کرسکتا ہے"۔
(۱۔سلاطین ۳:۹)۔

رُوحوں کا امتیاز

کلیسیائی تواریخ اِس حقیقت کی نقیب ہے کہ جہاں خدا کے پاک رُوح کے طفیل ایماندار گرانمایہ برکات حاصِل کرتے ہیں۔ وہاں بہت سی طاغوتی قوتیں دِلکش بہروپ میں ظاہر ہوتی ہیں۔ ایسے حالات میں خدا نے رُوحوں کا امتیاز کرنے کی صلاحیت ایماندار کو بخشی ہے۔ مختلف روحانی نعمتوں کی پہچان کے لئے یہ نعمت ازحد ضروری ہے۔

۱۔ غیر زبان کی نعمت کے لئے:۔

اگرچہ غیر زبان میں کلام کرنے کی نعمت کا رُوح اُلقدُس سے تعلق ہے۔ لیکن نفسیاتی اثرات کے تحت بھی غیر زبان بولی جاتی رہی ہے۔ شرکا کلیسیا کرنتھس اس بات سے بخوبی واقف تھے۔ کیونکہ مسیحیت کے حلقۂ بگوش ہونے سے پہلے وہ بُت پرست تھے۔ اور BALLhus اور ATTIS کی پرستش کرتے تھے۔

"تم جانتے ہو کہ جب تم غیر قوم تھے۔ تو گونگے بتوں کے پیچھے جس طرح کوئی تم کو لے جاتا تھا۔ اسی طرح جاتے تھے"۔
(۱۔کرنتھیوں ۱۲:۲)۔

اِس زمانۂ بت پرستی میں وہ بیگانہ زبان میں باتیں کرنے کا تجربہ

رکھتے تھے۔ ایسے حالات میں حقیقت اور فریب میں امتیاز اس وقت کی اشد ضرورت تھی۔

۲- بدرُوحوں کی پہچان کے لئے :-

اعمال کی کتاب کے مصنف نے سولہ باب میں ایک لونڈی کی مختصر داستان ہے جس میں غیب دان رُوح تھی۔ اِس لونڈی نے اپنے محیرالعقول کاموں کے باعث گردونواح کے لوگوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال رکھا تھا۔ جب اُس نے پولس اور سیلاس کو دیکھا تو ان کے پیچھے آ کر چلانے لگی۔

"یہ آدمی خدا تعالیٰ کے بندے ہیں جو نجات کی راہ بتاتے ہیں"

لیکن پولس رسُول نے روحوں کے امتیاز کے خداداد ملکہ سے جان لیا کہ اُس میں شیطانی رُوح کارفرما ہے۔ اور اُسے نکل جانے کا حکم دیا۔

کفرنحوم کے عبادت خانہ میں خداوند یسوع مسیح کی ملاقات ایک ایسے شخص سے ہوئی۔ جس میں بدرُوح تھی۔ لیکن وہ متواتر کہہ رہا تھا۔

"اے یسوع ناصری! تو خدا کا قدوس ہے"

"یسوع نے اُسے جھڑک کر کہا؛ چُپ رہ اور اِس میں سے نکل جا" (مرقس ۱: ۲۵)۔

گراسینیوں کے علاقہ میں ایک مزلت گزیں سے یسوع کی ملاقات ہوئی۔ یہ رات دن پہاڑوں اور قبروں میں سرگشت کرتا تھا۔ اِس میں بھی بدرُوح تھی۔ خداوند یسوع مسیح کو دیکھ کر پکار اُٹھا۔

"اے یسوع! تو خدا تعالیٰ کا فرزند ہے" لیکن یسوع جان گیا کہ اُس

میں بدرُوح ہے۔

"اور بڑی آواز سے چلا کر کہا۔ اَے یسوع! خدا تعالیٰ کے بیٹے مُجھے تجھ سے کیا کام؟ تجھے خُدا کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے عذاب میں نہ ڈال" (مرقس ۵: ۷)۔

۳۔ نبوّت کی نعمت کی پہچان کے لئے:۔

ا۔ کرنتھس کی کلیسیا میں نبوّت کی سچائی کو اُس کی طوالت سے پرکھا جاتا تھا۔ جتنا زیادہ وقت کوئی نبوّت کرنے میں لیتا۔ اتنا زیادہ یہ امکان ہوتا کہ وہ شخص خود ساختہ نبوّت کر رہا ہے۔ اِسی لئے پولُس رسُول نے باری باری بولنے کی ترغیب دی ہے:۔

"نبیوں میں سے دو یا تین بولیں اور باقی اُن کے کلام کو پرکھیں۔ لیکن اگر دوسرے پاس بیٹھنے والے پر وحی اُترے تو پہلا خاموش ہو جائے" (۱۔کرنتھیوں ۱۴: ۲۹-۳۰)۔

ب۔ مونٹینسٹ منطانی دور میں روحوں کا امتیاز کلیسیائی قیادت اور راہنمائی کے سامنے اطاعت پذیری اور فرمانبرداری سے کیا جاتا تھا۔ ہر معاملہ میں کلامِ مُقدس کے ارشادات کو اوّلین درجہ دیا جاتا تھا۔ اِسی لئے جب ایک خادمہ MAXIMILLA نے نبوّت کی تو کلیسیا نے کلامِ مُقدس کی روشنی میں یہ فتویٰ صادر کیا کہ اُس کی نبوّت خدا کی طرف سے نہیں۔ خادمہ کی نبوّت یوں تھی۔

"میرا تعاقب اِس طرح ہو رہا ہے۔ جس طرح بھیڑیا بھیڑ کا کرتا ہے۔ مَیں

بھیڑیا نہیں ہیں کلام رُوح اور نبوّت ہوں۔ میرے بعد کوئی نبوّت کرنے والا نہیں ہوگا۔ بلکہ صرف نبوّت کی تکمیل ہوگی۔

ڈیوڈ واٹسن اپنی شہرۂ آفاق کتاب "رُوح میں ایک" میں امتیاز کے تین معیار بیان کرتے ہیں۔

۱۔ کیا نبوّت کرنے والا شخص یسوعؔ مسیح کو اپنی زندگی کا خداوند مانتا ہے۔

"پس مَیں تمہیں جتاتا ہوں کہ جو کوئی خدا کے روح کی ہدایت سے بولتا ہے۔ وہ نہیں کہتا کہ یسوعؔ ملعون ہے۔ اور نہ کوئی رُوح القدُس کے بغیر کہہ سکتا ہے کہ خداوند یسوعؔ ہے۔ (۱۔کرنتھیوں ۱۲ : ۳)۔

۲۔ کیا نبوّت کرنے والا شخص یسوعؔ مسیح کے کامل انسان اور کامل خُدا ہونے پر اعتقاد رکھتا ہے؟

"خدا کے رُوح کو تم اِس طرح پہچان سکتے ہو کہ جو کوئی رُوح اقرار کرے کہ یسوعؔ مسیح مجسّم ہو کر آیا ہے۔ وہ خدا کی طرف سے ہے" (۱۔یوحنا ۴ : ۲)۔

۳۔ اُس شخص کی پاکیزگی اور نیک نیتی اِس کے کاموں سے ظاہر ہوتی ہے۔

"جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو جو تمہارے پاس بھیڑوں کے بھیس میں آتے ہیں۔ مگر باطن میں پھاڑنے والے بھیڑیئے ہیں۔ اُن کے پھلوں سے تم ان کو پہچان لوگے۔ کیا جھاڑیوں سے انگور یا اونٹ کٹاروں سے

انجیر توڑتے ہیں؟ اسی طرح ہر ایک اچھا درخت اچھا پھل لاتا ہے۔ اور بُرا درخت بُرا پھل لاتا ہے۔ اچھا درخت بُرا پھل نہیں لا سکتا اور نہ بُرا درخت اچھا پھل لا سکتا ہے۔ جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ پس اُن کے پھلوں سے تم انکو پہچان لوگے۔" (متی ۷: ۱۵-۲۰)۔

تیرھواں باب

رُوح کا پھل

رُوح کا پھل کوئی ایسی چیز نہیں جو ہم اپنی رضا و رغبت سے اپنی زندگی میں پیدا کر سکیں۔ بلکہ جب خدا کا روح ہمارے اندر اقامت گزین ہوتا ہے تو یہ پھل زندگی میں پیدا ہوتا ہے۔ جس طرح سیب کے درخت کی اندرونی زندگی کے سبب سے اس پر سیب لگتے ہیں۔ اِسی طرح "پھل" جس سے پاکیزگی حاصِل ہوتی ہے۔ مسیح کے ساتھ انسان کی پیوستگی سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ پھل جمع نہیں بلکہ واحد ہے۔ جیسے انگوروں کے گچھے میں بہت سے انگور ہوں۔

پھل کی تقسیم

۱۔ جن کا تعلق خُدا سے ہے:۔

محبّت، خوشی، اطمینان۔

۲۔ جن کا تعلق ہمارے گردوپیش سے ہے۔

تحمل، مہربانی، نیکی۔

۳- جن کا تعلق ہماری ذات سے ہے۔

ایمانداری، حلم، پرہیزگاری۔

محبت یونانی زبان میں محبت کے لئے چار الفاظ مستعمل ہوتے ہیں۔

۱- ایروس (EROS) اِس سے مراد صنفِ نازک سے محبت ہے۔ اِس میں ہیجان اور شہوانی جذبہ کو دخل ہوتا ہے۔ اِس لفظ کا اِستعمال بائبل میں نہیں ملتا۔

۲- فلیا (Philia)۔ یہ وہ محبت ہے جو عزیز و اقارب اور دوست احباب کے لئے ہوتی ہے۔ اس کا تعلق دل سے ہوتا ہے۔

۳- اسٹورگ (storge) یہ لفظ والدین اور بچوں کے مابین محبت کا عکاس ہے۔ اِس لفظ کا اِستعمال رومیوں ۱۲:۱۲ میں آیا ہے۔

۴- اگاپے (Agape) یہ لفظ ناقابلِ تسخیر خیر خواہی اور خیر اندیشی کا نقیب ہے۔ خواہ کوئی انسان ہمیں کتنا ہی ذلیل خوار کیوں نہ کرے ہم ہمیشہ اس کے بھلے کی سوچتے ہیں۔ اِس کا تعلق دل اور دماغ دونوں سے ہے۔ یہ اُس مساعی ارادی کا نام ہے جو صرف "خُدا کی مدد سے ہو سکتی ہے۔ مسیحی محبت کے لئے یہی لفظ استعمال ہوا ہے"۔ اِس محبت سے مراد عزیز و اقارب اور احباب سے ہی پیار مراد نہیں بلکہ یہ ایک ناقابلِ تسخیر شفقت اور زبردست خیر خواہی کا نام ہے۔ جس کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ دوسرے الفاظ جذبات کے اتباع کو ظاہر کرتے ہیں۔ وہ اس تجربہ کو بیان کرتے ہیں جو بغیر کسی تگ و دو کے حاصل ہوتا ہے کیونکہ ہم اپنے عزیز و اقارب کو

پیار کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

یہ ایک اصول ہے جس پر کاربند ہو کر ہم فتح و نصرت حاصل کرتے ہیں۔ اِس لفظ کا مفہوم متی ۵: ۴۳-۴۸ سے ظاہر ہے جہاں دشمن سے محبت کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

مسیحی محبت جذبات کی وقتی لہر نہیں بلکہ ذہن کی ارادی قائمیت ہے جو پاک رُوح کا دین ہے۔ (گلتیوں ۵: ۲۲؛ رومیوں ۱: ۳۰؛ کلسیوں ۱: ۸)۔

کتابِ مقدس کا مطالعہ اِس حقیقت کا ترجمان ہے کہ مسیحی محبت زمینی اور آسمانی روابط کی بنیاد ہے۔

۱۔ محبت باپ کے بیٹے کے ساتھ روابط کی بنیاد ہے۔

یوحنا ۱۷: ۲۶؛ کلسیوں ۱: ۱۳؛ یوحنا ۳: ۳۵؛ ۱۰: ۱۷؛ ۱۵: ۹؛ ۱۷: ۲۳-۲۴

۲۔ محبت بیٹے کے باپ کے ساتھ روابط کی بنیاد ہے۔

یوحنا ۱۴: ۳۷

۳۔ محبت انسان کی طرف الٰہی رویہ کا نام ہے۔

یوحنا ۳: ۱۶؛ رومیوں ۸: ۳۷، افسیوں ۲: ۴؛ ۲-کرنتھیوں ۱۳: ۱۴؛ ۱-یوحنا ۳: ۱؛ یوحنا ۱۶: ۱، ۴: ۹، ۱۰

۴۔ خُدا سے محبت کرنا انسان کے جملہ فرائض میں سے ہے۔

متی ۲۲: ۳۷؛ مرقس ۱۲: ۳۰؛ لوقا ۱۰: ۲۷؛ رومیوں ۸: ۲۸ ۱-کرنتھیوں ۲: ۹؛ ۲-تیمتھیس ۴: ۶؛ ۱-یوحنا ۴: ۱۹

۵۔ المسیح کی زندگی کا منتہائے مقصود انسان سے محبت تھا۔

گلتیوں ۲: ۲۰؛ افسیوں ۵: ۲؛ ۲-تھسلنیکیوں ۲: ۱۰؛ مکاشفہ

۱:۵؛ یوحنا ۱۵:۹۔

۶۔ مسیحی محبت مسیحی ایمان کا جوہر ہے۔

افسیوں ۶:۲۴؛ ۱۔پطرس ۱:۸؛ یوحنا ۲۱:۱۵، ۱۶

۷۔ مسیحی زندگی کا طرۂ امتیاز باہمی محبت ہے۔

یوحنا ۱۳:۳۴، ۱۵:۱۲-۱۷، ۱۔پطرس ۱:۲۲

نیا عہدنامہ اور خُدا کی اِنسان کے لئے محبّت

۱۔ محبت خدا کی فطرت ہے۔

۱۔یوحنا ۴:۷؛ ۲۔کرنتھیوں ۱۳:۱۱

۲۔ خدا کی محبت عالمگیر ہے۔

یوحنا ۳:۱۶

۳۔ خدا کی محبت میں ایثار پایا جاتا ہے

۱۔یوحنا ۴:۹، ۱۰؛ یوحنا ۳:۱۰؛ گلتیوں ۲:۲۰؛ افسیوں ۵:۲؛ مکاشفہ ۱:۵۔

۴۔ خدا کی محبت بے لوث ہے۔

رومیوں ۵:۶؛ ۱۔یوحنا ۳:۱، ۴:۹، ۱۰

۵۔ خدا کی محبت میں رحم کا عنصر ہے۔

افسیوں ۲:۴

۶۔ خُدا کی محبت نجات بخش ہے۔

۲۔تھسلنیکیوں ۲:۱۳۔

۷- خدا کی محبت تقویت بخشتی ہے۔

رومیوں ۸ : ۳۷

۸- خُدا کی محبت غیر منفک ہے۔

رومیوں ۸ : ۳۹۔

۹- خدا کی محبت صلہ بخش ہے۔

یعقوب ۱: ۱۲، ۲: ۵

۱۰- خدا کی محبت نفس کو رام کرتی ہے۔

عبرانیوں ۱۲ : ۶

نیا عہد نامہ اور انسان کا خُدا کے لئے پیار

۱- یہ بلا شرکتِ غیر ہونا چاہیئے۔

متی ۶ : ۲۴

۲- اس کی بُنیاد امتنان و تشکر پر ہونی چاہیئے۔

لوقا ۷ : ۴۲، ۴۷

۳- یہ اطاعت شعار ہونی چاہیئے۔

یوحنا ۱۴: ۱۵، ۲۱، ۲۳، ۲۴؛ ۱۳: ۳۵؛ ۱۵: ۱۰

۱- یوحنا ۲: ۵؛ ۵: ۲

۴- یہ روز افزوں ہونی چاہیئے۔

۱- یوحنا ۴: ۱۲، ۳: ۱۴، ۲: ۱۰، ۳: ۱۷

اِنسان کی اِنسان سے محبّت

۱- یہ ہر مسیح کا امتیازی نشان ہونی چاہیئے۔

۱-کرنتھیوں ۱۶: ۱۴؛ کلسیوں ۱: ۴؛ ۱-تھسلنیکیوں ۱: ۳؛ ۳: ۶؛ افسیوں ۵: ۲؛ مکاشفہ ۲: ۱۹

۲- محبّت اراکین کلیسیا کو باہم متحد رکھتی ہے۔

افسیوں ۴: ۱۰

۳- یہ مسیحی رہنما کی قوتِ محرکہ ہے۔

۲-کرنتھیوں ۱۱: ۱۱، ۱۲: ۱۵، ۲: ۴؛ ۱-تیمتھیس ۳: ۱۰؛ ۲-یوحنا ۳: ۱

۴- ہر مسیحی کو اپنے رہنما کے لئے محبّت کا رویّہ اختیار کرنا چاہیئے۔

۱-تھسلنیکیوں ۵: ۱۳-

مسیحی محبّت کا دائرہ

۱- اِس کا آغاز اپنے خاندان سے ہوتا ہے۔

افسیوں ۵: ۲۵-۲۶، ۳۳

۲- یہ بھائی چارے کو جنم دیتی ہے۔

۱-پطرس ۲: ۱۷

۳- اِس کی رسائی پڑوسی تک ہے۔

متی ۱۹: ۱۹، ۲۲: ۳۹؛ مرقس ۱۲: ۳؛ لوقا ۱۰: ۲۷؛

رومیوں ۱۳ : ۹ ؛ گلتیوں ۵ : ۱۴ ؛ یعقوب ۲ : ۸
ہر محتاج ہمارا پڑوسی ہے ۔
۴ ۔ اس کی رسائی دشمنوں تک ہے ۔
لوقا ۶ : ۲۷ ؛ متی ۵ : ۴۴

مسیحی محبّت کی خصوصیات

۱ ۔ یہ کھری محبّت ہے ۔
رومیوں ۱۲ : ۹ ؛ ۲ ۔ کرنتھیوں ۶ : ۶ ، ۸ : ۸ ؛ ۱ ۔ پطرس ۱ : ۲۲
۲ ۔ یہ معصوم محبت ہے ۔
رومیوں ۱۳ : ۱۰
۳ ۔ یہ فیاض محبّت ہے ۔
۲ ۔ کرنتھیوں ۸ : ۲۴ ؛ یوحنا ۱۳ : ۳۴ ؛ ۱ ۔ یوحنّا ۴ : ۱۱
۴ ۔ یہ عملی محبّت ہے ۔
عبرانیوں ۶ : ۱۰ ، ۱ ۔ یوحنّا ۳ : ۱۸
۵ ۔ یہ صابر محبت ہے ۔
افسیوں ۴ : ۲
۶ ۔ محبّت معافی اور بحالی کا منبع ہے ۔
۲ ۔ کرنتھیوں ۲ : ۸
۷ ۔ یہ آزادی کو کنٹرول کرتی ہے ۔
گلتیوں ۵ : ۱۳ ؛ رومیوں ۱۴ : ۱۵ ۔

۸- یہ سچائی کو کنٹرول کرتی ہے۔
افسیوں ۶ : ۱۵

۹- یہ وہ رشتہ ہے جس سے کلیسیائی رفاقت قائم رہتی ہے۔
فلپیوں ۲ : ۲ ؛ کلسیوں ۲ : ۲

۱۰- محبت کی بدولت ایک مسیحی دوسرے مسیحی سے مدد حاصل کرنے کا مستحق ٹھہرتا ہے۔
فلیمون ۱ : ۹

۱۱- یہ زندگی کا اوجِ کمال ہے۔
رومیوں ۱۳ : ۱۰ ؛ کلسیوں ۳ : ۱۴ ؛ ۱-تیمتھیس ۱ : ۵ ؛ ۶ : ۱۱ ؛ ۱-یوحنا ۴ : ۱۲-

۱۲- یہ راہ ہے جس کے ذریعے ایمان اثرانداز ہوتا ہے۔
گلتیوں ۵ : ۶

۱۳- یہ شریعت پر عمل پیرا ہونے کے لئے اختیاری اُصول ہے۔
گلتیوں ۵ : ۱۴ ؛ اعمال ۴ : ۳۲

خُوشی

اِس کے لئے عبرانی میں "simha" اور یونانی میں "chara" کے الفاظ آتے ہیں۔ خوشی الٰہی نیکی ہے جو دل کی حرارت کو بڑھا کر زندگی میں نیا جوش و جذبہ پیدا کرتی ہے۔

۱- یہ صادقوں کے خیموں کی زینت ہے۔
زبُور ۱۱۸ : ۱۵

۲- یہ رسولی کلیسیا کا امتیازی نشان تھی۔

وہ نامساعد حالات میں خوش نظر آتے ہیں۔ دلیر ارزنداں کے پیچھے نغمہ زن ہیں، آزمائش کی گھڑیوں میں ان کے چہرے خوشی سے لبریز ہیں۔

۳- یہ ایسا عمل ہے جس سے لوگ متاثر ہوتے ہیں۔

جب پطرس نے مسیح کے نام سے جنم کے لنگڑے کو اچھا کیا تو اس آدمی کے بارے میں لکھا ہے۔

"وہ کود کر کھڑا ہو گیا اور چلنے پھرنے لگا۔ اور چلتا کودتا اور خدا کی حمد کرتا ہوا ہیکل میں گیا" (اعمال ۳:۶)۔

۴- خدا کی بادشاہی خوشی پر موقوف ہے۔

رومیوں ۱۷:۱۴

۵- ایذا رسانیوں میں خوشی۔

اعمال ۲۶:۲۸؛ نحمیاہ ۸:۱۰

۶- یہ مسیحی زندگی کی خصوصیت ہے۔

۱- پطرس ۱:۸

خوشی اور عہدِ عتیق

۱- اسرائیل کی قومی اور مذہبی زندگی کے تعلق سے۔

۱- سموئیل ۱۸:۶؛ ۱- سلاطین ۱:۳۹، ۱۲:۶

۲۔ زبور نویس کا غالب عنصر

زبور ۴۲ : ۴، ۸۱ : ۱

۲۔ نجات کی معموری سے تعلق۔

یسعیاہ ۵۹ : ۱۳، ۶۱ : ۱۰

خوشی اور نیا عہدنامہ

۱۔ خوشی بشارت کے تعلق سے۔

ا۔ نجات دہندہ کی پیدائش پر۔

لوقا ۲ : ۱۰

۲۔ فتحمند دخول پر

متی ۱۱ : ۹ - لوقا ۱۹ : ۳۷

۳۔ یسوع کی قیامت کے بعد

متی ۲۸ : ۵ -

۴۔ یسوع خوشی دیتا ہے۔

یوحنا ۱۵ : ۱۱، ۱۶ : ۲۴

خوشی کی اقسام

۱۔ خداوند کی شادمانی۔ نحمیاہ ۸ : ۱۰

۲۔ بڑی خوشی۔ لوقا ۲ : ۱۰

۳- کمال خوشی۔ زبور ۴۳ : ۴
۴- نہایت بڑی خوشی۔ متی ۲ : ۱۰
۵- ابدی خوشی۔ یسعیا ۳۵ : ۱۰
۶- پوری خوشی۔ یوحنا ۱۵ : ۱۱
۷- خوشی جو بیان سے باہر اور جلال سے بھری ہے۔
۱- پطرس ۱ : ۸

۳- اطمینان

اس کے لئے یونانی لفظ cirene آیا ہے۔
"اطمینان عدم آویزش کا نام نہیں بلکہ اس سے نبرد آزما ہو کر اس پر غلبہ پانے کا نام ہے۔ یہ دنیا طوفانی سمندر کی لہروں کی مانند ہے۔ ہنگاموں۔ بغاوتوں، جنگ وجدل نے انسانی زندگی کو اضطراب و کرب سے دوچار کر دیا ہے۔ زندگی تکلیف دہ لگتی ہے۔ اصلاح کی تمام قوتیں سلب ہو گئی ہیں۔ ایسے حالات میں سلامتی کا شہزادہ خداوند یسوع مسیح اطمینان کی پیش کش کرتا ہے" (یوحنا ۱۴ : ۲۷)۔
عبرانی میں اس کے لئے لفظ Salom آیا ہے۔ جس کا مطلب تکمیل فلاح و بہبود اور خیر و عافیت ہے۔

پرانا عہدنامہ اور اطمینان

۱- جب کسی کی خیر و عافیت دریافت کرنا ہوتا تو یہ لفظ مستعمل ہوتا۔

پیدائش ۴۳ : ۲۷ ؛ خروج ۴ : ۱۸ ؛ قضاۃ ۱۹ : ۲۰

۲۔ جب کسی سے ہم آہنگی ہو۔

یشوع ۹ : ۱۵ ؛ ۱۔ سلاطین ۵ : ۱۲

۳۔ جب کوئی شہر یا ملک کی خیر سگالی چاہتا۔

زبور یرمیاہ ۲۹ : ۷

۴۔ مادی خوشحالی۔

زبور ۷۳ : ۳

۵۔ جسمانی تحفّظ

زبور ۴ : ۸

۶۔ رُوحانی خوشحالی

زبور ۸۵ : ۱۰ ؛ یسعیاہ ۴۸ : ۱۸، ۲۲، ۵۷ : ۱۹-۲۱

۷۔ سلامتی کا شہزادہ

یسعیاہ

نیا عہدنامہ اَور اطمینان

یونانی میں اِس کے لئے لفظ Eirene آیا ہے۔

۱۔ فضل اور اطمینان۔

رومیوں ۱ : ۷

۲۔ زندگی اور اطمینان

رومیوں ۸ : ۶

۳- راستبازی اور اطمینان -

رومیوں ۱۴: ۱۷

۴- مسیح کی موت کا منتہائے مقصود انسان کو اطمینان دینا ہے۔

افسیوں ۲ باب

کسی نے کیا خوب کہا ہے "اگر دل میں راستبازی ہو تو کردار میں حسن پیدا ہو جاتا ہے۔ اور جب کردار حسین ہو تو گھر میں ہم آہنگی ہوتی ہے۔ گھر کی ہم آہنگی سے قوم میں سلیقہ آجاتا ہے اور جب قومیں سلیقہ سے رہیں تو ہیں اطمینان کا دور دورہ ہوتا ہے۔"

اطمینان کی اقسام

۱- مسیح کا اطمینان -	کلسیوں ۳: ۱۵
۲- عظیم اطمینان -	زبور ۱۱۹: ۱۶۵
۳- کثرت کا اطمینان -	یرمیاہ ۳۳: ۶
۴- کامل اطمینان	یسعیاہ ۲۶: ۱۲
۵- نہر کی مانند اطمینان -	" ۶۶: ۱۲
۶- خدا کا اطمینان جو سمجھ سے باہر ہے -	افسیوں ۴: ۷
۷- لامتناہی اطمینان -	یسعیاہ ۹: ۷

تحمل

اس کے لئے یونانی میں لفظ Makro thumia آیا ہے۔ یہ لفظ دو حقائق کا غماض ہے۔

۱- یہ اس مستحکم اور ثابت قدم رُوح کا ترجمان ہے جو تھک ہار کر بیٹھ نہیں جاتی بلکہ مسلسل جدوجہد اور تگ و دو سے فائز المرام ہوتی ہے۔ ابرہام نے اپنے بے مثل تحمل کے باعث خدا کے وعدہ کو پُورا ہوتے دیکھا۔ کہا جاتا ہے کہ رومیوں نے تحمل اور صبر کی بدولت ساری دنیا پر حکومت کی۔

ایماندار کو نبیوں کے صبر و تحمل کو پیشِ نظر رکھتے ہُوئے آمدِ ثانی کا کسان کی مانند انتظار کرنا چاہیئے۔

۲- یہ اُس رویّہ کا عکاس ہے جو ایک مسیحی کو دوسرے کے ساتھ اختیار کرنا چاہیئے۔

خصوصیات

۱- یہ مسیحی خادم کا اِمتیازی نشان ہے۔

۲- کرنتھیوں ۶ : ۶ ؛ ۱- تیمتھیس ۱ : ۱۶ ؛ ۲- تیمتھیس ۳ : ۱۰

۲- یہ مسیحی مُبشّر کا طُرّہ اِمتیاز ہے۔

ططس ۲ : ۲

۳- یہ وصف ہر کلیسیائی ممبر میں ہونا چاہیئے۔

افسیوں ۴ : ۲ ؛ کلسیوں ۳ : ۱۲ ؛ ۱- تھسلنیکے ۵ : ۱۴

۴- تحمل خدا کا وصف ہے۔

رومیوں ۲ : ۴ ؛ ۹ : ۲۲ ؛ ۱- پطرس ۳ : ۲۰

۵- انسانی نجات خدا کے تحمل کے باعث ہے۔

۱- پطرس ۳ : ۹

مہربانی

اِس کے لئے یونانی لفظ "chrestotes" آیا ہے۔ نئے مخلوق اور رُوح سے معمور شخص کی پہچان یہ ہے کہ وہ خلیق اشرف النفس اور نرم دل ہوتا ہے۔ وہ اپنی منکسرالمزاجی کے باعث لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا لیتا ہے۔

بہت سے لوگ دوسروں کی بُرائی کرتے ہیں تا کہ اپنی برتری ظاہر کر سکیں۔ لیکن رُوح سے معمور انسان ہر ایک کے ساتھ مہربانی اور نرمی سے پیش آتا ہے۔

"خدا کی مہربانی تجھ کو توبہ کی طرف مائل کرتی ہے" (رومیوں ۲ : ۴)۔

رسُول مہربانی کا لباس پہننے کی تلقین کرتا ہے۔

"دردمندی، مہربانی، فروتنی اور حلم کا لباس پہنو" (کلسیوں ۳ : ۱۲)

۱۔ یہ دوسروں کے قصور معاف کرنا ہے۔

"اور ایک دوسرے پر مہربان اور نرم دِل ہو اور جس طرح خدا نے مسیح میں تمہارے قصور معاف کئے ہیں تم بھی ایک دوسرے کے قصور معاف کرو" (افسیوں ۴ : ۳۲)۔

۲۔ یہ مسیحی خاتون کا امتیازی نشان ہے۔

"اور متقی اور پاک دامن اور گھر کا کاروبار کرنے والی

اور مہربان ہوں ..."

۳- مہربانی محبت کی آئینہ دار ہے۔

محبت صابر ہے اور مہربان" (۱-کرنتھیوں ۱۳:۴)۔

۴- یہ مسیحی خادم کا وصف ہے۔

"پاکیزگی سے۔علم سے۔ تحمل سے۔مہربانی سے۔ رُوح القدُس سے۔بے ریا محبّت سے" (۲-کرنتھیوں ۶:۶)۔

۵- یہ خدا کے فضل کی عکاس ہے۔

"تاکہ وہ اپنی اس مہربانی سے جو مسیح یسوع میں ہم پر ہے آنے والے زمانوں میں اپنے فضل کی بے نہایت دولت دکھائے" (افسیوں ۲:۷)۔

۶- یہ برگزیدگی کی ترجمان ہے۔

"پس خدا کے برگزیدوں کی طرح جو پاک اور عزیز ہیں دردمندی، مہربانی اور فروتنی اور حلم اور تحمل کا لباس پہنو" (کلسیوں ۳:۱۲)۔

۷- خدا کی مہربانی سے ہم نجات پاتے ہیں۔ (ططس ۳:۴)۔

نیکی

اِس کے لئے یونانی میں agathosune آیا ہے۔نیکی سے مراد حاجتمندوں کے ساتھ بھلائی کے موقع کی تلاش میں سر گرداں رہتا ہے۔

۱- نیکی سے خدا کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔

"اور بھلائی اور سخاوت کرنا نہ بھولو۔ اس لئے کہ خدا ایسی قربانیوں سے خوش ہوتا ہے" (عبرانیوں ۱۳: ۱۶)۔

۲- نیکی سے معمور ہونا مسیحی کا طرۂ امتیاز ہے۔

"اور اے میرے بھائیو! میں خود بھی تمہاری نسبت یقین رکھتا ہوں کہ تم آپ نیکی سے معمور اور تمام معرفت سے بھرے ہو اور ایک دوسرے کو نصیحت بھی کر سکتے ہو" (رومیوں ۱۵: ۱۴)۔

۳- نیکی نور کا پھل ہے۔

"اس لئے کہ نور کا پھل ہر طرح کی نیکی اور راستبازی اور سچائی ہے" (افسیوں ۵: ۹)۔

۴- نیکی کرنے کی خواہش ہمارے بلاوے کا ثبوت ہے۔

"اسی واسطے ہم تمہارے لئے ہر وقت دعا بھی کرتے رہتے ہیں کہ ہمارا خدا تمہیں اس بلاوے کے لائق جانے اور نیکی کی ہر ایک خواہش اور ایمان کے ہر ایک کام کو قدرت سے پورا کرے" (۲- تھسلنیکیوں ۱: ۱۱)

۵- نیکی جہالت کا قلع قمع کرتی ہے۔

"کیونکہ خدا کی یہ مرضی ہے کہ تم نیکی کر کے نادان آدمیوں کی جہالت کی باتوں کو بند کر دو" (۱- پطرس ۲: ۱۵)۔

۶- نیکی کرنا خدا کے نزدیک پسندیدہ فعل ہے۔

"اس لئے کہ اگر تم نے گناہ کر کے مکے کھائے اور صبر

کیا تو کونسا فخر ہے۔ ہاں اگر نیکی کر کے دکھ پاتے اور صبر کرتے ہو تو یہ خدا کے نزدیک پسندیدہ ہے" (۱-پطرس ۲:۲۰)۔

۷۔ نیکی مخالفوں کو شرمندہ کرتی ہے۔

"اور نیت بھی نیک رکھو تا کہ جن باتوں میں تمہاری بدگوئی ہوتی ہے۔ اُن ہی میں وہ لوگ شرمندہ ہوں جو تمہارے مسیحی نیک چال چلن پر لعن طعن کرتے ہیں۔ کیونکہ اگر خدا کی یہی مرضی ہو کہ تم نیکی کرنے کے سبب سے دُکھ اُٹھاؤ تو یہ بدی کرنے کے سبب سے دُکھ اُٹھانے سے بہتر ہے" (۱-پطرس ۳:۱۶-۱۷)۔

۸۔ نیکی کرنے والا خدا سے ہے۔

"اے پیارے! بدی کی نہیں بلکہ نیکی کی پیروی کر۔ نیکی کرنے والا خُدا سے ہے۔ بدی کرنے والے نے خدا کو نہیں دیکھا" (۳-یوحنّا ۱:۱۱)۔

۹۔ نیکی سے حقیقی زندگی ملتی ہے۔

"اور نیکی کریں۔ اور اچھے کاموں میں دولت مند بنیں اور سخاوت پر تیار اور امداد پر مستعد ہوں ..... تا کہ حقیقی زندگی پر قبضہ کریں" (۱-تیمتھیس ۶:۱۸-۱۹)

ایمان Pistis

پُورے طور پر بھروسہ اور اعتماد رکھنے کو ایمان کہتے ہیں۔ "اب ایمان اُمید کی ہُوئی چیزوں کا اعتماد اور اَن دیکھی چیزوں کا ثبوت ہے"۔

دنیا کا سردار ابلیس لوگوں کے دلوں میں شک اور بداعتمادی کا

بیج بوتا ہے تاکہ رُوحانی حقائق پر ایمان نہ لائیں۔

عناصر

۱۔ جاننا۔

"اور وہ جو تیرا نام جانتے ہیں تجھ پر توکل کریں گے۔"
(زبور ۹ : ۱۰)

"پس ایمان سُننے سے پیدا ہوتا ہے اور سُننا مسیح کے کلام سے" (رومیوں ۱۰ : ۱۷)۔

۲۔ رضامندی۔

"فقیہہ نے اِس سے کہا اُے اُستاد بہت خوب! تُو نے سچ کہا کہ وہ ایک ہی ہے اور اِس کے سوا اور کوئی نہیں"
(مرقس ۱۲ : ۳۲)۔

۳۔ قبولیت۔

"لیکن جتنوں نے اُسے قبول کیا اُس نے انہیں خدا کے فرزند بننے کا حق بخشا یعنی اُنہیں جو اس کے نام پر ایمان لاتے ہیں" (یوحنا ۱ : ۱۲)۔

کتابِ مقدّس میں ایمان کے لئے تشبیہات

ا- یسوع کو تکتے رہنا (عبرانیوں ۱۲: ۲؛ یوحنا ۳: ۱۴-۱۵)۔ یہ استعارہ بہت ہی موزوں ہے۔ کیونکہ اس میں ایمان کے مختلف جُز پائے جاتے ہیں۔ اِس میں تمثیل کا بھی حصّہ ہے۔ کیونکہ ہمیں اس کو سمجھ کے ساتھ دیکھنا ہے۔ اور اِس میں اِرادہ کا بھی حصّہ ہے۔ جب تکتے رہتے ہیں تو سب چیزوں کو نظرانداز کر دیتے ہیں۔ اِس میں قوّتِ احساس کا بھی حصّہ ہے۔ کیونکہ اُس کے دیکھنے اور تکتے رہنے سے ہمیں اطمینان کا احساس ہوتا ہے۔

ب- ایک دوسرا استعارہ بھُوک اور پیاس یا کھانا پینا لیے۔ (متّی ۵: ۶؛ یوحنا ۶: ۵۰-۵۸)۔ جب کوئی رُوحانی طور پر بھُوکا یا پیاسا ہوتا ہے تو وہ محسوس کرتا ہے کہ اس میں کچھ کمی ہے اور جس چیز کی کمی ہوتی ہے اس کے لئے کوشش کی جاتی ہے۔

ج- ایک اور استعارہ ہے یسوع کے پاس آنا اور اُسے قبول کرنا۔ (یوحنا ۱: ۱۸، ۵: ۴۰؛ ۷: ۳۷، ۶: ۴۴؛ متّی ۱۱: ۱۲)

ایمان کی اقسام

۱- عقلی ایمان۔ (یعقوب ۲: ۱۶) کسی کا خدا کے بارے میں یہ ایمان ہو سکتا ہے کہ وہ ہے اور اس کا کلام صداقت پر مبنی ہے۔ مگر ممکن ہے کہ اِس کے اس ایمان کا اِس کے دل پر کچھ اثر نہ ہو۔

۲- معجزانہ ایمان۔ یہ ایمان وہ یقین ہے جو کسی شخص کے دل میں ہو

کہ میرے لئے یا میرے ذریعے سے ایک معجزہ دکھایا جائے گا۔ یہ ایمان عملی رکن یا فاعلی بھی ہو سکتا ہے۔ اور اس صورت میں یہ اس شخص کا ایمان ہوگا جو معجزہ دکھانے کرے " (اعمال ۳ : ۴ ، ۵ : ۱۶)۔

۳۔ عارضی ایمان۔ (متی ۱۳ : ۲۰ - ۲۱) - یہ کچھ دیر تک قائم رہتا ہے۔ اور پھر کمزور ہو کر ختم ہو جاتا ہے۔

۴۔ حقیقی نجات بخش ایمان۔ یہ ایک ایسا ایمان ہے جو دل میں پایا جاتا ہے۔ اور جس کی جڑ نوزادگی کی زندگی میں ہوتی ہے۔ نوزادگی میں ایمان کا بیج انسان کے دل میں بویا جاتا ہے۔ اور اس بیج کے ڈالے جانے کے بعد انسان کے لئے ممکن بن جاتا ہے کہ وہ ایمان لائے اور جب ایمان لاتا ہے تو یہ بیج اس کی زندگی کی ایک عادت بن جاتی ہے۔

حلم

اس کے لئے یونانی میں لفظ Praotes آیا ہے۔ کسی شخص کا کم گو یا خاموش طبع ہونا اس کے حلیم ہونے کو ہرگز ظاہر نہیں کرتا بلکہ حلیمی سے مراد خود ضبطی ہے۔ یہ ایسا وصف ہے جو انسان کو دوسروں پر فوقیت

نوزادگی خدا کا ایک ایسا فعل ہے جس کے ذریعے نئی زندگی کا اصل انسان میں ڈالا جاتا ہے۔ اور روح کا طبعی میلان پاک ہو جاتا ہے۔ اس پاک میلان کا پہلا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نوزاد انسان نیکی کرنے لگتا ہے۔

اور بونری بخشتا ہے۔ موسیٰ کے بارے میں مرقوم ہے کہ وہ روئے زمین کے تمام آدمیوں سے زیادہ حلیم تھا۔ لاطینی میں یہ لفظ سدھائے ہوئے جانور کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے ایک گھوڑا جو پہلے بے قابو ہوتا ہے اور بعدازاں سدھانے سے فرمانبردار ہو جاتا ہے۔ اس لفظ میں نرمی کے ساتھ ساتھ قوت کا تاثر بھی ملتا ہے۔ انجیلِ مقدس میں اس لفظ کے تین مفہوم ملتے ہیں۔

۱۔ خدا کی مرضی کے تابع فرمان ہونا۔

متی ۵:۵، ۱۱:۲۹، ۲۱:۵

۲۔ ہمہ وقت سیکھنے کے لئے مستعد رہنا۔

یعقوب ۱:۲۱

۳۔ دور اندیشی۔

۱۔ کرنتھیوں ۴:۲۱؛ ۲۔ کرنتھیوں ۱۰:۱؛ افسیوں ۴:۲

حلم کے بارے میں ارشادات

۱۔ یسعیاہ نے کہا

"تب مسکین خداوند میں زیادہ خوش ہونگے"۔

۲۔ زبور نویس نے کہا

ا۔ "وہ حلیموں کو اپنی راہ بتائے گا" (زبور ۲۵:۵)۔

ب۔ "وہ حلیموں کو نجات سے زینت بخشے گا"

(زبور ۱۴۹:۴)

۳۔ صفنیاہ نے کہا

" فروتنی کی تلاش کرو۔ شاید خداوند کے غضب کے دن پناہ ملے"۔

۴۔ پولس رسول نے کہا

ا۔ دردمندی، مہربانی، فروتنی اور حلم کا لباس پہنو" (کلسیوں ۳: ۱۲)۔

ب۔ سب آدمیوں کے ساتھ حلیمی سے پیش آئیں" (ططس ۳: ۲)۔

۵۔ پطرس نے کہا

" حلم اور مزاج کی غربت کی خدا کے نزدیک بڑی قدر ہے"۔

۶۔ خداوند یسوع نے کہا

" مبارک ہیں وہ جو حلیم ہیں کیونکہ وہ زمین کے وارث ہوں گے" (متی ۵: ۵)

پولس رسول خداوند یسوع مسیح کے حلم کے بارے میں لکھتے ہیں۔

" اُس نے اگرچہ خدا کی صورت پر تھا۔ خدا کے برابر ہونے کو قبضہ کی چیز نہ سمجھا بلکہ اپنے آپ کو خالی کر دیا اور خادم کی صورت اختیار کی اور انسانوں کے مشابہ ہو گیا۔ اور انسانی شکل میں ظاہر ہو کر اپنے آپ کو پست کر دیا اور یہاں تک فرمانبردار رہا کہ موت بلکہ صلیبی موت گوارا کی" (فلپیوں ۲: ۶)۔

پرہیزگاری egkrateia

یہ وہ وصف ہے جو ہماری فطرت کو نرم کرکے خود کو ہر شعبہ زندگی میں ضبط کے تابع کر دیتی ہے۔

پولس نے لکھا

"میں اپنے بدن کو قابو میں رکھتا ہوں۔"

پرانے عہدنامہ میں اِس کا استعمال پیدائش ۴۳: ۱۲ میں ملتا ہے۔

نئے عہدنامہ میں اس لفظ کا استعمال مختلف مفہوم کا آئینہ دار ہے۔

۱۔ ایک اندازِ فکر کے مطابق شادی نہ کرنا بھی پرہیزگاری میں شامل ہے۔ لیکن اِس کو کلامِ مُقدس نے طاغوتی پرہیزگاری کہا ہے۔ (۱۔تیمتھیس ۴: ۲-۳)۔

۲۔ پرہیزگاری نگہبان کا طُرۂ امتیاز ہے۔

"بلکہ مسافر پرور، خیر دوست، متقّی، مُنصف مزاج پاک اور ضبط کرنے والا ہو۔" (ططس ۱: ۸)

۳۔ یہ نیکوکار بیوی کا وصف ہے۔

"اس لئے کہ اگر بعض اِن میں سے کلام کو نہ مانتے ہوں تو بھی تمہارے پاکیزہ چال چلن اور خوف کو دیکھ کر بغیر کلام کے اپنی اپنی بیوی کے چال چلن سے خدا کی طرف کھینچ جائیں۔" (۱۔پطرس ۳: ۲)

ثمرِ رُوحانی اور رُوحانی نعمتیں

مشابہتیں

۱۔ دونوں کی تعداد نو ہے۔

۲۔ دونوں رُوح اُلقدُس سے نسبت رکھتے ہیں۔

۳۔ اِن میں سے کوئی بھی محض دکھاوے کے لئے نہیں اور نہ ہی کِسی کی رُوحانیت کا لوہا منوانے کے لئے۔

۴۔ دونوں مطالبہ کرنے پر پیدا ہوتے ہیں۔ فرد یا کلیسیا کی کِسی خاص ضرورت کو پُورا کرنے کے لئے ظاہر ہوتے ہیں۔

اختلافات

۱۔ لفظ "پھل" بصیغۂ واحد آیا ہے۔ یہ نو پھل جُدا جُدا نہیں مگر رُوحانی نعمتیں الگ الگ نعمتیں ہیں۔

۲۔ رُوح کا پھل رُوح سے معمور زندگی میں پیدا ہوتا ہے۔ مگر رُوحانی نعمتیں کلیسیا میں ظاہر ہوتی ہیں اور رُوح القدُس انہیں اپنی الٰہی مرضی سے بانٹتا ہے۔

۳۔ انسان میں رُوح کا پھل پیدا کرنا رُوح کا باطنی کام ہے لیکن رُوح کی نعمتوں کی تاثیروں کو پیدا کرنا رُوح اُلقدُس کا بیرونی کام ہے۔

۴۔ رُوح کا پھل پاکیزگی کے لئے ہے اور رُوح کی نعمتیں قوّت کے لئے

چودھواں باب

رُوح اور انسانی ضمیر

عہدِ جدید میں جس لفظ کا ترجمہ دل کیا گیا ہے۔ اس سے مُراد ضمیر ہے۔

"میں مسیح میں سچ کہتا ہُوں۔ جھُوٹ نہیں بولتا۔ اور میرا دل (ضمیر) بھی رُوح اُلقدُس میں گواہی دیتا ہے"
(رومیوں ۹:۱)۔

مذکورہ الصدر آیت میں پولس رسُول نے انسانی ضمیر اور رُوح اُلقدُس کے باہمی ارتباط کو ظاہر کیا ہے۔

انگریزی کے شہرہ آفاق ڈرامہ نویس ولیم شیکسپیئر انسانی ضمیر کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"ضمیر ہم سب کو بزدل بناتا ہے"۔

میکبتھ

"میرے ضمیر کی ہزاروں زبانیں ہیں۔ ہر زبان کئی داستانیں لاتی ہے۔ اور ہر داستان مجھے ویلن کے لئے ملامت کرتی ہیں۔

رچرڈ سوم

"میں اپنے باطن میں اطمینان محسوس کرتا ہوں۔ اطمینان جو زمینی عظمتوں سے کہیں بلند ہے۔ ایک خاموش اور پرسکون ضمیر"

کارل بارتھ اپنی کتاب "خدا کا کلام اور انسان کا کلام"

"ضمیر زندگی کا کامل ترجمان ہے"

سنیکا ۴ قبل مسیح سے ۶۵ سن مسیحی تک ہوا ہے۔ وہ ایک مشہور رومی فلسفہ دان اور المیہ نویس تھا۔ اس نے ضمیر کی تعریف اس طرح کی ہے۔

"ایک ایسی پاکیزہ روح جو ہم میں بستی ہے۔ اور ہمارے نیک و بد اعمال کی محافظ اور پرکھنے والی ہے"

حضرت سلیمان لکھتے ہیں۔

"انسان کا ضمیر خداوند کا چراغ ہے۔ جو اس کے دل کی گہرائیوں میں چمکتا رہتا ہے" (امثال ۲۰ : ۲۷)۔

ترجمہ ڈاکٹر ہوفٹ

سقراط اس کو الٰہی آواز سمجھتا ہے۔ اور اس کا ایمان تھا کہ اس کا ضمیر اس کے اچھے کام کو پسندیدگی سے دیکھتا ہے اور برے کام سے روکتا ہے۔

دوسری صدی قبل مسیح کا ایک تاریخ دان پولی بس (POLY BIUS) لکھتا ہے۔ "ضمیر جو ہر انسان کے دل میں سکونت گزیں ہے۔ اس سے زیادہ خوفناک گواہ اور اس سے زیادہ ہولناک مستغیث

کون ہو سکتا ہے؟

اخلاقیات کی تواریخ میں ضمیر سے مُراد الٰہی قوت کی وہ حکمرانی ہے۔ جو انسان کی قوتِ فیصلہ سے ظاہر ہوتی ہے۔

نفسیات کے ماہرین اِسے غلط اور درست، کھوٹے اور کھرے اور اچھے اور بُرے میں امتیاز کرنے والی جبلی حس سے تعبیر کرتے ہیں۔

نظریات پسندوں کے نزدیک ضمیر کسی معاشرے یا سوسائٹی کی جمع شدہ آگہی کا نام ہے۔ جس میں کوئی شخص سکونت کرتا ہے۔ جماعتی آگہی کے باعث ہی کوئی شخص اچھے اور بُرے میں تمیز کرتا ہے۔

یونانی زبان میں ضمیر کے لئے (SYNEIDESIS) مستعمل ہے جسکا مطلب اچھے اور بُرے میں تمیز کرنے کا شعور ہے۔

ابتدائے آفرینش میں خدائے قدّوس نے آدم کو اپنی شبیہ پر پیدا کیا۔ لیکن آدم کی اپنی حکم عدولی اور نافرمانی کی وجہ سے اس کی اصلی حالت قائم نہ رہ سکی۔ لیکن ایک مکتبِ فکر کے مطابق آدم کی ابتدائی حالت کا بقیہ "ضمیر" کی صورت میں انسان میں قائم رہا۔ اِسی لئے وحشی انسان پر بھی کبھی کبھی ایسی پُراسرار حالت طاری ہو جاتی ہے۔ جس سے اُس کے دل میں بار بار خیال آتا ہے کہ اُس سے کوئی بُرا کام سرزد ہوا۔

ضمیر کو تربیّت اور روشنی کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ وہ اعلیٰ کو ادنیٰ سے امتیاز کر کے ادنیٰ کو ردّ کرتا اور ملامت کرتا ہے۔ اگر اس کا اختیار پہچان کر تسلیم کر لیا جائے تو وہ اور بھی حساس ہو جاتا ہے۔ اور اس کا دائرہ اختیار اور بھی وسیع ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر اُس کو ردّ کر دیا جائے اور اِس کی آواز اَن سنی کر دی جائے تو وہ اپنا اختیار کھو بیٹھتا ہے۔ اور

مسلسل حکم عدولی سے وہ سُن یا مُردہ ہو جاتا ہے۔ ضمیر کی ملامت کا ایک واقعہ یوحنا کی انجیل کے مصنف نے لکھا ہے۔

ایک عورت زنا میں عین فعل کے وقت پکڑی گئی۔ فقیہہ اور فریسی اُس عورت کو پکڑ کر یسوع کے پاس لائے۔ اور دریافت کیا" اے اُستاد! تو اِس عورت کی نسبت کیا کہتا ہے"؟ یسوع نے جواب میں کہا۔"جو تم میں بے گناہ ہو وُہی اِس عورت کو پتھر مارے"۔ اِس پر چھوٹے سے بڑے تک کے ضمیر نے ملامت کی اور سب ایک ایک کر کے وہاں سے کھسک گئے۔

پولُس رسُول رومی کلیسیا کے نام اپنے مکتوب میں رقم طراز ہے۔

"چنانچہ وہ شریعت کی باتیں اپنے دلوں (ضمیر) پر لکھی ہوئی دکھاتی ہیں۔ اور اُن کا دل (ضمیر) بھی اُن باتوں کی گواہی دیتا ہے۔ اور اُن کے باہمی خیالات یا تو ان پر الزام لگاتے ہیں۔ یا اُن کو معذور رکھتے ہیں۔ جس روز خدا میری خوشخبری کے مطابق یسوع مسیح کی معرفت پوشیدہ باتوں کا انصاف کرے گا"۔ (رومیوں ۲: ۱۵-۱۶)

پاک ضمیر

بنجمن فرینکلن کہتے ہیں۔"اچھا ضمیر لامنتہاہی بڑا دن ہے"۔ یہ اچھا اور نیک ضمیر خداوند یسوع مسیح کے احکام کی بجا آوری سے ملتا ہے۔

"چونکہ تم نے حق کی تابعداری سے اپنے دلوں کو

پاک کیا ہے"۔(۱-پطرس ۱: ۲۲)۔

ہم رُوح القُدس کی ہدایت اور راہنمائی میں چلنے کی بجائے۔ اپنے ارادوں اور منصوبوں کے مطابق چلنا چاہتے ہیں۔ جس سے خدا خوش نہیں ہوتا ہے۔ ایک دفعہ مریم کے باپ نے کام سے واپسی پر مریم سے ایک گلاس پانی مانگا۔ مریم بھاگی بھاگی گئی اور دودھ کا گلاس لے آئی۔ اُس کا خیال تھا کہ وہ اپنے باپ کو اعلےٰ اور افضل چیز دے رہی ہے۔ اور دل ہی دل میں اپنی اِس ہوشمندی کی داد حاصل کرنے کے لئے بے چین تھی۔ باپ نے دودھ کا گلاس دیکھتے ہوئے مریم سے کہا۔ "بیٹی! مَیں نے پانی مانگا تھا۔ تُم یہ دُودھ اٹھا لائی ہو۔ جاؤ! ٹھنڈے پانی کا گلاس لاؤ"۔ اِس پر مریم بوجھل قدموں سے چلتی ہوئی گئی۔ اور جوس کا گلاس اُٹھا لائی۔ گلاس باپ کے ہاتھوں میں تھماتے ہوئے خود بڑی معصومیت اور اِستجابانہ نگاہوں سے باپ کے لبوں سے کسی تعریفی جملے کا انتظار کرنے لگی۔ لیکن باپ نے خشمگیں لہجے میں کہا۔ "بیٹی! مَیں نے پانی مانگا تھا جیسے مَیں حکم دیتا ہوں ویسے ہی کرو"۔ اِس پر مریم پانی کا گلاس لے آئی۔ باپ نے پانی پینے کے بعد کہا۔ "میری خوشی اِسی میں ہے کہ تم میرا حکم بجا لاؤ۔ اور اپنی طرف سے اُس میں اضافہ نہ کرو"۔ کیا ہمارا حال بھی مریم کی طرح نہیں؟ خُدا ہمیں کوئی بات کرنے کا حکم دیتا ہے اور ہم اپنی ہوشمندی کا مظاہرہ کرنے لگ جاتے ہیں۔ جس سے وہ خوش نہیں ہوتا ہے۔

نیک اور پارسا ضمیر کیسے حاصل ہوتا ہے۔

۱- احساسِ گناہ کے پیدا ہونے پر اُس گناہ کا اقرار کرنے اور اُسے ترک کرنے سے۔

"اگر اپنے گناہوں کا اقرار کریں تو وہ ہمارے گناہوں کے مُعاف کرنے اور ہمیں ساری ناراستی سے پاک کرنے میں سچّا اور عادل ہے۔" (۱-یوحنّا ۱: ۹)

۲- خُداوند یسوعؔ مسیح کے ساتھ روشنی میں چلنے سے۔

"لیکن اگر ہم نُور میں چلیں جس طرح کہ وہ نُور میں ہے۔ تو ہماری آپس میں شراکت ہے۔ اور اس کے بیٹے یسوعؔ کا خون ہمیں تمام گناہ سے پاک کرتا ہے۔" (۱-یوحنا ۱: ۷)۔

۳- اپنے ضمیر کو رُوح القُدس کی ہدایت و رہنمائی کے تابع کرنے سے۔

۱- اپنے ضمیر کو رُوح القُدس کے تابع کرنے سے

اِنسان نے اپنا ضمیر یہاں تک بگاڑ لیا ہے کہ اصل و نقل میں اِمتیاز کرنا اُس کے لئے مُشکل ہو گیا ہے۔ اگر اِسی بگڑے ضمیر کو رُوح القُدس کی ہدایت و راہنمائی میں دے دیا جائے تو یہ روشن ہو جاتا ہے اور اِنسان کی صحیح راہنمائی کرتا ہے۔

۲۔ ضمیر کی خلش کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے سے۔

جب رُوح القدس انسانی ضمیر کو اپنے قبضہ میں لے لیتا ہے تو ضمیر ہر ناپسندیدہ فعل کی نشاندہی کرتا ہے۔ ملبورن شہر کا ایک بڑا کامیاب تاجر اپنی بیوی بچوں کو چھوڑ کر کسی دُوسری عورت کے ساتھ رہنے لگا۔ وُہ شراب میں مدہوش رہتا۔ ایک رات وُہ ڈاکٹر بلی گرام کی میٹنگ میں گیا۔ کلام کو سُننے کے بعد اُس نے ضمیر کی خلش کو محسُوس کیا اور اُس کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ اور یسوع المسیح کو نجات دہندہ قبول کر کے اپنے بیوی بچوں کے پاس واپس لوٹ گیا۔

۶۔ رُوح القُدس کی تعلیم و تربیت کو حرزِ جاں بنانے سے

"اسی لئے میں خُود بھی کوشش میں رہتا ہوں کہ خدا اور آدمیوں کے بارے میں میرا دل کبھی مجھے ملامت نہ کرے۔" (اعمال ۱۶:۲۴)۔

رُوح القُدس کیسے ہمارے ضمیر پر اثر انداز ہوتا ہے

۱۔ یہ ہمارے ضمیر کو یسوع کے خُون کے وسیلہ سے پاک کرتا ہے

یہ زمین پر سب سے بڑی سعادت مندی اور خوشی ہے کہ ہم گناہ

کی طاقت اور سزا سے یہاں تک آزاد ہو سکتے ہیں کہ ہماری اندرونی اور بیرونی زندگی خدا کے لئے پاک زندگی بن جاتی ہے۔ ہمارے خیال، قول اور فعل اس محبت کے مطابق ہونگے۔ جو ہمارے دِل میں انڈیلی گئی۔ گناہ کی آلودگی یسوع کے خون سے جاتی رہتی ہے۔ کیونکہ اُس نے دنیا کی نجات اور مخلصی کے لئے اپنی جان صلیب پر دے دی۔

"کیونکہ جب بکروں اور بیلوں کے خون اور گائے کی راکھ ناپاکوں پر چھڑکے جانے سے ظاہری پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ تو مسیح کا خون جس سے اپنے آپ کو ازلی رُوح کے وسیلہ سے خدا کے سامنے بے عیب قربان کر دیا۔ تمہارے دلوں کو مُردہ کاموں سے کیوں پاک نہ کرے گا" (عبرانیوں ۹: ۱۳-۱۴)۔

"کیونکہ جب عبادت کرنے والے ایک بار پاک ہو جائے تو پھر اُن کا دل انہیں گنہگار نہ ٹھہراتا" (عبرانیوں ۱۰: ۲)۔

تو آؤ ہم سچے دل اور پورے ایمان کے ساتھ اور دِل کے الزام کو دُور کرنے کے لئے دلوں پر چھینٹے لے کر بدن کو صاف پانی سے دھلوا کر خدا کے پاس چلیں" (عبرانیوں ۱۰: ۲۲)۔

بائبل میں لکھا ہے کہ خُدا نے پہلے بیٹے اور پھر رُوح اُلقدس کو بھیجا۔

"اُس نے یہ بات اس رُوح کی بابت کہی جسے وہ پانے کو تھے۔ جو اُس پر ایمان لائے کیونکہ رُوح اب تک نازل نہ ہوا تھا۔ اِس لئے یسوع ابھی اپنے جلال کو نہ پہنچا تھا" (یوحنا ۷: ۳۹)۔

اِسی یسوع کو خُدا نے جلایا جس کے ہم سب گواہ

ہیں۔" (اعمال ۲: ۳۳)

"لیکن جب وہ وقت پُورا ہو گیا تو خدا نے اپنے بیٹے کو بھیجا۔ جو عورت سے پیدا ہوا اور شریعت کے ماتحت پیدا ہوا تاکہ شریعت کے ماتحتوں کو مول لے کر چھڑائے اور ہم کو لے پالک ہونے کا درجہ ملے۔" (گلتیوں ۴: ۶)

۲۔ یہ خُدا کی سچائی ہمارے ضمیر پر ظاہر کرتا ہے۔

رُوح اُلقُدس انسان پر واضح کرتا ہے کہ خدائے قدوس صادق القول ہے۔ اور وہ گنہگار کو بے سزا نہ چھوڑے گا۔ لہٰذا جب انسان مردِ مصلوب کو اپنا شخصی نجات دہندہ قبول کرتا ہے۔ تو رُوح اُلقُدس اُس میں سکونت کرتا ہے۔

"اور نہ کوئی رُوح اُلقُدس کے بغیر کہہ سکتا ہے کہ یسوع خداوند ہے" (۱۔ کرنتھیوں ۱۲: ۳)۔

مثال کے طور پر آپ اپنے کسی دوست یا عزیز سے جھُوٹ بولتے ہیں۔ بعد ازاں آپ کا ضمیر ملامت کرتا ہے۔ رُوح اُلقُدس آپ میں جرأت اور ہمت پیدا کرتا ہے اور آپ اپنی غلطی کا اقرار اپنے دوست کے سامنے کر لیتے ہیں۔ آپ کا دوست آپ کو معاف کر دیتا ہے۔ بائبل کی اصطلاح میں آپ کا ضمیر گناہ کی آلودگی سے پاک ہو گیا۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جس میں ایچ پیچ کا سر بھی دخل نہیں۔ اور اس سے ہمارا ضمیر کامل طور پر خدا کی شریعت کی آگہی حاصل کرتا ہے۔

"اور ہم پر خدا نے ان کو (یعنی جو چیزیں نہ آنکھوں نے

دیکھیں نہ کانوں نے سُنی رُوح کے وسیلہ سے ظاہر کیا"
(۲-کرنتھیوں ۲ : ۱۰) -

" لیکن جب وہ یعنی روحِ حق آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا" (۱-یوحنا ۱۶ : ۱۳) -

رُوح اُلقدُس سچائی کو ہمارے ضمیر پر ظاہر کرنے کا کام تین طریقوں سے کرتا ہے -

۱- سچائی کے بارے میں کلام کرنے سے -
۲- سچائی کے بارے میں تحریک دینے سے -
۳- سچائی کو ظاہر کرنے سے -

۳- رُوح ہمارے ضمیر کو تقویت بخشتا اور ہمارے ایمان کو نئی گہرائی سے ہمکنار کرتا ہے -

رُوح اُلقدس نے شاگردوں کے ایمان کو تقویت بخشی - اور انہوں نے ناساز گار حالات اور حوصلہ شکن اڑچنوں کے باوجود کمال دلیری سے نجات کا پیغام دنیا کو دیا - اور لوگ اُنکی گواہی سے حیران اور ششدر رہ گئے۔

"جب اُنہوں نے پطرس اور یوحنا کی دلیری دیکھی - اور معلوم کیا کہ یہ اَن پڑھ اور ناواقف آدمی ہیں تو تعجب کیا۔ پھر انہیں پہچانا کہ یہ یسوع کے ساتھ رہے ہیں -" (اعمال ۴ : ۱۳) -

---

پندرھواں باب

رُوح اور فرد

کسی فرد کی زندگی میں تبدیلی رُوح القدس کے وسیلہ سے آتی ہے۔ رُوح احساسِ گناہ پیدا کرتا ہے۔ جس سے وُہ فوری طور پر مائل ہوتا ہے۔ خداوند یسوعؔ مسیح کو اپنا شخصی نجات دہندہ قبول کرتا ہے۔ اور یوں اپنی باطنی پاکیزگی کے باعث خدا کا فرزند ٹھہرتا ہے۔

فرد کے مرتبے

ا۔ فرد، خُدا کے مقصد کے تعلق سے:۔

"چنانچہ اُس نے ہم کو بنائے عالم سے پیشتر اُس میں چُن لیا: تاکہ اُس کے نزدیک محبّت میں پاک اور بے عیب ہوں اور اُس نے اپنی مرضی کے نیک ارادہ کے موافق ہمیں اپنے لئے پیشتر سے مقرر کیا کہ مسیح یسوعؔ کے وسیلہ سے اُسکے لے پالک بیٹے ہوں تاکہ اسکے اُس فضل کے جلال کی ستائش ہو جو ہمیں اس عزیز میں مفت بخشا" (افسیوں ۱: ۴-۶)

۲- فرد، بیٹے کے کام کے تعلق سے :-

"ہم کو اُس میں اُس کے خون کے وسیلہ سے مخلصی یعنی قصوروں کی معافی اُس کے اُس فضل کی دولت کے موافق حاصل ہے۔ جو اُس نے ہر طرح کی حکمت اور دانائی کے ساتھ کثرت سے ہم پر نازل کیا۔ چنانچہ اس نے اپنی مرضی کے بھید کو اپنے اُس نیک ارادہ کے موافق ہم پر ظاہر کیا۔ جسے اپنے آپ میں ٹھہرا لیا تھا تاکہ زمانوں کے پورے ہونے کا ایسا انتظام ہو کہ مسیح میں سب چیزوں کا مجموعہ ہو جائے خواہ وہ آسمان کی ہوں۔ خواہ زمین کی اُسی میں ہم بھی اُسکے ارادہ کے موافق جو اپنی مرضی کی مصلحت سے سب کچھ کرتا ہے پیشتر سے مقرر ہو کر ہم میراث بنے۔ تاکہ ہم جو پہلے سے مسیح کی اُمید میں تھے۔ اُسکے جلال کی ستائش کا باعث ہوں" (افسیوں ۱: ۷-۱۲)

۳- فرد، رُوح کے فضل کے تعلق سے :-

"اور اُسی میں تم پر بھی جب تم نے کلامِ حق کو سنا۔ جو تمہاری نجات کی خوشخبری ہے اور اس پر ایمان لائے۔ پاک موعودہ رُوح کی مہر لگی۔ وہی خدا کی ملکیت کی مخلصی کے لئے ہماری میراث کا بیعانہ ہے۔ تاکہ اس کے جلال کی ستائش ہو۔" (افسیوں ۱: ۱۳-۱۴)

فرد کے تعلق سے مسیحیت کے تین امتیازی نشانات۔

۱۔ تبدیلی :-

اس سے مُراد فرد کا گناہ کے بارے میں مجرم ٹھہرایا جانا۔ گناہوں کی معافی، نئی پیدائش، راستباز ٹھہرایا جانا اور پاک ہوتا ہے۔

۲۔ رفاقت :-

فرد کی گناہ سے نجات اور مخلصی کا مطلب اس کی خُدا کے ساتھ رفاقت بحال ہونا ہے۔

۳۔ کردار :-

رُوح اُلقدُس فرد کی زندگی میں ثمرِ رُوحانی پیدا کرتا ہے جو اِنسانی زندگی کی ضرورت ہے۔

فرد کی زندگی میں رُوح کا کام

۱۔ رُوح اُلقدُس فرد کو گناہ کے بارے میں قصوروار

ٹھہراتا اور نجات دہندہ خداوند یسوع مسیح کو قبول کرنے کی ترغیب دیتا ہے :-

وہ گناہ کے گھنونے پن کو فرد پر ظاہر کرتا ہے - یہ اُس وقت ہوتا ہے جب رُوح اُلقُدس فرد کی توجہ مردِ مصلوب کی صلیب پر مرکُوز کرواتا ہے۔ اور وُہ جب ایک راستباز کو ناراستوں کی خاطر لہولہان اور ذلیل و خوار ہوتے ہوئے دیکھتا ہے - اور صلیب سے بہتے ہوئے خُون کو قبول کرکے بچ جاتا ہے۔ کلامِ مُقدس میں لکھا ہے -

" اور کسی دوسرے کے وسیلہ سے نجات نہیں - کیونکہ آسمان کے تلے آدمیوں کو کوئی دوسرا نام نہیں بخشا گیا جس کے وسیلہ سے ہم نجات پا سکیں " (اعمال ۴ : ۱۲) -

" لیکن جب وہ مددگار آئے گا جس کو مَیں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی رُوحِ حق جو باپ سے صادر ہوتا ہے - تو وہ میری گواہی دے گا " (یوحنا ۱۵ : ۲۶) -

شاگردوں نے جب مسیح مصلوب کو پیش کیا تو سنگین دِل ٹوٹ گئے اور کفارہ مسیح کے باعث بچ گئے -

۲ - پاک رُوح اِنسان کو مکمل یقین دہانی کرواتا ہے :-

" اور خداوند رُوح ہے - اور جہاں کہیں خُداوند کا رُوح ہے - وہاں آزادی ہے " (۲ - کرنتھیوں ۳ : ۱۷) -

کلامِ مُقدّس کا فرمان ہے۔

۱۔ شریر کو اُس کی بدکاری پکڑے گی۔ وہ اپنے گناہوں کی رسیوں سے جکڑا جائے گا" (امثال ۵: ۲۲)۔

۲۔ یسوع نے اُن سے کہا مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو کوئی گناہ کرتا ہے گناہ کا غلام ہے۔" (یوحنا ۸: ۳۴)۔

۳۔ "اور جو عمر بھر غلامی کے ڈر سے گرفتار رہے انہیں چھڑائے" (عبرانیوں ۲: ۱۵)۔

اس ہلاکت آفرین غلامی سے آزادی کفارۂ مسیح کے وسیلہ سے حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ آزادی کچھ نشانات سے ظاہر ہوتی ہے۔

ا۔ جب رُوح کسی فرد کو اپنی سکونت گاہ بناتا ہے تو اسکے اعمال وکردار یکسر بدل جاتے ہیں۔ وہ مسیح کے نقشِ قدم پر چلتا ہے۔ "ہاں جو کوئی اس کے کلام پر عمل کرے۔ اُس میں یقیناً خُدا کی محبّت کامل ہو گئی ہے۔ ہمیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس میں ہیں۔ جو کوئی یہ کہتا ہے کہ مَیں اُس میں قائم ہوں، تو چاہیئے کہ یہ بھی اُسی طرح چلے جس طرح وہ چلتا تھا" (۱۔یوحنا ۲: ۵۔۶)۔

ب۔ وہ دنیاوی مخالفتوں سے ہراساں نہیں ہوتا۔
سادھو سندر سنگھ اور بے شمار اور بزرگوں کی زندگیاں اس حقیقت کی نقیب ہیں کہ انہوں نے مخالفتوں، صعوبتوں اور دشواریوں کا سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا اور صلیب سے منہ نہ موڑا۔

ج۔ وہ ایک فتح مندزندگی بسر کرتا ہے۔ کیونکہ نجات دہندہ

خُداوند یسوع مسیح کی طرف سے اُسے مشکلات پر غلبہ پانے کی قوت ملتی ہے۔

"اور خُدا کی محبت یہ ہے کہ ہم اُس کے حکموں پر عمل کریں۔ اور اُس کے حکم سخت نہیں جو کوئی خُدا سے پیدا ہوا ہے۔ وہ دنیا پر غالب آتا ہے۔ اور وہ غلبہ جس سے دنیا مغلوب ہوئی ہے۔ ہمارا ایمان ہے" (۱۔یوحنا ۵:۳۔۴)۔

۵۔ اُس کی زندگی مسرّت و انبساط سے پُر ہوتی ہے۔

"جو کچھ ہم نے دیکھا اور سُنا ہے تمہیں بھی اُس کی خبر دیتے ہیں۔ تاکہ تم بھی ہمارے شریک ہو اور ہماری شراکت باپ کے ساتھ اور اُس کے بیٹے یسوع مسیح کے ساتھ ہے۔ اور یہ باتیں ہم اِس لئے لکھتے ہیں کہ ہماری خوشی پُوری ہو جائے" (۱۔یوحنا ۱:۳۔۴)۔

۶۔ خدا اور انسان کے لئے اُس کے دل میں پیار ہوتا ہے۔

"محبّت میں خوف نہیں ہوتا۔ بلکہ کامل محبت خوف کو دُور کر دیتی ہے۔ کیونکہ خوف سے عذاب ہوتا ہے۔ اور کوئی خوف کرنے والا محبّت میں کامل نہیں ہوا" (۱۔یوحنا ۴:۱۸)

۳۔ رُوح خُدا کو جاننے میں انسان کی راہنمائی کرتا ہے۔

یہ حقیقت مُسلّمہ ہے کہ انسان اپنی دانش اور حکمت سے خالقِ حقیقی کو جاننے سے عاجز اور قاصر ہے۔ کیونکہ فرمودۂ بائبل مُقدّس کے مطابق انسان کا دِل اور عقل ہر دو گناہ آلود ہیں۔ رُوح القُدس انسان

کی راہنمائی کرتا اور خدا کا علم بخشتا ہے۔

"خدا کے رُوح کو تم اِس طرح پہچان سکتے ہو کہ جو کوئی رُوح اقرار کرے کہ یسوعؔ مسیح مجسم ہو کر آیا ہے وہ خدا کی طرف سے ہے" (۱۔یوحنا ۴: ۲)۔

"اور تمہارا وہ مَسح جو اس کی طرف سے کیا گیا تم میں قائم رہتا ہے۔ اور تم اُس کے محتاج نہیں کہ کوئی تمہیں سکھائے۔ بلکہ جس طرح وہ مَسح جو اُس کی طرف سے کیا گیا تمہیں سب باتیں سکھاتا ہے۔ اور سچا ہے اور جھوٹا نہیں۔ اور جس طرح تمہیں سکھایا۔ اُسی طرح تم اس میں قائم رہتے ہو" (۱۔یوحنا ۲: ۲۷)۔

"اور تم کو تو اُس قدوس کی طرف سے مَسح کیا گیا اور تم سب کچھ جانتے ہو" (۱۔یوحنا ۲: ۲۰)۔

لیبیا کے شہر طرابلس میں قیام کے دوران آثارِ قدیم دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ صبراتہ کے نزدیک سمندر کی تہہ سے پرانی تہذیب کے آثار نمودار ہوئے ہیں۔ اُن کو دیکھ کر دل بہت خوش ہوا۔ لیکن ایک بار پھر چند دوستوں کے ہمراہ یہی جگہ دیکھنے کا موقع ملا۔ اس دفعہ ایک گائیڈ نے ہماری راہنمائی کی۔ جب اُس نے ساتھ ساتھ ہر آثار کے بارے میں بتایا تو ہم بہت لطف اندوز ہوئے۔ میں ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ پہلی بار تو مجھے ان باتوں کا پتہ نہ چلا، کہ مجھے ایک تحریک ملی کہ الٰہی مددگار کی راہنمائی کے بغیر کلامِ مُقدس کا مطالعہ بھی اس طرح ہے۔ آج کتنے بھائی اور بہنیں رُوح القدس کی رہنمائی کے بغیر کلامِ مُقدس کا مطالعہ کرتے ہیں۔

۴- رُوح افراد کی راہنمائی کرتا ہے :-

خُدا کا پاک رُوح یوں تو اَن گنت طریقوں سے افراد کی راہنمائی کرتا ہے، لیکن چند ایک طریقوں کے بارے میں لکھا جاتا ہے۔

ا- حالات کے وسیلہ سے راہنمائی :-

رُوح اُلقُدس ہر ماحول کو جانتا ہے اور حالات کے وسیلہ سے اپنے لوگوں کی راہنمائی کرتا ہے۔

"اور وہ فروگیہ اور گلتیہ میں سے گزرے۔ کیونکہ رُوح نے انہیں آسیہ میں کلام سنانے سے منع کیا۔" (اعمال ۱۶:۶)
ڈیوڈ لونگ سٹون چین جانا چاہتا تھا۔ لیکن پاک رُوح اُسے افریقہ لے گیا۔ جب کچھ راہیں بند ہوتی ہیں تو رُوح اُلقدس کی راہنمائی میں نئی راہیں کھُل جاتی ہیں۔

ب- دوسرے ایمانداروں کے وسیلے سے راہنمائی :-

رسُولی کلیسیا میں پاک رُوح نے غیر معمولی طریقوں سے اپنے لوگوں کی راہنمائی کی۔ رسولوں کے اعمال کے تیرھویں باب میں برنباس اور پولس کو پار جانے کیلئے چُنا گیا۔ اِس کتاب کے چھٹے باب میں رُوح اور دانائی سے معمور سات اشخاص کا انتخاب عمل میں آیا۔

ج- کلامِ مُقدّس کے وسیلہ سے راہنمائی :-

بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ہم کسی الجھن سے دوچار ہوتے ہیں۔ کسی

کسی فیصلے پر پہنچنا مشکل ہوتا ہے۔ عین اُسی وقت کلام مقدس کو پڑھنے کی تحریک ملتی ہے۔ اور کلام کے وسیلہ سے ہمیں راہنمائی حاصل ہوتی ہے۔ اسی لئے رسول لکھتا ہے۔

"مسیح کے کلام کو اپنے دلوں میں کثرت سے بسنے دو اور کمال دانائی سے آپس میں تعلیم اور نصیحت کرو"۔
(کلسیوں ۳: ۱۰)۔

۵۔ دُعا کے وسیلہ سے راہنمائی :۔

ایماندار کی زندگی میں ایسے واقعات اکثر وقوع پذیر ہوتے ہیں، جب وہ کسی مسئلہ کے بارے میں رُوح القدس سے آگاہی حاصل کرتا ہے۔ ایسی ہی ایک مثال ابتدائی کلیسیا میں ملتی ہے۔

"تب انہوں نے روزہ رکھ کر اور دعا کر کے اور ان پر ہاتھ رکھ کر انہیں رخصت کیا۔ پس وہ رُوح القدس کے بھیجے ہوئے سلوکیہ کو گئے اور وہاں سے کپرس کو گئے"
(اعمال ۱۳: ۳)۔

پاک رُوح کب راہنمائی کرتا ہے

۱۔ جب ہم بدن کے کاموں کو نیست و نابود کرتے ہیں۔

"کیونکہ اگر تم جسم کے مطابق زندگی گزارو گے تو ضرور مرو گے۔ اور اگر رُوح سے بدن کے کاموں کو نیست و نابود

کروگے تو جیتے رہوگے" (رومیوں ۸: ۱۳)۔

ب۔ جب ہم پاک ہوتے ہیں:۔

خدا پاک ہے۔ اُس کی پاکیزگی سے اس کی قائم بالذّات اخلاقی پاک مرضی ہے۔ یہ پاکیزگی محض ایک وصفِ الٰہی کو ہی ظاہر نہیں کرتی۔ بلکہ بذاتِ خود طبیعت الٰہی کو آشکارہ کرتی ہے۔ یہی وہ وصف ہے۔ جس کو خدا نے سب سے زیادہ ہمیں یاد دلایا ہے۔

خُدا اور انسان کی رفاقت کی بحالی کے لئے انسان کا گناہ کی نجاست اور پلیدگی سے پاک ہونا ضروری ہے۔ یہ پاکیزگی کفّارۂ مسیح کو قبول کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

ج۔ جب ہم فروتن، حلیم اور تابعدار ہوتے ہیں:۔

جب رُوح نے فلپس کو صحرا کی تنہائیوں میں حبشی خوجہ کے پاس بھیجا تو اُس نے بلاچوں وچرا رُوح کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا جس سے حبشی خوجہ کی زندگی تبدیل ہوگئی۔

د۔ وہ اُن لوگوں کی راہنمائی کرتا ہے جو اپنے آپ کو اُس کی راہنمائی پر چھوڑ دیتے ہیں:۔

ابتدائی کلیسیا نے جب اپنے آپ کو پاک رُوح کی راہنمائی پر چھوڑ دیا تو لکھا ہے۔

"روح القدس نے کہا میرے لئے برنباس اور پولس کو اس کام کے لئے مخصوص کر دو" (اعمال ۱۸: ۳)۔

۸۔ رُوح افراد کے دِلوں میں خُدا کی محبّت ڈالتا ہے

خشک اسفنج سخت بے لوچ اور بے لچک ہوتا ہے۔ لیکن جونہی یہ پانی جذب کرتا ہے۔ بڑے کام کی چیز بن جاتا ہے۔ اِسی طرح جب سخت اور اکھڑ دلوں میں رُوح سکونت کرتا ہے۔ تو اُن کے دل محبت سے لبریز ہو جاتے ہیں۔

"اور اُمید سے شرمندگی حاصل نہیں ہوتی۔ کیونکہ رُوح القدُس جو ہم کو بخشا گیا۔ اُسی کے وسیلہ سے خدا کی محبّت ہمارے دلوں میں ڈالی گئی" (رومیوں ۵: ۵)۔

۹۔ رُوح اُلقدُس گہرے بھیدوں کو سمجھنے کا ادراک بخشتا ہے :۔

ڈاکٹر جیمس اے سٹورٹ اپنی کتاب HEAVENS THRONE GIFT میں انگلستان کے ایک نابینا لڑکے کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وُہ صرف بریل پڑھ لکھ سکتا تھا۔ لیکن بائبل کی تفسیر اِس انداز سے کرتا تھا کہ عقل دنگ رہ جاتی تھی۔ سچ ہے کہ رُوحانی حقائق کی بصیرت صرف رُوح اُلقدُس کے وسیلہ سے حاصل ہوتی ہے۔

پادری بھوٹل کے بارے میں اُن کے ہونہار طالب علم نے بتایا کہ

جب صاحب موصوف سے کوئی مشکل سوال کیا جاتا۔ تو وہ اُسے دُعا میں خدا کے سامنے رکھتے پھر جب اس کی وضاحت کرتے تو ان کے شاگرد دنگ رہ جاتے۔

ر۔ پاک رُوح صلح اور باہمی رفاقت پیدا کرتا ہے:۔

اگرچہ ابتدائی کلیسیا میں مختلف مرتبے اور سوچ و فکر کے لوگ تھے۔ پھر بھی اُن میں صلح اور باہمی رفاقت تھی۔

"اور یہ رسولوں سے تعلیم پانے اور رفاقت رکھنے میں اور روٹی توڑنے اور دُعا کرنے میں مشغول رہے۔ اور جو ایمان لاتے تھے وہ سب ایک جگہ رہتے تھے۔ اور سب چیزوں میں شریک تھے"۔ (اعمال ۲:۴۲)۔

رُوح اُلقدس کلیسیا سے ہر طرح کے انتشار کا قلع قمع کر کے صلح کا بیج بوتا ہے۔ جس سے باہمی رفاقت بڑھتی اور پروان چڑھتی ہے۔

ح۔ پاک رُوح نئی پیدائش کا سبب بنتا ہے:۔

نئی پیدائش ہر انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔ کیونکہ کلامِ مُقدس کے مطابق انسان رُوحانی لحاظ سے مُردہ ہے۔

"اور اُس نے تمہیں بھی زندہ کیا۔ جب اپنے قصوروں اور گناہوں کے سبب سے مُردہ تھے" (افسیوں ۲:۱)۔

"اور اُس نے تمہیں بھی جو اپنے قصوروں اور جسم کی نامختونی کے سبب سے مُردہ تھے۔ اس کے ساتھ زندہ

کیا۔ اور ہمارے سب قصور مُعاف کئے"۔ (کلسیوں ۲: ۱۳)

"اور اپنے اعضا ناراستی کے ہتھیار ہونے کیلئے گناہ کے حوالہ نہ کیا کرو۔ بلکہ اپنے آپ کو مُردوں میں سے زندہ جان کر خُدا کے حوالہ کرو اور اپنے اعضاء ناراستی کے ہتھیار ہونے کے لئے خدا کے حوالہ کرو" (رومیوں ۶: ۱۳)۔

"تو اُس نے ہم کو نجات دی۔ مگر راستبازی کے کاموں کے سبب سے نہیں جو ہم نے خود کئے بلکہ اپنی رحمت کے مطابق نئی پیدائش کے غسل اور رُوح اُلقدُس کے ہمیں نیا بنانے کے وسیلہ سے" (طِطس ۳: ۵)۔

مسٹر ڈیوڈ واٹسن اپنی کتاب "رُوح میں ایک"[۴۴] کے صفحہ چوالیس پر پادری چارلس جارین کا واقعہ رقم کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"صاحب موصوف امریکہ کی ایک خوشحال کلیسیا کے پادری تھے۔ علمِ الٰہی کی بہت سی ڈگریاں حاصِل کیں۔ باون[۵۲] سال تک بشارتی کام بھی سرانجام دیا۔ لیکن نئی پیدائش کا تجربہ نہ تھا۔ ۲۸ مارچ ۱۹۶۶ء میں رُوح نے عجیب طریقے سے صاحبِ موصوف کو انوکھا تجربہ بخشا۔ جس میں چارلس نے یسوع کو اپنی زندگی میں آنے کی دعوت دی۔ اور نئی پیدائش کے نزہت آگیں تجربہ نے اُسکی زندگی میں خوشی اور شادمانی بھر دی۔

ط۔ رُوح اُلقدُس ہماری نجات پر گواہی دیتا ہے:۔

مَیں طرابلس شہر میں گورنمنٹ سیکنڈری سکول میں استاد تھا۔ ہر روز جب سکول سے واپس لوٹتا تو میرا بیٹا فیبی ڈیڈی ڈیڈی کی رٹ

لگاتا ہُوا مُجھ سے چمٹ جاتا۔ اُس کی محبّت اور چاہت سے مجھے احساس ہوتا کہ آسمانی باپ بھی اپنے بچوں سے ایسی ہی محبّت اور چاہت کا متمنی ہے یہ محبّت اور چاہت جو آسمانی باپ کے دل میں اُمڈ جاتی ہے۔ رُوح اُلقُدس ہمارے دلوں میں پیدا کرتا ہے اور ہم اُسے ابّا یعنی اَے باپ کہہ کر پکارتے ہیں۔ (دیکھئے گلتیوں ۴ : ۶)۔

رُوح ہمارے باطن میں یقین دہانی پیدا کرتا ہے۔ اور ہماری فرزندیت پر گواہی دیتا ہے۔

"کیونکہ تم کو غلامی کی رُوح نہیں ملی جس سے پھر ڈر پیدا ہو بلکہ لے پالک ہونے کی رُوح ملی۔ جس سے ہم ابّا یعنی اے باپ کہہ کر پکارتے ہیں"۔ (رومیوں ۸ : ۱۵)

۵۔ رُوح اُلقدس اِنسان کو گناہ راستبازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہراتا ہے

"اور وہ آکر دنیا کو گناہ راست بازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائے گا"۔ (یوحنّا ۱۶ : ۱۸)۔

بسا اوقات ہمارا ضمیر بھی گناہ، راستبازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہراتا ہے۔ یہ ہمیں اُن باتوں کے بارے میں مجرم ٹھہراتا ہے۔

۱۔ گناہ جو سرزد ہوئے۔

۲۔ راستبازی سے ساقط ہو جانا۔

۳- سر پر کھڑی عدالت۔

ضمیر کے اِس طرح قصوروار ٹھہرانے سے خوف اور ڈر پیدا ہوتا ہے۔ لیکن یہ ہماری نجات تک راہنمائی نہیں کرتا۔ لیکن جب رُوح اُلقدُس ہمیں قصوروار ٹھہراتا ہے۔ تو اِن باتوں کا احساس ہوتا ہے۔

۱- گناہوں کی معافی۔

۲- راستبازی کی منسُوبی۔

۳- عدالت کے تقاضوں کی تشفیّ۔

رُوح اُلقدُس کے قصوروار ٹھہرانے سے ہمیں اطمینان، خوشی، نجات اور اس کی یقین دہانی ملتی ہے۔ رُوح اُلقدُس اِنسان کی بے اطمینانی کو دُور کرتا ہے۔ اور جب انسان خالِق حقیقی کو اپنے اندر سکونت کرتے محسوس کرتا ہے۔ اُس کا دل خوشی سے بھر جاتا ہے۔

گنُاہ کے بارے میں

یہاں گناہ کے لئے صیغہ واحد استعمال ہوا ہے جس کا مطلب ہے کہ بہت سے گناہ نہیں۔ بلکہ ایک گناہ ہے۔

"گناہ کے بارے میں اِس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لائے" (یوحنا ۱۶: ۹)۔

اِنسان کی گناہ سے نجات کا اِنتظام خداوند یسوع مسیح کے کفّارہ کے باعث ہو گیا ہے۔ اِس لئے مردِ مصلوب نے صلیب پر کہا۔ "تمام ہُوا"، اِس نجات کے سادہ انتظام کو آزمانے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ اسے ایمان سے قبول کرنے کی ضرورت ہے۔

"کیونکہ تم کو ایمان کے وسیلہ سے فضل ہی سے نجات ملی ہے۔ یہ تمہاری طرف سے نہیں خدا کی بخشش ہے۔ اور نہ اعمال کے سبب سے تاکہ کوئی فخر نہ کرے" (افسیوں ۲: ۸-۹)۔

راستبازی کے بارے میں

راستبازی کے بارے میں اس لئے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے" (یوحنا ۱۶: ۱۰)۔

جب رُوح کسی انسان کو گناہ کے بارے میں مجرم ٹھہراتا ہے۔ تو وہ اپنے گناہوں کا اقرار کرتا اور خداوند یسوع مسیح کو اپنا نجات دہندہ قبول کرتا ہے تو رُوح اُس پر اُس راستبازی کو ظاہر کرتا ہے جو خداوند یسوع مسیح نے اپنے کفّارہ کے طفیل مہیّا کی۔ یہ راستبازی اعمال سے نہیں ملتی۔

"کیونکہ شریعت کے اعمال سے کوئی بشر اُس کے حضور راستباز نہ ٹھہرے گا" (رومیوں ۳: ۲۰)۔

"انسان شریعت کے اعمال کے بغیر ایمان کے سبب راستباز ٹھہرتا ہے" (رومیوں ۳: ۲۸)۔

"پس جب ہم ایمان سے راستباز ٹھہرے" (رومیوں ۵: ۱)۔

رُوح القُدس کے عیدِ پنتکست کے دن نزول سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کفّارۂ مسیح قبول ہو گیا ہے۔ اور جو اِس کفارہ پر ایمان

لاتے ہیں۔ اُن کا خدا کے ساتھ رشتۂ رفاقت بحال ہو گیا ہے۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے آیئے عہدِ عتیق سے استفادہ کریں۔

بنی اسرائیل میں یوم کفارہ کے روز سردار کاہن خون لے کر خیمۂ اجتماع میں داخل ہوتا اور پاک مقام میں جاکر اپنا گھنٹیوں والا لباس اُتار کر سفید رنگ کا لباس زیب تن کرتا اور پاک ترین مقام میں داخل ہوتا۔ جہاں وہ اپنی قوم کے گناہوں کے لئے قربان گاہ پر خون پیش کرتا۔ واپسی پر جونہی سردار کاہن سفید لباس اتار کر گھنٹیوں والا لباس پہنتا۔ گھنٹیوں کی ٹن ٹن خیمۂ اجتماع کے باہر کھڑے مضطرب لوگوں تک پہنچتی۔ جس سے اُن کے دل خوشی سے بھر جاتے۔ اور وہ اپنے راستباز ٹھہرائے جانے پر خوشی سے پھُولے نہ سماتے۔ بعینہٖ مسیح خداوند جو ہمارا سردار کاہن ہے اپنا ہی خون لے کر خدا کے حضور حاضر ہو گیا۔ تاکہ ہم راستباز ٹھہریں۔ ہم نے مسیح کو دوبارہ تو نہیں دیکھا۔ لیکن عیدِ پنتیکُست کے دن رُوح اُلقدُس کے نزول سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ ہم راستباز ٹھہرائے گئے ہیں۔ اِسی لئے رسولوں کے اعمال کا مصنف لکھتا ہے۔

"اور ہم ان باتوں کے گواہ ہیں۔ اور رُوح اُلقدُس بھی جسے خدا نے انہیں بخشا جو اس کا حکم مانتے ہیں"

(اعمال ۵: ۳۲)

عدالت کے بارے میں

جب کفارۂ مسیح کو قبول کرنے کے بعد انسان کو اپنے راستباز ٹھہرائے جانے کا یقین ہو جاتا ہے۔ تو اُس کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ کیونکہ

وہ جانتا ہے کہ عدالت ٹل گئی۔

"مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو میرا کلام سُنتا اور میرے بھیجنے والے کا یقین کرتا ہے ہمیشہ کی زندگی اُس کی ہے۔ اور اُس پر سزا کا حکم نہیں ہوتا بلکہ وہ موت سے نکل کر زندگی میں داخل ہو گیا ہے" (یوحنا ۵ : ۲۴)۔

"پس اب جو مسیح یسوؔع میں ہیں۔ اُن پر سزا کا حکم نہیں"۔ اِسی لئے یسوؔع نے کہا۔ "عدالت کے بارے میں اِس لئے کہ دنیا کا سردار مجرم ٹھہرایا گیا ہے" (یوحنا ۱۶ : ۱۱)۔

ق۔ رُوح مسیحی خدمت کا جذبہ پیدا کرتا ہے :۔

"کیونکہ ہم اُسی کی کاریگری ہیں۔ اور مسیح یسوؔع میں اُن نیک اعمال کے واسطے مخلوق ہوئے جن کو خُدا نے پہلے سے ہمارے کرنے کے لئے تیار کیا تھا" (افسیوں ۲ : ۱۰)۔

"جو مجھ پر ایمان لائے گا اُس کے اندر جیسا کہ کتابِ مُقدّس میں آیا ہے۔ زندگی کے پانی کی ندیاں جاری ہونگی۔ اُس نے یہ بات اس رُوح کی بابت کہی جسے وہ پانے کو تھے۔ جو اُس پر ایمان لائے کیونکہ رُوح اب تک نازل نہ ہُوا ہُوا تھا" (یوحنا ۷ : ۳۸-۳۹)۔

یہ خدمت اُن کو تفویض کی گئی ہے۔ جنہوں نے اپنے بدن زندہ

قربانی ہونے کے لئے پیش کئے ہیں۔ یہ خدمت عظیم ہے۔ اِس لئے الٰہی قوّت کے بغیر سرانجام نہیں دی جا سکتی۔

ک۔ رُوح فرد میں مسیحی کردار پیدا کرتا ہے :۔

جب کسی فرد کی زندگی میں رُوح اُلقدُس سکونت پذیر ہوتا ہے تو اُس کا لازماً نتیجہ رُوح کے پھل کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

"مگر رُوح کا پھل، محبّت، خوشی، اطمینان، تحمل، مہربانی نیکی، ایمانداری، حلم، پرہیزگاری ہے۔ ایسے کاموں کی کوئی شریعت مخالف نہیں" (گلتیوں ۵ : ۲۲-۲۳)۔

سولھواں باب

رُوح اور کلیسیا

رُوح القدس اور کلیسیا لازم و ملزوم ہیں۔ کیونکہ کلیسیا کی باطنی قوت اور ظاہری اتحاد اور روحانی معموری کا راز رُوح میں مضمر ہے۔

"تاکہ اب کلیسیا کے وسیلہ سے خدا کی طرح طرح کی حکمت اُن حکومت والوں اور اختیار والوں کو جو آسمانی مقاموں میں ہیں معلوم ہو جائے" (افسیوں ۳: ۱۰)۔

لفظ کلیسیا یونانی لفظ اکلیسیا سے مشتق ہے۔ اس کا مطلب بُلائے ہوئے لوگوں کی جماعت ہے۔ قدیم زمانے میں اس لفظ کے معنی باضابطہ مجلس کے تھے۔

"اور اگر تم کسی اور امر کی تحقیقات چاہتے ہو تو باضابطہ مجلس میں فیصلہ ہوگا" (اعمال ۱۹: ۳۹)۔

انگریزی زبان کا لفظ چرچ CHURCH یونانی لفظ KURIAKE "کری اک" سے ماخوذ ہیں۔ جس کے لغوی معنی "جو خدا کی ملکیت ہیں"۔ کلامِ مقدس میں لفظ کلیسیا کا اطلاق تین صورتوں میں ملتا ہے۔

۱- مسیحیوں کی کل جماعت کے لئے جو کسی شہر میں ہو۔

"اُن لوگوں کی خبر یروشلیم کی کلیسیا کے کانوں تک پہنچی۔ اور انہوں نے برنباس کو انطاکیہ تک بھیجا" (اعمال ۱۱: ۲۲)

"انطاکیہ میں اُس کلیسیا کے متعلق جو وہاں تھی کئی نبی اور معلم تھے یعنی برنباس اور شمعون جو کالا کہلاتا ہے اور کرینی اور مناہیم جو چوتھائی ملک کے حاکم ہیرودیس کے ساتھ پلا تھا اور ساؤل" (اعمال ۱۳: ۱)۔

۲- ایک جماعت۔

"اور اُس کلیسیا سے بھی سلام کہو جو اُن کے گھر میں ہے۔ میرے پیارے اپینتس سے سلام کہو جو مسیح کے لیے آسیہ کا پہلا پھل ہے" (رومیوں ۱۶: ۵)

۳- زمین کی کل جمیعت پر۔

"یہ بھید تو بڑا ہے لیکن میں مسیح اور کلیسیا کی بابت کہتا ہوں" (افسیوں ۵: ۳۲)۔

یاد رہے کہ افسیوں کے نام خط میں پولس نے کلیسیا سے مراد عالمگیر کلیسیا لیا ہے۔

کلیسیا مختلف زمانوں میں

جب سے خدا نے عورت کی نسل اور سانپ کی نسل کے درمیان عداوت رکھی کلیسیا وجود میں آگئی۔ جس کی مختلف صورتیں پیش کی جاتی ہیں۔

۱- پرانا عہد نامہ

پرانے عہد نامہ میں جو لفظ کلیسیا کے لیے استعمال ہوا ہے وہ ایسے

لفظ سے مشتق ہے۔ جس کا مطلب بُلانا ہے۔ وہ خاص طور پر اسرائیلی جماعت کے لئے استعمال کیا جاتا تھا جبکہ لوگ مجموعی طور پر عبادت کے لئے جمع ہوتے تھے۔

۱۔ بزرگوں کے زمانہ میں

بزرگوں کے زمانے میں کلیسیا اُن دیندار خاندانوں سے ظاہر ہوتی ہے جن میں باپ کاہن کا کام کرتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شروع میں عبادت مجموعی طور پر نہیں ہوا کرتی تھی۔ طوفان کے زمانہ میں صرف ایک ہی خاندان باقی رہ گیا تھا جس میں کلیسیا تھی یعنی نوحؔ کا خاندان، اور جبکہ حقیقی مذہب پھر فنا ہونے کو تھا تو خدا نے اپنے لئے ابرہامؔ کے خاندان کو علیٰحدہ کیا۔ موسےٰؔ کے وقت تک خدا کا خوف اسی قسم کے خاندانوں میں ہی پایا جاتا ہے۔

۲۔ موسےٰؔ کے زمانے میں

ملکِ مصرؔ سے نکلنے کے بعد بنی اسرائیل ایک قوم بن گئے اور اس وقت یہی خدا کی کلیسیا تھی۔ اِس وقت رسومات کا ایک سلسلہ شروع ہُوا جس کے ذریعے سے قوم کی مذہبی دلچسپی ظاہر ہو سکتی تھی۔ اُس وقت کلیسیا علیٰحدہ طور پر منظم نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ انتظامی وجود قوم ہی میں تھا۔ اسرائیل ایک ایسی کلیسیا تھی جو بذاتِ خود ایک سلطنت بھی تھی۔ ایک پردیسی قوم میں شامل ہونے سے کلیسیا میں شامل ہو سکتا تھا۔ مذہبی عبادت کی چھوٹی چھوٹی باتوں کے بارے میں قوانین موجود تھے۔ وہ عباد

رسمی تھی اور جو ہیکل یروشلیم میں تھی وہ ان عبادتوں اور رسموں کی مرکزی جگہ تھی۔

ب۔ نئے عہدنامہ میں

پنتیکست کے دن کلیسیا اسرائیلی قوم سے الگ کی گئی اور ایک علیحدہ انجمن بن گئی۔ اس وقت تک وہ ایک قومی کلیسیا تھی مگر اب ہمہ گیر ہو گئی اور اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے کہ وہ ہمہ گیر ہو یہ ضروری تھا کہ تبلیغی کلیسیا بن جائے، تاکہ اس کے ذریعے سے دنیا کی سب قوموں کو نجات کی خوشخبری پہنچے۔ اس کے ساتھ ہی پرانے زمانہ کی رسمی طریق العبادت کی جگہ روحانی عبادت شروع ہو گئی۔

کلیسیا کے بارے میں ایک بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ یہ کوئی بے جان انسانی تنظیم نہ تھی۔ جس کو چند لوگوں نے اپنے ذاتی اغراض و مقاصد کے حصول کے لئے تشکیل دے دیا ہو۔ نہ ہی اس سے مراد کوئی قوم یا نسل ہے، بلکہ کلیسیا ایمانداروں کی وہ جماعت ہے جو خدا کے فضل لامتناہی سے دنیا سے الگ کی گئی ہے اور جو خداوند یسوع مسیح کی حکومت اور اختیار میں زندگی بسر کرتی ہے۔ تمام شرکاء کلیسیائی اتحاد و یگانگت کے رشتہ میں اسی طرح مربوط و منسلک ہوتے ہیں۔ جس طرح ایک بدن میں اعضا۔ رُوح القدس خدا کا شخصی رُوح ہے جو اپنی امداد اور حضوری سے روئے زمین کے ایمانداروں کو معمور و مسرور کرتا ہے۔ کلام مقدس میں کلیسیا کے لئے متنوع استعارے استعمال ہوئے ہیں۔ جن کا مطالعہ انتہائی خیال انگیز اور بصیرت افروز ہے۔

استعارے کے معنی مستعار (ادھار) لینے کے ہیں۔ لیکن جب کوئی لفظ اپنے اصلی معنی میں استعمال نہ ہو بلکہ اس سے مجازی معنی مراد لیئے جائیں تو اسے استعارہ کہتے ہیں۔ مثلاً میرے چاند! تو کہاں ہے۔ اس جملے میں چاند کے اصلی معنی نہیں لیئے گئے بلکہ اسے بیٹے کی جگہ استعمال کیا گیا ہے۔ گویا بیٹے کو چاند سے تشبیہ دی گئی ہے۔ لیکن یہ تشبیہ کامل ہے۔

۱۔ دُلہن :۔

"اے بیویو! اپنے شوہروں کی ایسی تابع رہو جیسے خداوند کی۔ کیونکہ شوہر بیوی کا سر ہے۔ جیسے مسیح کلیسیا کا سر ہے۔ وہ خود بدن کا بچانے والا ہے" (افسیوں ۵ : ۲۲ : ۲۳)۔

"مجھے تمہاری بابت خدا کی سی غیرت ہے کیونکہ میں نے ایک ہی شوہر کے ساتھ تمہاری نسبت کی ہے تاکہ تم کو پاک دامن کنواری کی مانند مسیح کے پاس حاضر کروں" (۲۔ کرنتھیوں ۱۱ : ۲)۔

آؤ ہم خوشی کریں اور نہایت شادمان ہوں۔ اور اُس کی تمجید کریں۔ اس لئے کہ برّہ کی شادی آ پہنچی۔ اور اس کی بیوی نے اپنے آپ کو تیار کر لیا" (مکاشفہ ۱۹ : ۷)۔

"اور رُوح اور دلہن کہتی ہیں آ۔ اور سننے والا بھی کہے آ" (مکاشفہ ۲۲ : ۱۷)۔

اِس اِستعارہ سے خداوند یسوع مسیح اور کلیسیا کے درمیان گہرے

اور پاکیزہ رشتہ کی نشاندہی ہوتی ہے۔ یہ اِستعارہ مندرجہ ذیل حقائق کا ترجمان ہے۔

۱۔ یہ دُلہا اور دُلہن کے مابین محبّت کے بندھنوں کی عکاسی کرتا ہے۔

"اَے شوہرو! اپنی بیویوں سے محبّت رکھو جیسے مسیح نے بھی کلیسیا سے محبّت کرکے اپنے آپ کو اُس کے واسطے موت کے حوالہ کردیا۔" (افسیوں ۵ : ۲۵)

۲۔ یہ دُلہا اور دُلہن کے پاکیزہ ملاپ کا ایفاغ ہے۔

"اب تم پردیسی اور مسافر نہیں رہے بلکہ مُقدّسوں کے ہم وطن اور خدا کے گھرانے کے ہو گئے ہو۔" (افسیوں ۸ : ۱۹)۔

"اور اُسی میں تم پر بھی جب تم نے کلامِ حق کو سُنا جو تمہاری نجات کی خوشخبری ہے اور اُس پر ایمان لائے۔ پاک موعودہ رُوح پر مُہر لگی"۔ (افسیوں ۱ : ۳)۔

"اور جو خداوند کی محبّت میں رہتا ہے وہ اُس کے ساتھ ایک رُوح ہوتا ہے" (۱-کرنتھیوں ۶ : ۱۷)۔

۳- یہ کلیسیائی ذمہ داریوں کا احساس دلاتا ہے۔

"اَے بیویو! اپنے شوہروں کی ایسی تابع رہو جیسے خُداوند کی۔ کیونکہ شوہر بیوی کا سر ہے۔ جیسے کہ مسیح کلیسیا کا سَر ہے۔ اور وہ خود بدن کا بچانے والا ہے۔" (افسیوں ۵: ۲۲-۲۳)

کلیسیا کا فرض اپنے خُداوند کی ہدایت اور راہنمائی میں چلے اور دل وجان سے اُسے پیار کرے۔

۴- یہ مستقبل کا احساس دلاتا ہے۔

"... اِس لئے کہ برّہ کی شادی آ پہنچی۔ اور اُس کی بیوی نے اپنے آپ کو تیار کر لیا" (مکاشفہ ۱۹: ۷)

۲- مُقدّس :-

"اور رسُولوں اور نبیوں کی نیو پر جس کے کونے کے سرے کا پتھر خود مسیح یسوؔع ہے تعمیر کئے گئے ہو۔ اُسی میں ہر ایک عمارت مل ملا کر خداوند میں ایک پاک مَقدِس بنتا جاتا ہے اور تم بھی اُس میں باہم تعمیر کئے جاتے ہو تاکہ رُوح میں خدا کا مسکن بنو" (افسیوں ۲: ۲۰-۲۱)۔

اس استعارہ سے اِس حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے کہ کلیسیا ایک مُقدِس اور روحانی عمارت ہے جس میں پاک رُوح اقامت گزیں

ہے۔ پُرانے عہدنامہ کا خیمۂ اجتماع اور ہیکل اِس حقیقی مُقدِس (کلیسیا) کی عکسی اور مثالی تصاویر تھیں۔ اِس مَقدِس پر حادثاتِ زمانہ اثر انداز نہیں ہو سکتے۔ یہ غیر فانی ہے اور اس کے عوامل مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ اِس کی بنیاد رُسل اور انبیاء ہیں :۔

"اور رسُولوں اور نبیوں کی نیو پر جس کے کونے کے سرے کا پتھر خود مسیح یسوؔع ہے تیار کئے گئے ہو" (افسیوں ۲: ۲۰)۔

۲۔ اِس کے کونے کے سرے کا پتھر خود مسیح یسوؔع ہے۔

"کیونکہ سوا اُس نیو کے جو پڑی ہُوئی ہے۔ اور وہ یسوؔع ہے۔ کوئی شخص دوسری نہیں رکھ سکتا" (۱۔کرنتھیوں ۳: ۱۱)۔

۳۔ اِس مَقدِس کے پتھر ایماندار ہیں۔

"تم بھی زندہ پتھروں کی طرح روحانی گھر بنتے جاتے ہو۔ تاکہ کاہنوں کا مُقدّس فرقہ بن کر ایسی رُوحانی قربانیاں چڑھاؤ۔ جو مسیح یسوؔع کے وسیلہ سے خدا کے نزدیک مقبول ہوتی ہیں" (۱-پطرس ۲ : ۵)

۴- اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں خُدائے قُدّوس سکونت کرتا ہے۔

"کیا تم نہیں جانتے کہ تم خدا کا مقدِس ہو۔ اور خُدا کا رُوح تم میں بسا ہُوا ہے" (۱۔کرنتھیوں ۳: ۱۶)۔

۵- اس کی ترقی بتدریج ہو رہی ہے۔

" اس میں ہر ایک عمارت مل ملا کر خداوند میں ایک پاک مقدِس بنتا جاتا ہے" (افسیوں ۲: ۲۱)۔

۳- بدن :-

یہ استعارہ شُرکاءِ کلیسیاء کے باہمی اتحاد اور یگانگت کو ظاہر کرتا ہے۔ جس طرح انسانی جسم ایک ہوتا ہے۔ لیکن کروڑوں زندہ خلیوں سے مل کر بنتا ہے۔ اور بدن کے اعضا کے اشتراکِ عمل میں اس کی بقا اور ترقی کا راز ہے۔ اِس طرح مسیح کا بدن یعنی کلیسیا ایک ہے لیکن اس کی ترکیب میں بے شمار نئے سرے سے پیدا شدہ انسان شامل ہیں۔ جس طرح انسانی جسم میں زندگی بذریعہ رُوح پیدا ہوتی ہے۔ بعینہٖ مسیح کے بدن کو رُوح القُدس کے وسیلہ سے قوتِ حیات ملتی ہے جس طرح بدن کا انحصار اُس کے اعضا کی بالیدگی اور افزائش میں ہوتا ہے۔ اسی طرح کلیسیا کے ممبران کی روحانی ترقی سے یہ بدن ترقی

کرتا ہے - جس طرح بدن سر کا تابع فرمان ہے - اسی طرح کلیسیا اپنے سر خداوند یسوع مسیح کے تعمیلِ ارشاد میں ہمہ تن مصروف ہے - اس بدن کی زندگی اور توانائی کا راز کلیسیا اور خداوند یسوع مسیح کے باہمی تعلقات میں پوشیدہ ہے -

یہ اعضا کی زندگی اور بقا کے لئے سر کی ضرورت ہوتی ہے - اور سر کی سرگرمی اور وضاحت کے لئے اعضا کی ضرورت ہوتی ہے - کیونکہ سر کے خیالات اور مقاصد کا اظہار بدن کے اعضا کے افعال سے ہوتا ہے -

۴ - گلّہ :-

" پس اپنی اس سارے گلّہ کی خبرداری کرو جس کو رُوح القدس نے تمہیں نگہبان ٹھہرایا تاکہ خدا کی کلیسیا کی گلّہ بانی کرو " (اعمال ۲۰ : ۲۸) -

" میری اور بھی بھیڑیں ہیں - جو اس بھیڑ خانہ کی نہیں - مجھے اُن کو بھی لانا ضرور ہے اور وہ میری آواز سنیں گی - اور پھر ایک ہی گلّہ اور ایک ہی چرواہا ہوگا " (یوحنا ۱۰ : ۱۶) -

اس استعارہ کے استعمال سے گلّہ اور چرواہا کے باہمی تعلقات کو ظاہر کیا گیا ہے - جیسے بھیڑیں چرواہے کی ہدایت و راہنمائی میں چلتی ہیں - ویسے ہی کلیسیا خداوند یسوع مسیح کے احکام کو حرزِ جاں بنا کر اس کی ہدایت و راہنمائی میں چلتی ہے -

انگور کا درخت :-

"میں انگور کا درخت ہوں تم ڈالیاں ہو۔ جو مجھ میں قائم رہتا ہے۔ اور میں اُس میں وہ بہت سا پھل لاتا ہے۔ کیونکہ مجھ سے جُدا ہو کر تم کچھ نہیں کر سکتے" (یوحنا ۱۵ : ۳)۔

اِس استعارہ سے شُرکاءِ کلیسیا اور مسیح خداوند کی باہمی پیوستگی کا اظہار ہوتا ہے۔ جس طرح ڈالی درخت میں پیوستہ ہونے کے باعث سرسبز و شاداب رہتی اور پھل لاتی ہے۔ اِسی طرح ایماندار خداوند یسوعؔ مسیح کے ساتھ پیوستہ رہنے کے باعث زندہ اور پھل دار زندگی بسر کرتے ہیں۔

۶- گھرانا :-

"اب تم پردیسی اور مسافر نہیں ہے۔ بلکہ مُقدسوں کے ہم وطن اور خدا کے گھرانے کے ہو گئے" اِس گھرانے کی امتیازی خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱- اِس گھرانے کے شُرکا رُوح اُلقُدس سے معمُور زندگیاں بسر کرتے ہیں۔

"کیونکہ اُسی کے وسیلہ سے ہم دونوں ایک ہی رُوح میں باپ کے پاس رسائی ہوتی ہے" (افسیوں ۲ : ۱۸)۔

طشت ازبام ہوجاتی ہے کہ تائب دل ایماندار رُوح القُدس پاکر خُدا کے گھرانے یعنی کلیسیا میں شامل ہوتے اور یوں کلیسیا دن بدن ترقی کرتی جاتی تھی۔ پولُس رسول نے اِس بات کو اور واضح الفاظ میں بیان کیا ہے۔

"کیونکہ ہم سب نے خواہ یہودی ہوں خواہ یونانی۔ خواہ غلام خواہ آزاد۔ ایک ہی رُوح کے وسیلہ سے ایک بدن ہونے کے لئے بپتسمہ لیا۔ اور ہم سب کو ایک ہی رُوح پلایا گیا"
(۱۔کرنتھیوں ۱۲: ۱۳)۔

۲۔ رُوح القُدس کلیسیا میں اتحاد اور یگانگت پیدا کرتا ہے

کلیسیا کے لئے خداوند کا منصوبہ ہے کہ اس کے ارکان آپس میں اکٹھے ہوکر بطور ایک جماعت کے عبادت کریں۔ جس طرح ہماری طبعی جسم کا ایک ایک عضو بدن سے وابستہ رہتا ہے تاکہ صحت اور زندگی سے لطف اندوز ہو سکے۔ اِسی طرح کلیسیا کے ہر ممبر کو رُوحانی طور پر مسیح سے وابستہ رہنے کی ضرورت ہے۔ اپنی زمینی زندگی کے دوران مسیح خداوند نے اس آرزو کا اظہار کیا کہ اُس کے لوگ متحد رہیں۔

"تاکہ وہ سب ایک ہوں یعنی جس طرح اَے باپ! تو مجھ میں ہے اور مَیں تجھ میں ہوں۔ وہ بھی ہم میں ہوں"
(یوحنا ۱۷: ۲۰)۔

عہدِ عتیق میں شریعت یہودی اور غیر یہودی لوگوں میں دیوار کی طرح کھڑی رہی۔ یہودیوں میں دو فرقے بن گئے۔ ایک یہودی اور دوسرا سامری۔ یہ دونوں مذہبی لحاظ سے ایک دوسرے کے حریف تھے۔

لیکن مسیحیت میں ایسی گنجائش نہیں۔ یہاں رنگ ونسل کی دیواریں مسمار ہوتی ہیں۔ کوئی غرور کرے بھی تو کس بات پر؟ سب ہی تو خدا کے گھرانے کے لوگ ہیں اور برّہ کے خون سے خریدے گئے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ہر ایماندار کو مختلف روحانی نعمتیں دی گئی ہیں۔ رُوح اُلقدس کی قدرت سے کلیسیا میں اتحاد اور یگانگت پائی جاتی ہے۔

ابتدائی کلیسیا کا اتحاد ہر زمانہ کی کلیسیا کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ رُوح اُلقدس کی قدرت سے وہ سب متحد تھے۔ اگرچہ مختلف طبیعتوں اور مختلف اندازِ فکر کے لوگ کلیسیا میں موجود تھے لیکن سب متحد تھے۔ مثلاً برنباس امیر اور صاحب جائیداد تھا۔ شمعون جو کالا کہلاتا تھا حبشی تھا۔ مناہیم جو چوتھائی ملک کے حاکم ہیرودیس کے ساتھ پلا تھا۔ ترسس کے ساؤل نے گملی ایل جیسے شہرۂ آفاق استاد کے تبحرِ علمی سے فیض پایا تھا۔ اسکندریہ کا اپلوس جوشِ تقریر اور کتابِ مقدس کا ماہر تھا۔ شمعون تشدد کے ذریعے آسمانی بادشاہت پھیلانے کا آرزومند تھا۔ وہ رومیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کے حق میں نہ تھا۔ غرضیکہ مختلف اثرورسوخ اور اندازِ فکر کے لوگ ابتدائی کلیسیا میں پائے جاتے تھے۔ لیکن پھر بھی وہ رُوح اُلقدس کی قدرت کے طفیل متحد تھے۔

۳۔ رُوح اُلقدس کلیسیا میں اقامت گزیں ہوتا ہے۔

کلامِ مقدس سے ظاہر ہے کہ کلیسیا رُوح کی آماجگاہ ہے۔ کلیسیا کا ہر رُکن خدا کا مسکن ہے جس میں خدا کا رُوح سکونت کرتا ہے۔

"کیا تم نہیں جانتے کہ تم خدا کا مَقدِس ہو اور خدا کا

رُوح تم میں بسا ہُوا ہے"۔ (۱-کرنتھیوں ۳ : ۱۶)۔
"کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارا بدن رُوح اُلقدس کا مقدِس ہے جو تم میں بسا ہوا ہے اور تم کو خدا کی طرف سے ملا ہے۔ اور تم اپنے نہیں" (۱-کرنتھیوں ۶ : ۱۹)۔

۴۔ رُوح اُلقدس کلیسیائی ساکرامنٹوں میں جان ڈالتا ہے

سیکرامنٹ لاطینی لفظ سیکرمنیٹم سے ماخوذ ہے جس کا مطلب حلفِ وفاداری ہے۔ مسیح خداوند نے دو سیکرامنٹوں کا حکم دیا۔

ا۔ پاک عشا۔

ب۔ بپتسمہ۔

رُوح اُلقدس نے دونوں سیکرامنٹوں کی انجام دہی سے ایماندار کو یقین دلاتا ہے کہ وہ روحانی فیوض و برکات کا وارث ہے اور خدا کے گھرانے کا ممبر۔

۵۔ رُوح اُلقدس کلیسیا کا نظم و نسق چلاتا ہے۔

خُداوند یسوع نے کلیسیا کے لئے دوسرا مددگار بھیجنے کا وعدہ کیا۔
"لیکن جب رُوح القدُس تم پر نازل ہوگا۔ تو تم قوّت پاؤ گے۔ اور یروشلیم اور تمام یہودیہ اور سامریہ میں بلکہ زمین کی انتہا تک میرے گواہ ہوگے"۔ (اعمال ۱ : ۸)۔
عیدِ پنتیکُست کے دن اِس وعدہِ عظیم کے ایفا ہونے پر رسُولی کلیسیا رُوح کی ہدایت و راہنمائی میں چلنے لگی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کلیسیا اپنے

اردگرد کے ماحول کے لئے مینارِ نور بن گئی جس سے بہت سے گمراہی کی ظلمتوں میں ٹامک ٹوئیاں مارنے والے نور کی فرزندیت میں آ گئے۔

۶۔ رُوح اُلقدُس کلیسیائی فیصلوں میں راہنمائی کرتا ہے۔

"کیونکہ رُوح اُلقدُس نے اور ہم سب نے مناسب جانا کہ اِن ضروری باتوں کے سوا تم پر اور بوجھ نہ ڈالیں۔"

(اعمال ۱۵:۲۸)

یہ سچ ہے کہ رُوح اُلقدُس کلیسیائی فیصلوں میں اپنے لوگوں کی راہنمائی کرتا ہے۔ لیکن ہر بات رویا یا خواب کو خدائے قدوس سے منسوب کرنا سب سے بڑی غلطی ہے۔

۷۔ رُوح اُلقدُس کلیسیا کی خدمت کرنے کیلئے آمادہ کرتا ہے۔

رسولی کلیسیا پر ایک نظر ڈالنے سے یہ بات غیر مبہم طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ رُوح اُلقدُس کے حصول کے بعد وہ بشارت کے لئے نکل پڑے۔

"اور خدا کی حمد کرتے اور سب لوگوں کو عزیز تھے۔ اور جو نجات پاتے تھے۔ اُن کو خداوند ہر روز اُن میں ملا دیتا تھا۔" (اعمال ۲:۴۷)

ایک دُعائیہ اجلاس کے بارے میں لکھا ہے۔

"اور جب وہ دعا کر چکے تو جس مکان میں جمع تھے وہ ہل گیا۔ اور وہ سب رُوح اُلقدُس سے بھر گئے۔ اور خدا کا کلام دلیری سے سُناتے رہے۔" (اعمال ۴:۳۱)۔

۱۹۷۵ء میں میں اپنی شریکِ حیات کے ہمراہ لیبیا پہنچ گیا۔ کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد میرے دل میں احساس پیدا ہوا کہ طرابلس اور اس کے مضافات میں سینکڑوں مسیحی آباد ہیں۔ لیکن ان کے لئے عبادت کا کوئی انتظام نہیں۔ مجھے کلیسیا کی خدمت سرانجام دینے کی تحریک ملی اور میں نے اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ اور چند مہینوں کے اندر ایک سرگرم کلیسیا معرضِ وجود میں آ گئی۔ جس کی خدمت کرنے سے ہم نے ناقابلِ بیان اطمینان حاصل کیا۔

۸۔ رُوح اُلقُدس کلیسیا کو عبادت کرنے کے لئے تیار کرتا ہے

رسُولی کلیسیا نہ صرف اپنی جائیداد بیچ کر ایک دوسرے کی ضرورت کے مُطابق بانٹ لیتی تھی بلکہ وہ خدا کی عبادت کو بھی اوّل اور مقدم درجہ دیتی تھی۔

"اور یہ رسولوں سے تعلیم پانے اور رفاقت رکھنے میں اور روٹی توڑنے اور دعا کرنے میں مشغول رہے" (اعمال ۲: ۴۲)۔

اعمال کی کتاب اس حقیقت کی نقیب ہے کہ ایمانداروں کی یہ جماعت ناساز گار حالات میں بھی عبادت کرنے سے باز نہ آئی۔

"اور یہ پرگہ سے چل کر پسدیہ کے انطاکیہ میں پہنچے اور سبت کے دن عبادت خانہ میں جا بیٹھے" (اعمال ۱۳: ۱۴)۔

آدھی رات کے قریب پولس اور سیلاس دعا کر رہے اور خدا کی حمد کے گیت گا رہے تھے۔ اور قیدی سُن

رہے تھے۔" (اعمال ۱۶: ۲۵)

وہ ندیوں کے کناروں پر اکٹھے ہو کر دُعا کرتے۔

"اور سبت کے دن شہر کے دروازہ کے باہر ندی کے کنارے گئے جہاں سمجھے کہ دُعا کرنے کی جگہ ہوگی۔ اور بیٹھ کر ان عورتوں سے جو اکٹھی ہوئی تھیں۔ کلام کرنے لگے" (اعمال ۱۶: ۱۳)۔

کلیسیا متحد ہو کر دُعا کرتی ہے۔

"اور جب خُداوند کی عبادت کر رہے اور روزے رکھ رہے تھے۔ تو رُوح اُلقدُس نے کہا میرے لئے برنباس اور ساؤل کو اس کام کے واسطے مخصوص کر دو جس کے واسطے مَیں نے اُن کو بلایا ہے۔" (اعمال ۱۳: ۲)

کلیسیائی توسیع میں رُوح کا کام

۱۔ رُوح سے معمور پطرس تبلیغ کرتا ہے۔

"پطرس نے اُن سے کہا کہ توبہ کرو۔ اور تم میں سے ہر ایک اپنے گناہوں کی معافی کے لئے یسوع مسیح کے نام پر بپتسمہ لے۔ تو تم رُوح اُلقدُس انعام میں پاؤ گے" (اعمال ۲: ۳۸)۔

۲۔ رسولوں کی طرح رُوح گواہی دیتا ہے۔

"اور ہم ان باتوں کے گواہ ہیں۔ اور رُوح اُلقدُس بھی

بخشے خدا نے انہیں بخشا جو اُس کا حکم مانتے ہیں" (اعمال ۵: ۳۲)۔

۳۔ رُوح سے معمور سات اشخاص کا چُناؤ۔

"پس اَے بھائیو! اپنے میں سے سات نیک نام شخصوں کو چُن لو جو روح اور دانائی سے بھرے ہُوئے ہوں کہ ہم ان کو اس کام پر مقرّر کریں" (اعمال ۶: ۳)۔

۴۔ رُوح سے معمور استفنس مسیح کو جلالی حالت میں دیکھتا ہے

"مگر استفنس نے رُوح اُلقدُس سے معمور ہو کر آسمان کی طرف غور سے نظر کی۔ اور خدا کا جلال اور یسوع کو خدا کی دہنی طرف کھڑے دیکھ کر..." (اعمال ۷: ۵۵)۔

۵۔ سامری نومرید رسولوں کے ہاتھ رکھنے سے رُوح القدُس پاتے ہیں۔

"جب شمعون نے دیکھا کہ رسولوں کے ہاتھ رکھنے سے رُوح اُلقدُس دیا جاتا ہے۔ تو اُنکے پاس روپے لا کر..." (اعمال ۸: ۱۸)

۶۔ رُوح اُلقدُس فلپّس کی راہنمائی کرتا ہے۔

رُوح اُلقدُس نے فلپّس سے کہا کہ نزدیک جا کر اُسکے

ربھ کے ساتھ ہوئے" (اعمال ۸: ۲۹)

۷۔ رُوح فلپسؔ کو ایک مقام سے دوسرے مقام تک لے جاتا ہے۔

"جب وہ پانی میں سے نکل کر اُوپر آئے۔ تو خُداوند کا رُوح فلپسؔ کو اُٹھا کر اُوپر لے گیا۔ اور خوجہ نے اُسے پھر نہ دیکھا کیونکہ وہ خوشی کرتا ہوا اپنی راہ چلا گیا"۔ (اعمال ۸: ۳۹)

۸۔ حننیاؔہ رُوح کی تحریک سے ساؤل کے پاس پہنچا تاکہ موخر الذکر رُوح القُدس حاصل کرے۔

"پس حننیاؔہ جا کر اُس گھر میں داخل ہوا اور اپنے ہاتھ اُس پر رکھ کر کہا اَے بھائی ساؤل خداوند یعنی یسوؔع جو تجھ پر اس راہ میں جس سے تو آیا ظاہر ہؤا تھا۔ اُسی نے مجھے بھیجا ہے کہ تو بینائی پائے۔ اور رُوح اُلقدس سے بھر جائے"۔ (اعمال ۹: ۱۷)۔

۹۔ رسُولی کلیسیا کو خُداوند کا خوف اور رُوح اُلقدس کی تسلی حاصل تھی

"پس تمام یہودؔیہ اور گلیلؔ اور سامرؔیہ میں کلیسیا کو چین ہو گیا۔ اور اُس کی ترقی ہوتی گئی۔ اور وہ خداوند کے خوف

اور رُوح اُلقدُس کی تسلی پر چلیتی اور بڑھتی جاتی تھی" (اعمال ۹: ۳۱)۔

۱۰۔ رُوح اُلقدُس پطرس کے خواب کی تعبیر کرتا ہے۔

"جب پطرس اُس رویا کو سوچ رہا تھا تو رُوح نے اُس سے کہا کہ دیکھو تین آدمی تجھے پوچھ رہے ہیں۔" (اعمال ۱۰: ۱۹)

۱۱۔ انطاکیہ کی کلیسیا نے رُوح اُلقدُس کی راہنمائی میں پولس اور برنباس کا انتخاب کیا۔

" انطاکیہ میں اس کلیسیا کے متعلق جو وہاں تھی کئی نبی اور مُعَلّم تھے یعنی برنباس اور شمعون جو کالا کہلاتا ہے۔ اور لوکیس کرینی اور مناہیم جو چوتھائی ملک کے حاکم ہیرودیس کے ساتھ پلا تھا اور ساؤل۔ جب وہ خداوند کی عبادت کر رہے اور روزے رکھ رہے تھے تو رُوح اُلقدُس نے کہا میرے لئے برنباس اور ساؤل کو اُس کام کے واسطے مخصوص کر دو۔ جس کے واسطے میں نے اُن کو بلایا ہے۔ تب انہوں نے روزہ رکھ کر اور دُعا کر کے اور اُن پر ہاتھ رکھ کر انہیں رخصت کیا۔ پس وہ رُوح اُلقدُس کے بھیجے ہوئے سلوکیہ کو گئے۔ اور وہاں سے جہاز پر کپرس کو چلے۔" (اعمال ۱۳: ۱-۴)

۱۲- افسس میں بارہ ۱۲ اشخاص پر مشتمل جماعت نے پاک رُوح حاصل کیا۔

"جب پولس نے اُن پر ہاتھ رکھے تو رُوح اُلقدس اُن پر نازل ہوا۔ اور وہ طرح طرح کی زبانیں بولنے اور نبوّت کرنے لگے۔ اور وہ سب تخمیناً بارہ آدمی تھے۔" (اعمال ۱۹: ۵-۶)۔

ستر ھواں باب

جسمانی مسیحی اور رُوحانی مسیحی

بائبل مُقدّس کا مطالعہ دو قسم کے مسیحیوں کی نشاندہی کرتا ہے۔ مسیحی زندگی مینڈک کی زندگی نہیں کہ ضرورت کے تحت پانی میں بسر کرلی اور خشکی پر بھی۔ یہ زندگی رُوح میں زندگی بسر کرنے کا نام ہے۔ ہم ایک ہی وقت میں جسمانی اور رُوحانی مسیحی نہیں ہو سکتے۔

جسمانی مسیحی کے خواص

۱۔ یہ باہمد گر آویزش کی زندگی ہے :۔

"کیونکہ باطنی انسانیت کی رُو سے تو مَیں خدا کی شریعت کو بہت پسند کرتا ہوں۔ مگر مجھے اپنے اعضا میں ایک اور طرح کی شریعت نظر آتی ہے جو میری عقل کی شریعت سے لڑ کر مجھے اُس گناہ کی شریعت کی قید میں لے آتی ہے۔ جو میرے اعضا میں موجود ہے۔" (رومیوں ۷ : ۲۲-۲۳)

"کیونکہ جسم رُوح کے خلاف خواہش کرتا ہے۔ اور رُوح جسم کے خلاف۔ اور یہ ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ تاکہ جو تم چاہتے ہو نہ کرو۔" (گلتیوں ۵: ۱۷)

ایک وقت میں ایک ہی شخص میں دو متضاد قوتیں برسرِ عمل ہوتی ہیں۔ کبھی ایک فاتح کی حیثیت سے اُبھر آتی ہے تو کبھی دوسری۔ آیئے اِس بات کو ایک مثال سے سمجھنے کی کوشش کریں۔

چھ سالہ جمی کو گھر سے بھاگ جانے کی عادت تھی۔ ایک دن اُسکی ماں نے تنگ آکر جمی کو اپنے پاس بلایا اور کہا۔ "دیکھو جمی! میں تمہارے گھر سے فرار ہونے سے پریشان ہوں۔ اگر تم نے آئندہ گھر سے بھاگنے کی کوشش کی۔ تو میں تمہیں سزا دوں گی۔" ایک دن جمی باہر سڑک کے کنارے کھڑا تھا۔ اور اُسے فرار کی آزمائش آئی۔ اور وہ گھر سے دُور چلا گیا۔ جب واپس آیا تو ماں نے بُلا کر کہا۔

"جمی! میرے منع کرنے کے باوجود بھی تم گھر سے فرار کیوں ہوئے؟"

اِس پر جمی نے بڑے معصومانہ انداز میں جواب دیا۔

"ماں! میں سڑک کے کنارے کھڑا تھا۔ میں نے محسوس کیا کہ میری ایک ٹانگ شیطان اپنی جانب کھینچ رہا ہے۔ اور دوسری خداوند یسوع مسیح! اِس کھینچا تانی میں شیطان نے زیادہ زور لگایا اور میں دُور نکل گیا۔" یہ ہر مسیحی کی زندگی کا تجربہ ہے۔ جسمانی مسیحی میں اکثر اوقات شیطان کا پلّہ بھاری رہتا ہے۔ اور انسان طاغوتی سرگرمیاں میں زیادہ حصّہ لینے لگتا ہے۔

۲- یہ مسلسل شکست کی زندگی ہے :-

"اور مَیں جو کرتا ہوں۔ اُس کو نہیں جانتا کیونکہ جس کا میں ارادہ کرتا ہوں۔ وہ نہیں کرتا بلکہ جس سے مُجھے نفرت ہے وہی کرتا ہوں۔" (رومیوں ۷: ۱۵)۔

"چنانچہ جس نیکی کا ارادہ کرتا ہوں وہ نہیں کرتا۔ مگر جس بدکاری کا ارادہ نہیں کرتا اُسے کر لیتا ہوں۔" (رومیوں ۷: ۱۹)۔

غور کریں تو کیا یہ ہماری سوانح حیات نہیں ؟ کتنی بار ہم نے اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کی کوشش کی، لیکن ناکام رہے۔ کتنی بار ہم نے مطالعۂ کلام اور دُعا میں وقت گزارنے کی کوشش کی اور فیل ہو گئے اور پھر شکست خوردہ ہو کر پکار اُٹھے۔

"ہائے مَیں کیسا کمبخت آدمی ہوں۔ اِس موت کے بدن سے مجھے کون چھڑائے گا۔" (رومیوں ۷: ۲۴)

۳- یہ مسلسل طفولیّت کی زندگی ہے :-

"اور اَے بھائیو! مَیں تم سے اُس طرح کلام نہ کر سکا۔ جس طرح روحانیوں سے بلکہ جسمانیوں سے اور اُن سے جو مسیح میں بچے ہیں۔ مَیں نے تمہیں دودھ پلایا اور کھانا نہ کھلایا۔ کیونکہ تم کو اُس کی برداشت نہ تھی۔ بلکہ اب بھی برداشت نہیں ہے۔" (۱۔ کرنتھیوں ۳: ۲)۔

اِس میں شک نہیں کہ بچّے والدین کے لئے عظیم نعمت ہیں۔ وہ بچّے کو والہانہ پیار کرتے ہیں۔ اگر بچّہ قدو قامت میں ترقی کرتا نظر نہ آئے تو والدین پریشان ہو جاتے ہیں۔ اِسی طرح مسیحی رُوحانی طور پر ترقی نہیں کرتے تو آسمانی باپ کو دُکھ ہوتا ہے۔ وہ عرصہ تک دوسروں کے دستِ نگر اور متوسل رہتے ہیں۔ وہ کلام اور رُوح القُدس پر بھروسہ کرنے کی بجائے مبشروں اور خادموں سے ثقیل خوراک حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور طفلی زِندگی کے عادی ہو جاتے ہیں۔

۴۔ یہ بے برگ و بار اور بے ثمر زندگی ہے:۔

جسمانی مسیحی اپنے قول و فعل میں تضاد کی وجہ سے دوسرے مسیحیوں کو مسیح کے پاس لاتے میں ناکام رہتا ہے۔ وہ دوسروں کے سامنے قابلِ تقلید نمونہ پیش کرنے سے قاصر رہتا ہے۔ وہ اپنی زندگی سے مسیح کو ظاہر کرنے میں فیل ہو جاتا ہے۔ جس سے لوگ رجوع نہیں لاتے۔ اور اس کی زندگی بے پھل رہتی ہے۔ آج کلیسیا عالمگیر میں ایسے لوگوں کی کثرت ہے۔ جن کی زندگیاں بے ثمر ہیں۔ وہ اپنی شعلہ بیانیوں اور سوز و گداز سے لوگوں کو متاثر کرنے کے لئے برسرِ پیکار ہیں لیکن اس کا کچھ فائدہ نہیں۔

"جو ڈالی مجھ میں ہے وہ بہت سا پھل لاتی ہے۔
وہ اُسے چھانٹتا ہے تاکہ زیادہ پھل لائے۔"

(یوحنا ۱۵:۲)

۵- یہ ذِلت آمیز ریاکاری کی زندگی ہے :-

"کیونکہ ابھی تک جسمانی ہو اِس لئے جب تم میں حسد اور جھگڑا ہے تو کیا تم جسمانی نہ ہُوئے - اور انسانی طریق پر نہ چلے - جسمانی مسیحی اُن گندم نما فرشتوں کی طرح ہے - جو اپنے مکروفریب سے اپنی روحانیت کا سکّہ بٹھانے کی کوشش کرتے ہیں - وہ اپنے اُوپر خون لگا کر شہیدوں میں شامل ہونے کی کوشش کرتے ہیں وہ سفیدی پھری ہوئی قبریں ہیں - جو اُوپر سے خوبصورت دکھائی دیتی ہیں - لیکن اُن کے اندر تعفّن اور گندگی ہے" (۱- کرنتھیوں ۳: ۳) -

۶- یہ کُفر اور بے دینی کی زِندگی ہے :-

"اے زنا کرنے والیو! کیا تمہیں نہیں معلوم کہ دُنیا سے دوستی رکھنا خدا سے دشمنی کرنا ہے - پس جو کوئی دنیا کا دوست بننا چاہتا ہے - وہ اپنے آپ کو خدا کا دشمن بناتا ہے" (یعقوب ۴: ۴) -

"نہ دنیا سے محبّت رکھو نہ اُن چیزوں سے جو دُنیا میں ہیں - جو کوئی دُنیا سے محبّت رکھتا ہے اُس میں باپ کی محبّت نہیں - کیونکہ جو کچھ دنیا میں ہے، یعنی جسم کی خواہش اور زندگی کی شیخی وہ باپ کی طرف سے نہیں

بلکہ دنیا کی طرف سے ہے۔" (۱۔یوحنا ۲: ۱۵-۱۸)

رُوحانی زِندگی کے خَواص

۱- یہ ہمیشہ قائم رہنے والے اطمینان کی زِندگی ہے۔

"مَیں تمہیں اطمینان دیئے جاتا ہوں۔ اپنا اطمینان تمہیں دیتا ہوں۔ جس طرح دنیا دیتی ہے مَیں تمہیں اِس طرح نہیں دیتا۔ تمہارا دل نہ گھبرائے اور نہ ڈرے۔"

(یوحنا ۱۴: ۲۷)۔

ہم جب کِسی مسئلہ پر اپنے ضمیر میں پیدا ہونے والے تضاد کو مغلوب کر لیتے ہیں تو اِس سے اطمینان حاصِل ہوتا ہے۔ لیکن اگر ہم یہ جانتے ہوئے بھی کہ بات غلط اور ناواجب ہے کرتے ہیں تو ضمیر کی خلش اور دل کی ملامت سے اطمینان جاتا رہتا ہے جو خُداوند یسوؔع مسیح کے نقشِ قدم پر چلنے سے ابدی سکون اور اطمینان کی زندگی بسر کرتے ہیں ناکامیاں، صعوبتیں، دشواریاں اور کٹھنایاں اُن کو پریشان نہیں کر سکتی ہیں۔

۲- یہ مُدامی فتح و نصُرت کی زندگی ہے:-

"مگر خُدا کا شُکر ہے جو ہمارے خداوند یسوؔع مسیح کے وسیلہ سے ہم کو فتح بخشتا ہے۔ خداوند یسوؔع مسیح نے موت قبر اور شیطان پر فتح پائی۔ اور اب جو اس فاتح

کے ساتھ شخصی وابستگی کا تجربہ رکھتے ہیں۔ فتح مند زندگی بسر کرتے ہیں"۔ (۱-کرنتھیوں ۱۵: ۵۷)

"مگر اِن سب حالتوں میں اُس کے وسیلہ سے جس نے ہم سے محبّت کی ہم کو فتح سے بڑھ کر غلبہ حاصل ہوتا ہے"۔ (رومیوں ۸: ۳۷)

یہ فتح مندی اور غلبہ کسی خاص دن اور وقت کے لئے مخصوص نہیں بلکہ مُدامی ہے۔

"مگر خدا کا شکر ہے۔ جو مسیح میں ہم کو اسیروں کی طرح گشت کراتا ہے۔ اور اپنے علم کی خوشبُو ہمارے وسیلہ سے ہر جگہ پھیلاتا ہے"۔ (۲-کرنتھیوں ۲: ۱۴)۔

ہم گناہ اور شیطان کے غلام نہیں رہتے بلکہ مسیح کے بیش قیمت خون کے وسیلہ سے آزاد ہو کر خداوند میں زندگی گزارتے ہیں۔

۳- یہ مسلسل مسیح کی صورت میں ڈھلنے کی زِندگی ہے :-

"مگر جب ہم سب کے بے نقاب چہروں سے خُداوند کا جلال اِس طرح منعکس ہوتا ہے جس طرح آئینہ میں تو اُس خداوند کے وسیلہ سے جو روح ہے۔ ہم اُسی جلالی صورت میں درجہ بدرجہ بدلتے جاتے ہیں"۔ (۲-کرنتھیوں ۳: ۱۸)۔

جب ہم اُس کے علم اور اُس کے ساتھ شخصی پیوستگی میں بڑھتے ہیں تو ہم اُس کی صُورت پر ڈھلتے جاتے ہیں۔ اور اُس کا جلال ہم میں

میں سے منعکس ہوتا ہے۔ کیا ہم اُس کا جلال ظاہر کر رہے ہیں؟ اُس کا جلال کیسے ظاہر ہوتا ہے؟

"میرے باپ کا جلال اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تم بہت سا پھل لاؤ۔ جب ہی تم میرے شاگرد ٹھہروگے" (یوحنا ۱۵: ۸)۔

کس قسم کا پھل پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

"مگر رُوح کا پھل محبّت۔ خوشی۔ اطمینان۔ تحمل۔ مہربانی نیکی۔ ایمانداری۔ حلم۔ پرہیزگاری ہے" (گلتیوں ۵: ۲۲)۔

۴۔ یہ فوق الفطرت قوّت سے معمُور زندگی ہے :۔

"اور مَیں باپ سے درخواست کروں گا۔ تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے" (یوحنا ۱۴: ۱۶)۔

یہ الفاظ خُداوند یسوعؔ مسیح نے غیر معروف لوگوں کے ایک طبقہ سے کہے۔ ان میں سے ایک دُھوپ کی تمازت سے سنولایا ہوا مچھیرا تھا۔ شاید آج وہ کسی علمِ الٰہی کے کالج میں داخلہ لینے کی کوشش کرتا تو اُس کا تمسخر اُڑا کر اُسے بھگا دیا جاتا۔ لیکن عیدِ پنتیکُست کے دِن اِس نے یہ فوق الفطرت قوّت حاصل کر کے مردِ مصلوب کو لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ تو تین ہزار کا جمِ غفیر ایمان لے آیا۔ اِس تبدیلی کا راز یہ قوّت ہی تو تھی۔

"لیکن جب رُوح القُدس تم پر نازل ہوگا تو تم قوّت

پاؤگے اور یروشلیم اور تمام یہودیہ اور سامریہ اور زمین کی انتہا تک میرے گواہ ہوگے" (اعمال ۱:۸) -

۵- یہ گناہ کی زندگی سے الگ اور جُدا گانہ زندگی ہے-

"چنانچہ خدا کی مرضی یہ ہے کہ تم پاک بنو یعنی حرامکاری سے بچے رہو" (۱- تھسلنیکیوں ۴:۳)

ایک رُوحانی مسیحی خداوند یسوع مسیح کو اپنا نمونہ بناتا ہے اور اُس کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کرتا ہے - وہ اس دنیا میں رہا اور اُس کے دشمن اس میں گناہ ثابت نہ کر سکے - وہ سب باتوں میں ہماری طرح آزمایا گیا لیکن بے گناہ رہا - یہ دنیا روحانی مسیحی کے لئے ضروری ہے - لیکن روحانی زندگی میں گناہ کا دخول بربادی کا باعث بنتا ہے - جیسے کشتی کے لئے پانی کا ہونا ضروری ہے - لیکن کشتی میں پانی کا دخول ہلاکت کا باعث بنتا ہے -

اِس دُنیا سے دُور بھاگ جانا بہادری اور مردانگی نہیں - بلکہ اِس گناہ بھری دُنیا میں رہ کر پاک زندگی بسر کرنا کمال ہے - مسیح نے کہا -

"جس طرح مَیں دُنیا کا نہیں وہ بھی دُنیا کے نہیں"

(یوحنا ۱۷:۱۰)

"اگر تم دُنیا کے ہوتے تو دنیا اپنوں کو عزیز رکھتی لیکن چونکہ تم دنیا کے نہیں ہو بلکہ مَیں نے تم کو دُنیا میں سے چُن لیا ہے - اس واسطے دُنیا تم سے عداوت رکھتی ہے (یوحنا ۱۵:۱۹-۲۰) -

۶- یہ دِلکش اور پاکیزگی کی زِندگی ہے :-

پاکیزگی سے مراد رسمی پاکیزگی نہیں بلکہ یہاں حقیقی پاکیزگی مراد ہے۔ خُدا چاہتا ہے کہ اُس کے لوگ یہ حقیقی پاکیزگی حاصِل کریں۔

"سو اگر تم میری بات مانو تو میرے عہد پر چلو تو سب قوموں میں تم ہی میری خاص ملکیت ٹھہرو گے۔ کیونکہ ساری زمین میری ہے۔ اور تم میری لئے کاہنوں کی ایک مملکت اور ایک خاص مُقدّس قوم ہو گے۔ ان ہی باتوں کو تُم بنی اسرائیل کو سُنا دینا"۔ (خروج ۱۹: ۵-۶)۔

خدا پاک ہے وہ چاہتا ہے کہ رُوحانی مسیحی بھی پاک ہوں۔ اِس لئے مسیح نے کہا۔

"اور اُن کی خاطر میں اپنے آپ کو مُقدّس کرتا ہوں تاکہ وہ بھی سچائی کے وسیلہ سے مُقدّس کئے جائیں"۔ (یوحنا ۱۷: ۱۹)

"سب کے ساتھ میل ملاپ رکھنے اور اُس پاکیزگی کے طالب رہو۔ جس کے بغیر کوئی خداوند کو نہ دیکھے گا"۔ (عبرانیوں ۱۲: ۱۴)۔

"مبارک ہیں وہ جو پاک دل ہیں۔ کیونکہ وہ خدا کو دیکھیں گے"۔ (متی ۵: ۲)۔

<u>ہم کیسے پاک ہوتے ہیں۔</u>

۱- مسیح کے خُون سے :-

"اور اُس کے بیٹے یسوعؔ کا خون ہمیں تمام گناہ سے پاک کرتا ہے۔" (۱یوحنا ۱:۷)

ب۔ "چونکہ تم نے حق کی تابعداری سے اپنے دلوں کو پاک کیا ہے۔" (۱۔پطرس ۱:۲۲)

ج۔ رُوح القدس سے:۔

"اور خدا باپ کے علمِ سابق کے موافق رُوح کے پاک کرنے سے فرمانبردار ہونے اور یسوع مسیح کا خُون چھڑکے جانے کے برگزیدہ ہوتے ہیں۔" (۱۔پطرس ۱:۲)

خدا جو پاک ہے اپنے لوگوں سے پاکیزگی کا مطالبہ کرتا ہے۔

"پس اے عزیزو! چونکہ ہم سے وعدے کئے گئے ہیں۔ آؤ ہم اپنے آپ کو ہر طرح کی جسمانی اور رُوحانی آلودگی سے پاک کریں۔ اور خدا کے خوف کے ساتھ پاکیزگی کو کمال تک پہنچائیں۔" (۲۔کرنتھیوں ۷:۲)

"اگر اپنے گناہوں کا اقرار کریں تو وہ ہمارے گناہوں کے مُعاف کرنے اور ہمیں ساری ناراستی سے پاک کرنے میں سچّا اور عادل ہے۔" (۱۔یوحنا ۱:۹)۔

رُوح القدس کے باعث ایمانداروں سے یسوعؔ مسیح کی ہوتی ہے۔ اگر کسی مسیحی سے خداوند یسوعؔ منعکس نہیں ہوتا۔ تو وہ رُوحانی مسیحی نہیں۔ ایک ٹیلی ویژن پر اگر تصویر ہی نہیں بنتی تو اُس کا کیا فائدہ۔ ایک روحانی مسیحی سے اگر خداوند یسوعؔ مسیح ہی ظاہر نہیں ہوتا تو اِس

رُوحانیت کا کیا فائدہ۔

کسی چڑیا گھر کو ایک چھوٹے سفید کوہستانی جانور کی ضرورت تھی۔ بہت سے شکاری اس جانور کو پکڑنے کے لئے نکلے۔ مگر جونہی وہ اُسکے نزدیک پہنچتے وُہ اپنے بِل میں گھس جاتا۔ ایک شکاری تاک میں بیٹھا تھا کہ ایک کوہستانی آدمی کا اُدھر سے گزر ہُوا۔ کوہستانی آدمی نے شکاری کو بتایا کہ یہ جانور بہت صفائی پسند ہے۔ اگر تم اس کے سوراخ کے راستہ میں گندگی اور تارکول وغیرہ ڈال دو تو یہ اپنے سوراخ میں داخل نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ مرنا تو گوارا کرے گا مگر اپنے آپ کو گندا نہیں ہونے دے گا۔ شکاری نے ایسا ہی کیا۔ اور جب جانور نے اپنے بِل کے سامنے گندگی اور تارکول بچھی ہوئی دیکھی۔ تو وہاں ہی رُک گیا۔ اور ہوشیار شکاری نے اُسے پکڑ لیا۔

کاش ہر مسیحی کا بھی یہی حال ہو کہ وہ گناہ کی گندگی اور نجاست اور پلیدگی سے نفرت کرے اور اپنے آپ کو آلودہ نہ کرے، خواہ اس کے لئے اُسے اپنی جان تک قربان کیوں نہ کرنی پڑے۔

جسم سے رُوح کی طرف آنا۔

نئی اِنسانیت حاصل کرنے پر پرانی اِنسانیت بالکل ختم نہیں ہو جاتی، جیسے داؤد نے جاتی جولیت کو ختم کر دیا۔ اور جیسے کوئی بچہ ڈسٹر سے تختۂ سیاہ پر لکھی ہوئی چاک کی تحریر کو مٹا دیتا ہے۔ بلکہ پرانی اِنسانیت نئی اِنسانیت کے خلاف برسرِ پیکار رہتی ہے۔ اور جوں جوں انسان

اپنے آپ کو رُوح کے قبضہ میں دیتا ہے اُسکی نئی انسانیت زور پکڑتی جاتی ہے ۔ اِس حقیقت کو ذیل کے نقشوں سے ظاہر کیا گیا ہے ۔
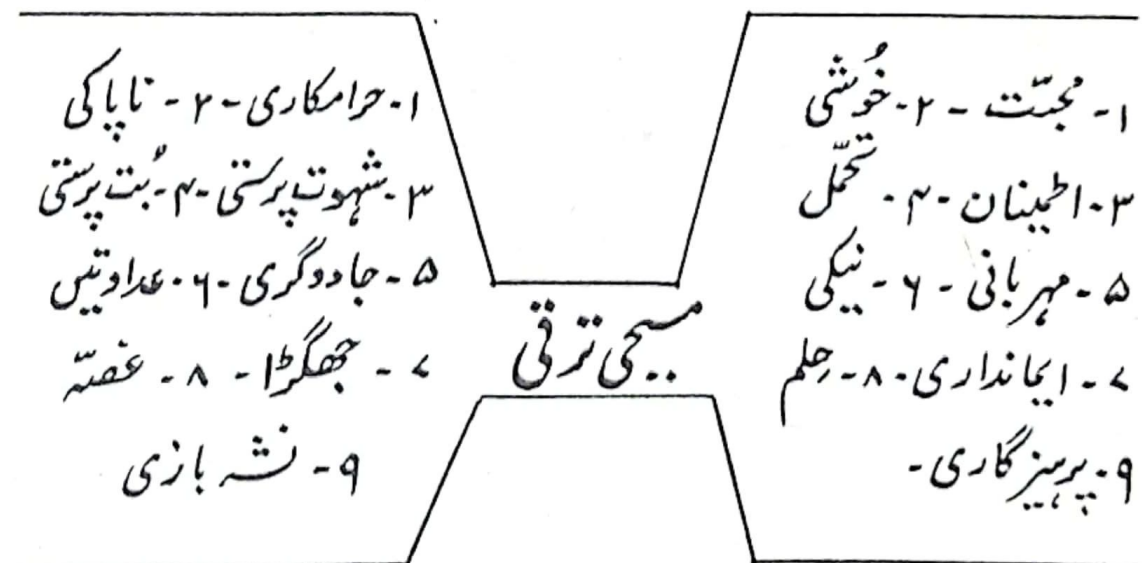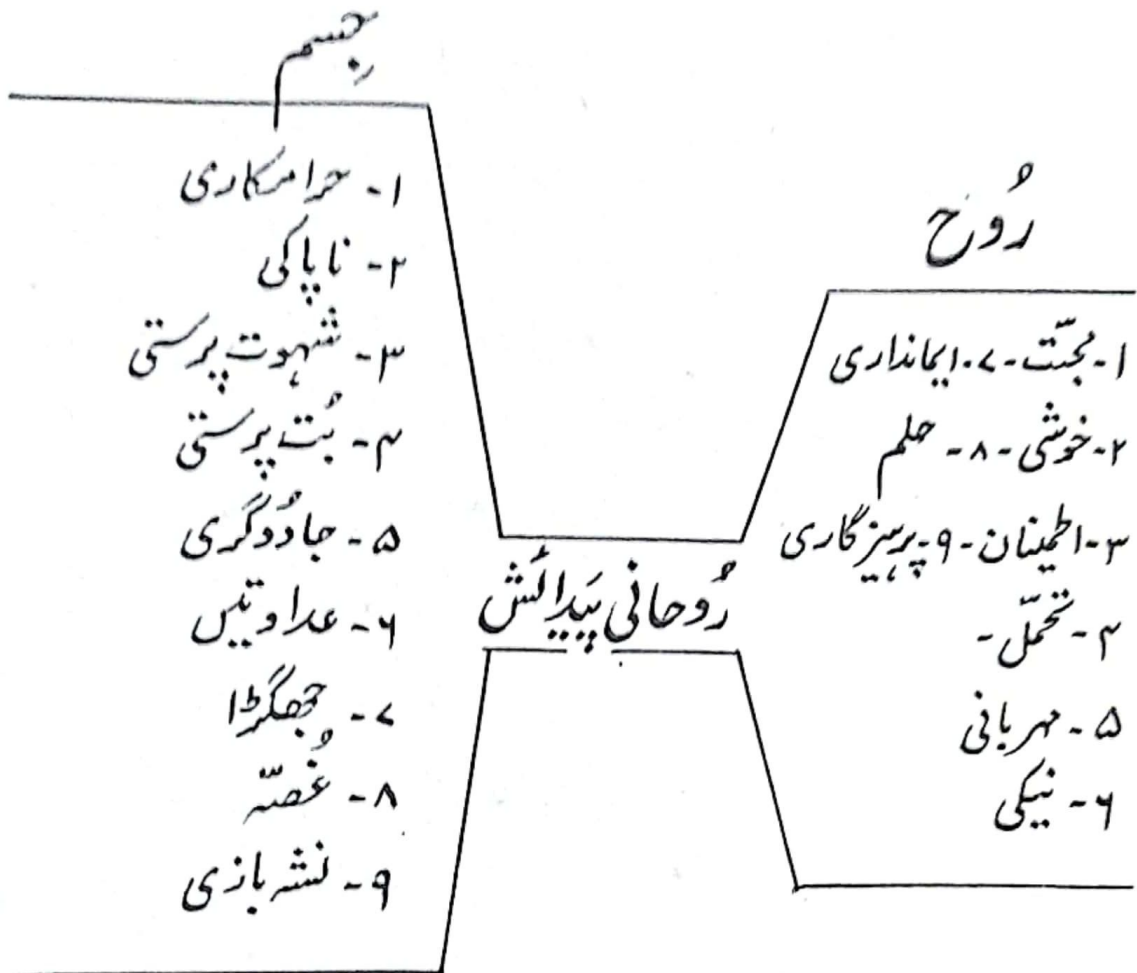
جسم

۱۔ حرامکاری
۲۔ ناپاکی
۳۔ شہوت پرستی
۴۔ بُت پرستی
۵۔ جادُوگری
۶۔ عداوتیں
۷۔ جھگڑا
۸۔ غُصّہ
۹۔ نشہ بازی

رُوحانی پیدائش

رُوح

۱۔ محبّت ۔ ۷۔ ایمانداری
۲۔ خوشی ۔ ۸۔ حلم
۳۔ اطمینان ۔ ۹۔ پرہیزگاری
۴۔ تحمّل ۔
۵۔ مہربانی
۶۔ نیکی

۱۔ حرامکاری ۔ ۲ ۔ ناپاکی
۳۔ شہوت پرستی ۔ ۴۔ بُت پرستی
۵۔ جادوگری ۔ ۶۔ عداوتیں
۷۔ جھگڑا ۔ ۸۔ غصّہ
۹۔ نشہ بازی

مسیحی ترقی

۱۔ محبّت ۔ ۲۔ خُوشی
۳۔ اطمینان ۔ ۴۔ تحمّل
۵۔ مہربانی ۔ ۶۔ نیکی
۷۔ ایمانداری ۔ ۸۔ حلم
۹۔ پرہیزگاری ۔

رُوحانی بلوغت

۱- محبّت	۱- حرامکاری - ۲- ناپاکی
۲- خوشی	۳- شہوت پرستی
۳- اطمینان	۴- بت پرستی - ۵- جادوگری
۴- تحمل	۶- عداوتیں
۵- مہربانی	۸- جھگڑا
۶- نیکی	۸- غصّہ
۷- ایمانداری	۹- نشہ بازی
۸- حِلم	
۹- پرہیزگاری	

اِنسانی (فطری) پیدائش میں بچّہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے۔ اور بچہ دانی کے پانی میں ایک بال (گیند) کی طرح لڑھکتا پھرتا ہے۔ جونہی پیٹ سے باہر آتا ہے تو نئے ماحول اور گردوپیش میں روتا ہے۔ ہاتھ پاؤں مارتا اور پھیپھڑوں میں آکسیجن بھرتا ہے۔ اُسے ایسے لگتا ہے۔ وہ ایک پُرخطر دنیا میں آگیا ہے۔ لیکن آہستہ آہستہ وہ اپنے والدین یا اپنے پرورش کرنے والوں کی شفقت اور محبّت سے نئی زندگی سے مانوس ہوجاتا ہے۔

جِسم سے رُوح کی طرف آنا بھی کچھ ایسا ہی عمل ہے۔ نئی پیدائش سے پہلے انسان خدا سے الگ، اپنی ذات میں مقیّد

ہوتا ہے۔ جہاں وہ جسم کے کاموں کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے اور
گیند کی طرح اِدھر اُدھر لڑھکتا پھرتا ہے۔ لیکن پھر وہ خدا کی محبت
اور شفقت سے ترقی کرتا ہوا روحانی بلوغت تک پہنچ جاتا ہے۔

اٹھارھواں باب

رُوح اُلقُدس کے خلاف گُناہ

۱- رُوح پاک کے حق میں کُفر بکنا :-

"ہر گناہ اور کفر تو معاف کیا جائے گا۔ مگر جو کفر رُوح اُلقُدس کے حق میں ہو۔ وُہ معاف نہ کیا جائیگا "۔ (متی ۱۲: ۳۱-۳۲)-

اس ناقابلِ معافی گناہ کا مخرج ایسا دل ہوتا ہے جو پاک رُوح کی حقارت کرتا ہے۔

"وہ جو دل میں بھرا ہے وُہی مُنہ پر آتا ہے "۔ (متی ۱۲: ۳۴)-

اس گُناہ کا اِرتکاب زبان سے ہوتا ہے - اس لئے ہر انسان پر واجب ہے کہ پاک روح کے ظہور کی بابت فیصلہ دینے میں محتاط رہے - کیونکہ نجات کا دارو مدار خدا کے روح پر ہے - اور جب کوئی پاک روح کے خلاف کفر بکتا ہے وہ اپنی نجات کا انکار کرتا ہے - جس کا انجام موت ہے -

۲- پاک رُوح کی تحقیر کرنا :-

"... اور فضل کے روح کو بے عزّت کیا" (عبرانیوں ۱۰ : ۲۹)-

کلامِ مُقدس کا مطالعہ اِس حقیقت کا نقیب ہے- کہ اِس گناہ کا اِرتکاب ایسے لوگ کرتے ہیں- جو ایک دفعہ اپنے گناہوں سے توبہ کر کے پھر برگشتہ ہو جاتے ہیں- کیونکہ فی الحقیقت وہ اپنی اِس برگشتگی سے جو کچھ خدا نے ان کے لئے کیا ہے اس کی توہین کرتے ہیں- اِس گناہ کی مثال عیسو کا گناہ ہے جس نے اپنے پہلوٹھے ہونے کے حق کی حقارت کی- اور اس وجہ سے اس کو توبہ کا موقع نہ مل سکا-

۳- پاک رُوح کو رنجیدہ کرنا :-

"اور خدا کے پاک روح کو رنجیدہ نہ کرو- جس سے تم پر مخلصی کے دن کے لئے مُہر ہوئی" (افسیوں ۴ : ۳۰)

بسا اوقات ہم اپنے قول و فعل سے دانستہ یا نادانستہ طور پر پاک رُوح کو رنجیدہ کرتے ہیں-

ا- وہ فضل کا رُوح ہے :-

"تو خیال کرو کہ وہ شخص کس قدر زیادہ سزا کے لائق ٹھہرے گا- جس نے خُدا کے بیٹے کو پامال کیا اور عہد کے خون کو جس سے وہ پاک ہوا تھا ناپاک جانا اور فضل کے

روح کو بے عزت کیا" (عبرانیوں ۱۰: ۲۹)۔
جب مسیحی زندگی میں تلخی سختی۔ بدخواہی۔ کینہ۔ بغض اور ناراستی ہو تو فضل کا روح رنجیدہ ہوتا ہے۔ کیا ہم اپنے دل کی سختی سے تو اُسے ناراض نہیں کر رہے؟ کیا ہم حالات پر کڑھنے اور بڑبڑانے سے تو اُسے ناراض نہیں کر رہے؟ اگر ایسا ہے تو یقیناً رُوح رنجیدہ ہوتا ہے۔ اپنے دل کو ایسی باتوں سے خالی کرنے کی ضرورت ہے۔

ب۔ وہ دانائی کا رُوح ہے:۔

"کہ ہمارے خُداوند یسوؔع مسیح کا خدا جو جلال کا باپ ہے۔ تمہیں اپنی پہچان میں حکمت اور مکاشفہ کی رُوح بخشے" (افسیوں ۱: ۱۷)
کلامِ مُقدّس سے ناآشنائی، جہالت۔ خود پسندی، تکبّر، غرور اور کم فہمی سے دانائی کا رُوح رنجیدہ ہوتا ہے۔ کیا آپ اپنی ذہانت و فطانت پر مُتکبّر ہو کر تو رُوح کو رنجیدہ نہیں کر رہے؟ کیا آپ بغیر سمجھے بائبل مُقدّس کا مطالعہ کر کے تو رُوح کو رنجیدہ نہیں کر رہے؟ اپنے آپ کو دانائی کے روح کے سپُرد کریں تو وہ کلامِ مُقدّس کے بھیدوں کو سمجھانے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتا ہے۔

ج۔ وہ زندگی کا رُوح ہے:۔

"کیونکہ زندگی کے رُوح کی شریعت نے یسوؔع مسیح میں مجھے گناہ اور موت کی شریعت سے آزاد کر دیا"
(رومیوں ۸: ۲)۔

زندگی کا رُوح مسیحی زندگی میں بے پرواہی - افسردگی - مُردگی - جمُود - بے رُخی - اور بے اعتنائی سے رنجیدہ ہوتا ہے - کیا آپ سرگرم زندگی بسر کر رہے ہیں ؟ کیا آپ ہر دن کا آغاز دُعا اور کلام کے مطالعہ سے کرتے ہیں ؟ زندگی کا روح آپ میں زندگی کا متمنی ہے - شاعر نے کیا خوب کہا ہے -

؎ زندہ ہو تو زندوں جیسے کر کے کام دکھاؤ
اُٹھو آج صلیبی پرچم دُنیا پہ لہراؤ

ی - وہ جلال کا رُوح ہے :-

" اگر مسیح کے نام کے سبب سے تمہیں ملامت کی جاتی ہے - تو تم مبارک ہو - کیونکہ جلال کا رُوح یعنی خدا کا روح تم پر سایہ کرتا ہے " (۱ - پطرس ۴ : ۱۴) -

جلال کا روح نہیں چاہتا کہ ایماندار دُنیا کی دھندوں میں اُلجھ کر خدائے قدوس کو پس پشت ڈال دے - چند روزہ اور عارضی خُوشیوں - لذتوں اور راحتوں کے پیچھے بھاگنے کی بجائے جلال کے رُوح سے وابستہ ہونے میں فائدہ ہے - کیونکہ اس سے وابستگی میں دائمی شادمانی ہے - جسم کی خواہشات کی تکمیل ہی میں لگے رہنے سے ہم جلال کے رُوح کو رنجیدہ کرتے ہیں -

ر - وہ قدرت محبّت اور تربیّت کا رُوح ہے :-

" کیونکہ خدا نے ہمیں دہشت کی رُوح نہیں بلکہ قدرت ، محبّت اور تربیّت کی روح دی ہے " (۲ - تیمتھیس ۱ : ۷)

بشارتی کام کی انجام دہی میں اپنی قوّت، حکمتِ عملی اور تدابیر پر فاخر و نازاں ہونے سے روح رنجیدہ ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ عظیم کام الٰہی قوّت کے حصول سے ہی پایۂ تکمیل کو پہنچتا ہے۔

خدا محبّت ہے۔ وہ اپنے فرزندوں کی زندگی میں محبّت کا پھل دیکھنا چاہتا ہے۔ بے پھل زندگی سے اُسے نفرت ہے۔ اُس نے بے پھل درخت پر لعنت بھیجی۔ کیا ہماری زندگیوں سے محبّت کا پھل پیدا ہو رہا ہے؟ اُسے بے مروتی، بے وفائی اور منافقت سے نفرت ہے۔ وہ جو تربیت کا رُوح ہے۔ وہ ہماری خاندانی کلیسیائی اور قومی زندگی میں بے ضابطگی، بے سلیقگی، بدنظمی گڑبڑ اور ابتری دیکھ کر رنجیدہ ہوتا ہے۔

۸- وہ پاکیزگی کا رُوح ہے :-

"لیکن پاکیزگی کی روح کے اعتبار سے مردُوں میں سے جی اُٹھنے کے سبب سے قدرت کے ساتھ خُدا کا بیٹا ٹھہرا۔"
(رومیوں ۱ : ۴)۔

پاکیزگی ذاتِ الٰہی کا وہ وصف ہے جو انسان اور خدا میں فرق پیدا کرتا ہے۔ اس وصف کو خدا سب سے زیادہ یاد دلاتا ہے۔

"بلکہ جس طرح تمہارا بلانے والا پاک ہے۔ اِسی طرح تم بھی اپنے سارے چال چلن میں پاک بنو۔" (۱- پطرس ۱۵ : ۱۶)۔

"سب کے ساتھ میل ملاپ رکھنے اور اِس پاکیزگی کے طالب رہو۔ جس کے بغیر کوئی خداوند کو نہ دیکھیگا" (عبرانیوں ۱۲ : ۱۴)۔

پاکیزگی کلامِ پاک کی وہ مضبوط تعلیم ہے - جس کی جڑیں پُرانے عہدنامہ تک پھیلی ہوئی ہیں -

"کیونکہ میں خداوند تمہارا خدا ہوں - اِس لئے اپنے آپ کو مُقدس کرنا اور پاک ہونا کیونکہ میں قدوس ہوں" (احبار ۱۱: ۴۴) -

وہ جو پاکیزگی کا رُوح ہے - ہماری زندگی کی ناپاکی - نجاست، گندگی اور پالیدگی کو دیکھ کر رنجیدہ ہوتا ہے -

جس طرح کہ ایک آدمی جو سردی سے ٹھٹھر رہا ہو خود آگ کے پاس آتا ہے، اسی طرح ناپاک آدمی اپنے آپ کو یسوع کے پاس لانے سے پاک ہوتا ہے -

و- وہ سچائی کا رُوح ہے -

"یعنی رُوحِ حق جسے دنیا حاصل نہیں کر سکتی کیونکہ نہ اُسے دیکھتی ہے اور نہ جانتی ہے - تم اُسے جانتے ہو - کیونکہ وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے - اور تمہارے اندر ہوگا۔"
(یوحنا ۱۴: ۱۷)

وہ جو سچائی کا رُوح ہے، اس بات کا متمنی ہے کہ ایماندار اپنی روزمرّہ زندگی میں سچ کا دامن نہ چھوڑے - اُسے ہر طرح کے فریب مکّاری، حیلہ بازی، دروغ گوئی، جعلسازی، ہیرا پھیری اور جھوٹ سے نفرت ہے - جب مسیحی بھی دوسرے لوگوں کی طرح جھوٹ بولتے ہیں تو وہ رنجیدہ ہوتا ہے -

ز۔ وہ ایمان کا رُوح ہے :۔

"اور چونکہ ہم میں ایمان کا وہی رُوح ہے۔ جس کی بابت لکھا ہے کہ میں ایمان لایا اور اِسی لئے بولا۔ پس ہم بھی ایمان لائے اور اِسی لئے بولتے ہیں" (۲۔ کرنتھیوں ۴ : ۱۳)۔

وہ جو ایمان کا رُوح ہے وہ چاہتا ہے کہ تمام انسانوں کے اندر ایمان کام کرے۔ وہ ہر طرح کے اندیشوں، وسوسوں تفکّرات، پریشانیوں، بدگمانیوں اور عدم اعتمادیوں سے رنجیدہ ہوتا ہے۔

وہ ہمارے عقلی ایمان سے رنجیدہ ہوتا ہے۔ عقلی ایمان سے مُراد محض عقلی رضا مندی ہے یعنی حقائق بائبل کے سچّا ہونے کا اقرار کرنا مگر اپنی زندگی اُس کے حوالے نہ کرنا۔ وہ دِلی ایمان کا خواہاں ہے۔ دِلی ایمان سے مراد کِسی شخص کا رضا کارانہ طور پر خود کو مخصوص کرنا ہے۔ ایمان کے بغیر کوئی شخص نجات نہیں پا سکتا۔

"کیونکہ تم کو ایمان کے وسیلہ سے فضل ہی سے نجات ملی ہے۔ اور یہ تمہاری طرف سے نہیں خدا کی بخشش ہے" (افسیوں ۲ : ۸)۔

بغیر ایمان کے خدا کو پسند آنا ناممکن ہے۔

"اور بغیر ایمان کے اُس کو پسند آنا ناممکن ہے۔ اِس لئے کہ خدا کے پاس آنے والے کو ایمان لانا چاہیئے

کہ وہ موجود ہے اور اپنے طالبوں کو بدلہ دیتا ہے "۔
(عبرانیوں ۱۱: ۶)۔

ح ۔ وہ لے پالک کرنے کا رُوح ہے۔

"کیونکہ تم کو غلامی کی رُوح نہیں ملی۔ جس سے ڈر پیدا ہو بلکہ لے پالک ہونے کی رُوح ملی ہے جس سے ہم ابّا یعنی اَے باپ کہہ کر پکارتے ہیں"۔ (رومیوں ۸: ۱۵)

لے پالک بنانے کے معنٰی "گود لینا" ہے۔ یہ لفظ حق وراثت اور حقوق کی صورت میں استعمال ہوتا تھا۔ وہ جو نئی پیدائش کے وسیلہ سے انسان کو خدا کی فرزندیت کا شرف بخشتا ہے۔ جب ہم توبہ اور ایمان کے وسیلہ سے اُس کی فرزندیت میں نہیں آتے۔ تو وہ رنجیدہ ہوتا ہے۔

رُوح کو نہ بجھانا

"رُوح کو نہ بجھاؤ"۔ (۱۔ تھسلنیکیوں ۵: ۱۹)

پولُس رسُول کے خطوط کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ رُوح کو بجھانے کے گناہ کے بارے میں صرف تھسلنیکیوں کی کلیسیا کو تاکید کی ہے۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟

شہر اور رُوح اُلقدس

تھسلنیکے پُرانے زمانے کا ایک شہرہ آفاق شہر تھا۔ ۳۲۳ء ق م میں سکندرِ اعظم کا اِنتقال ہوا۔ تو یونانی حکومت کی بھاگ ڈور اُس کے

چاروں جرنیلوں کے ہاتھ میں آ گئی۔ ان میں سے ایک جرنیل کا نام کیسنڈرا تھا۔ کیسنڈرا کی بیوی کا نام "تھسلینکا" تھا۔ یہ سکندر اعظم کی سوتیلی بہن تھی۔ اِس جرنیل نے اِس شہر کو اپنا دارالحکومت بنایا اور اپنی محبوب بیوی کے نام پر اِس شہر کا نام تھسلنیکے رکھ دیا۔ اِس کی زیادہ تر آبادی مہذب، خواندہ اور شائستہ لوگوں کی تھی۔ یہ لوگ موسوی شریعت پر بڑی سختی سے کاربند تھے۔ جب رسُول نے یہاں خداوند یسوؔع مسیح کے نام کی منادی کی تو بہت سے مرد و خواتین بچ گئے۔ ابتدائی کلیسیا روحانی لحاظ سے بیدار تھی۔ لیکن بعد ازاں اِس کلیسیا نے اپنے ناپسندیدہ افعال و کردار سے رُوح کو بجھا دیا۔ روحانی بیداری آہستہ آہستہ ختم ہو گئی اور لوگ دنیادار بن گئے۔

رُوح کیسے بُجھ جاتا ہے۔

۱۔ پاک رُوح کے کام کے خلاف مزاحمت کرنے سے:۔

جب ہم پاک رُوح کی نعمتوں کی بجائے اپنے زور اور طاقت سے بشارتی کام کرتے ہیں تو رُوح بجھ جاتا ہے۔ کیونکہ وہ موثر طور پر گواہی نہیں دے پاتا۔ کرنتھسؔ کی کلیسیا روحانی نعمتوں کے اظہار میں مبالغہ آمیزی سے کام لینے لگی تو پاک روح کے کام میں رکاوٹ پیدا ہو گئی۔ پولسؔ ایسے مبالغہ کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔

رُوح اُلقدُس کا کام ایماندار کو خداوند کے ساتھ گہرے اور معنی خیز تجربات بخشتا ہے۔ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ صرف غیر نجات یافتہ

لوگ ہی رُوح کی مزاحمت کرتے ہیں۔
لیکن بسا اوقات تو ایماندار ہی رُوح اُلقدُس کے کام میں سدِراہ ہوتے ہیں۔
اپنی سرد مہری اور زندگی میں گناہ کے باعث۔
"اے گردن کشو اور دل اور کان کے نامختونو! تم ہر وقت رُوح اُلقدُس کی مخالفت کرتے ہو۔ جیسے تمہارے باپ دادا کرتے تھے۔ ویسے ہی تم بھی کرتے ہو" (اعمال ۷:۵۱)۔
مکاشفہ میں افسس کی کلیسیا سے خداوند نے شکوہ کیا۔
"اور تو صبر کرتا ہے۔ اور میرے نام کی خاطر مصیبت اُٹھاتے اُٹھاتے تھکا نہیں۔ پس خیال کر کہ تو کہاں سے گرا ہے۔ اور توبہ کر کے پہلے کی طرح کام کر اور اگر تو توبہ نہ کرے گا تو میں تیرے پاس آ کر تیرے چراغدان کو اُس کی جگہ سے ہٹا دوں گا۔ البتہ تجھ میں یہ بات تو ہے کہ تُو نیکلیوں کے کاموں سے نفرت رکھتا ہے۔ جن سے میں بھی نفرت رکھتا ہوں" (مکاشفہ ۲:۴،۵،۶)۔
یہ کلیسیا اپنی کلیسیائی سرگرمیوں میں تیز تھی۔ خداوند نے شکوہ کیا۔ آج بھی بہت سے غیر روحانی لوگ کلیسیائی سرگرمیوں میں سرگرم اور پُرجوش نظر آتے ہیں۔
۱۔ اُن کی کلیسیائی محبت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ وہ اپنی کلیسیا کے بارے میں فاخر و نازاں تھے۔ اس کے لئے مشقت

کرنے اور مصائب سے دوچار ہوتے۔ لیکن پھر بھی شکوہ کیا جا رہا ہے۔

"تُو نے اپنی پہلی سی محبت چھوڑ دی"۔ آج کی کلیسیا میں وفاداری تو ہے لیکن روحانی زندگی مفقود ہے۔

۲- انہوں نے اپنے عقائد سے انحراف نہیں کیا۔ وہ عقائد کی خاطر مر مٹنے پر تیار ہو جاتے تھے، لیکن خدا کے ساتھ محبت میں وہ سرگرمی اور حرارت نہیں جو عقائد سے وابستگی ہیں۔

۳- آج کلیسیا سُننا نہیں چاہتی۔ "جس کے کان ہوں وہ سُن لے۔ وہ سُنے کہ وہ رُوح کلیسیاؤں سے کیا فرماتا ہے"۔ جب ہم سنتے نہیں تو رُوح القدس کی مزاحمت ہوتی ہے۔

۲- انتہا پسندانہ رویّہ اختیار کرنے سے :-

بہت سے لوگ اپنی ہٹ دھرمی کے باعث انتہا پسندانہ رویّہ اختیار کر لیتے ہیں جس سے رُوح بجھ جاتا ہے۔ مثلاً بہت سے اپنے انتہا پسندانہ رویّہ سے غوطے کے بپتسمہ کو ہی اصلی بپتسمہ سمجھے بیٹھے ہیں۔ کچھ لوگ غیر زبانوں کو ہی رُوح القدس کے حصول کا واحد تصدیقی نشان بنائے بیٹھے ہیں۔ یہ ایسا اندازِ فکر ہے جس کی بائبل سے تصدیق نہیں ہوتی اور رُوح بجھ جاتا ہے۔

۳- رفاقت میں تلخی سے :-

ایماندار مسیح کے بدن (کلیسیا) کے اجزا ہیں۔ ان میں باہمی رفاقت

اور اشتراکِ عمل لازمی ہے۔ لیکن بہت دفعہ کچھ لوگوں کی تلخ کلامی سے یہ رفاقت ٹوٹ جاتی ہے۔ جس سے رُوح بُجھ جاتا ہے۔ پولُس رسُول رقم طراز ہے۔

"غصّہ تو کرو لیکن گناہ نہ کرو" (افسیوں ۴: ۲۶)۔

"باہمی محبّت میں قائم رہو"

رُوح القدس ہماری گفتگو میں نرمی اور شیرینی کا تقاضا کرتا ہے۔

۴۔ دِلوں سے اِس کی موجودگی بھلا دینے سے:۔

جب ایماندار روح کی موجودگی کا احساس کھو بیٹھتے ہیں تو رُوح القدس کا عظیم کام نہیں ہو پاتا۔ انسان دُنیاوی تفکّرات اور جسم کی خواہشوں میں الجھ جاتا ہے۔

۵۔ پارٹی بازی سے:۔

کرنتھُس کی کلیسیا جس کے بارے میں پولُس رسُول نے لکھا ہے۔ "مسیح یسوع میں پاک کئے گئے" "کلام اور علم کی دولت سے دولت مند" چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں منقسم ہو گئی۔ کچھ اپنے آپ کو اپلوس سے منسوب کرنے لگے۔ تو دوسرے کیفا سے جس سے رُوح بجھ گیا۔ آج کلیسیائے عالمگیر چھوٹے چھوٹے مسائل پر منقسم ہو گئی ہے۔ جس سے رُوح بجھ گیا ہے۔ وہ کلیسیا کے افراد میں اتحاد اور یگانگت کا آرزو مند ہے۔

۶- غفلت اور لاپرواہی سے:-

زندگی میں رُوح القدس کی موجودگی سے ایماندار جوش اور ولولہ حاصل کرتا ہے۔ کلیسیا متحرک اور سرگرم نظر آتی ہے۔ لیکن بعدازاں ایمانداروں کی غفلت اور لاپرواہی سے یہ سرگرمی جاتی رہتی ہے جس سے رُوح بجھ جاتا ہے۔ بے شمار دعائیہ میٹنگز ہماری غفلت اور لاپرواہی سے ناکام ہو جاتی ہیں۔ وہ چاہتا ہے کہ ہم غفلت اور لاپرواہی کو اپنی زندگیوں سے دُور کریں تاکہ رُوح القدس کلیسیا میں کام کرے اور ایماندار فتح مند اور مُؤثر زندگی بسر کریں۔

۷- ظاہرداری اور دکھاوے سے:-

آج کل بہت سے لوگ ظاہرداری اور دکھاوے کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں۔ وہ دوسروں کی گواہیاں اور رُوحانی تجربات اپنے نام منسوب کرتے ہیں تاکہ لوگ ان کی رُوحانیت کا سکہ مانیں۔

لندن شہر کے سپرجن چرچ میں عبادت ہو رہی تھی۔ دو بوڑھے چرچ کے پچھلے بنچوں پر بیٹھے تھے۔ عبادت کے اختتام پر ایک بوڑھے نے دوسرے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "آج کے پیغام کے بارے میں تمہارے کیا تاثرات ہیں"؟ دوسرے نے دماغ پر زور دیتے ہوئے جواب دیا۔ "ایسے لگتا ہے جیسے واعظ نے کوئی تحقیقی مقالہ پڑھا ہو"۔

پہلے بڈھے نے بغیر سوال کہا۔ "جب سپرجن اس پلپٹ سے پیغام دیتا تھا تو کیسا لگتا تھا"؟ دوسرے بڈھے نے اُچک کر کہا۔ واہ کس

بزرگ کا نام لے لیا۔ اللہ قسم دل کے تار بجنے لگے۔ سپرجن کا پیغام سنتے تھے تو ایسے لگتا جیسے کوئی قوّت جسم میں سرایت کر رہی ہے! اب تو ظاہرداری اور دکھاوے کے سوا کچھ رہا ہی نہیں۔ لوگ اپنی ذاتی توقیر اور روحانی برتری کے لئے ایمانداروں کی حرکات و سکنات تک نقل کرتے ہیں۔

رُوح سے جھُوٹ بولنا:۔

"مگر پطرس نے کہا اَے حننیاہ! کیوں شیطان نے تیرے دِل میں یہ بات ڈال دی کہ تو رُوح اُلقدس سے جھُوٹ بولے۔ اور زمین کی قیمت میں سے کچھ حصّہ رکھ چھوڑے؟ کیا جب تک وہ تیرے پاس تھی تیری نہ تھی؟ اور جب بیچی گئی تو تیرے اختیار میں نہ رہی؟ تو نے کیوں اپنے دل میں اِس بات کا خیال باندھا؟ تو نے آدمیوں سے نہیں بلکہ خدا سے جھُوٹ بولا" (اعمال ۵: ۳-۴)

حننیاہ اور سفیرہ نے رُوح اُلقدس کے خلاف جھُوٹ بولا۔ تو اسی وقت ڈھیر ہو گئے۔ حننیاہ اور سفیرہ کے مَر جانے کی وجہ ہرگز یہ نہ تھی کہ اُنھوں نے زمین میں سے کچھ رقم رکھ لی تھی۔ بلکہ اِس لئے اُس نے پاک رُوح سے جھُوٹ بولا۔ اُس نے کہا کہ وہ قیمت کی کُل رقم لایا ہے۔ حالانکہ اُس نے اُس میں سے کچھ حصہ اپنے پاس رکھ لیا تھا۔

۶۔ رُوح القُدس کی مخالفت کرنا :۔

"اے گردن کشو اور دل اور کان کے نا مختونو! تم ہر وقت رُوح القُدس کی مخالفت کرتے ہو۔ جیسے تمہارے باپ دادا کرتے تھے۔ ویسے ہی تم بھی کرتے ہو۔" (اعمال ۷ : ۵۱)۔

لوگ عموماً دو طریقوں سے خدا کی مخالفت کرتے ہیں۔

ا۔ رُوحانی فرائض کی انجام دہی سے پہلو تہی کرنے سے۔

ب۔ اپنی مرضی کو خدا کی مرضی پر فوقیت اور ترجیح دینے سے۔

۷۔ رُوح القُدس کو آزمانا :۔

"پطرس نے اُس سے کہا تم نے کیوں خُداوند کے رُوح کو آزمانے کے لئے ایکا کیا۔" (اعمال ۵ : ۹)۔

رُوح القُدس کی موجودگی پر دل میں شک لانا اس گناہ کی جڑ ہے اور یہ اُس لڑکے کی عادت بد کی طرح ہے۔ جو بیج بونے پر بار بار اُسے کھود کر دیکھتا ہے کہ بیج پھُوٹ نکلا یا نہیں۔ اُسکے اِس عمل سے بیج جڑ پکڑنے نہیں پاتا۔ بہت سے ایماندار بھی ڈانواں ڈول زندگی بسر کرتے ہیں۔ وہ مختلف تعلیموں کے جھونکوں سے اُچھلتے بہتے رہتے ہیں۔ یہ رُوح القُدس کو آزمانے کا گناہ ہے۔